

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چوالیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 20 اکتوبر 2021ء بروز بده ببطابق 13 ربیع الاول 1443 ھجری۔

| نمبر شمار | مندرجات | صفہ نمبر |
|-----------|---|----------|
| 1 | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 03 |
| 2 | چیزیں کے پیش کا اعلان۔ | 04 |
| 3 | رخصت کی درخواست۔ | 04 |
| 4 | دعاۓ مغفرت۔ | 05 |
| 5 | وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد نمبر 115 مجاہب: میر جان محمد خان جمالی، سردار محمد صالح بھوتانی، سردار عبدالرحمن کھنگران، جناب اسد اللہ بلوچ، میر ظہور احمد بلیدی، میر نصیب اللہ مری، حاجی محمد خان لہڑی، حاجی محمد اکبر آسکانی، جناب عبدالرشید، محترمہ بُشتری رند، محترمہ ماہ جینیں شیران، محترمہ لیلی ترین، میر سکندر علی عمرانی اور محترمہ مستورہ بی بی، ارائیں بلوچستان صوبائی اسمبلی۔ | 06 |

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ
اپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔ جناب عبد الرحمن
چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 20 اکتوبر 2021ء بروز بده بھطابن 13 رجع الاول 1443 ہجری، بوقت شام 04 بجدر 20 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾
فَإِنْ تَوَلُّوْا فَقُلْ حَسْبَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

﴿پارہ نمبر ۱ سورہ التوبہ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹﴾

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مونہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ صدق اللہ العظیم۔



جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ میں قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت ذیل اراکین اسمبلی کرواؤ اجلاس کیلئے پہلی آف چیئرمین نامزد کرتا ہوں:
۱۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں۔ ۲۔ حاجی محمد خان لہڑی۔ ۳۔ میر حمل کلمتی۔ ۴۔ حاجی عبدالواحد صدیقی۔
جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): محترمہ زینت شاہو ای صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بناء اج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: آئین کے آرٹیکل 136 کے شق نمبر 1 جسے قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر B-19 کیسا تھک پڑھا جائے کے تحت، میر جان محمد جمالی صاحب، سردار محمد صالح بھوتانی صاحب، سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب، جناب اسد اللہ بلوچ صاحب، میر ظہور بلیدی صاحب، میر نصیب اللہ مری صاحب، حاجی محمد خان لہڑی صاحب، حاجی اکبر آسکانی صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، محترمہ بشری رند صاحبہ، محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ، محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ، میر سکندر عمرانی صاحب اور محترمہ مستورہ بی بی صاحبہ، اراکین اسمبلی، صوبائی اسمبلی کی جانب سے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد کا نوٹس موصول ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: الہما محکمین میں سے کوئی ایک محک قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 19 (ب) 4 کے تحت وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرنے کی بابت اجازت لینے کیلئے تحریک پیش کریں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے کئی دفعہ کوشش کی آپ کے پاس فاتحہ لینے کیلئے، لیکن آپ کی مصروفیت شاید بہت زیادہ ہو گئی تھی اور شاید گھر پر بیٹھنے کا موقع فراہم نہیں ہو رہا تھا تو ایک اجتماعی دعا اگر آپ کے چاچا کیلئے یہاں ہو جائے۔ سلیم کھوس کی بجا بھی کیلئے بھی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

حاجی احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ہوشاب کے شہیدوں کیلئے بھی دعا کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی دعا کیجئے۔

(دُعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب نور محمد در (وزیر پی انجی ای و واسا): جناب اسپیکر! میں بھول گیا۔ ہر نانی کے زلزلے میں جو لوگ شہید ہو گئے ہیں ان کیلئے ایک بھی خصوصی دُعا کی جائے۔

(دُعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب اصغر خان اچکزی: جناب اسپیکر صاحب! ہمیں ذرا لکیسر کیا جائے۔ بلوچستان اسمبلی کے rule of procedure کے تحت۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزی (وزیر زراعت و کوآپریٹورز): عدم اعتماد جب آتا ہے۔ تو 20% ممبرؤں کو پیش کر سکتے ہیں۔ جس طرح آج یہ 20% ہے۔ لیکن اس میں یہ بھی ہے کہ 20% move ہوا ہے۔ جن کے نام سے قرارداد پیش ہوئی ہے اُن میں سے اگر ایک بھی حاضر نہ ہو تو کیا یہ پیش ہو سکتی ہے؟

جناب اسپیکر: آپ میرے خیال میں پہلی دفعہ اسمبلی میں نہیں آئے ہیں آپ کو ساری چیزوں کا پتہ ہے اب اسمبلی میں جتنے لوگ آئے ہیں۔ زمرک خان صاحب! آپ سینئر politcian ہیں آپ میرے خیال میں اس طرح کی باتیں نہ کریں آپ کو سارے رونما کا پتہ ہے۔ زمرک خان صاحب! اگر آپ سن لیں۔ یہ قرارداد چودہ بندوں نے جمع کی ہے، مجھے سینیں تو سہی۔ آپ کو سارا رونما بتا دیں گے۔ جب آپ چودہ بندوں نے اسمبلی میں پیش کی ہے۔ اُن میں سے ایک بندہ بھی اگر موجود ہے، وہ پڑھنے کیلئے، تو میرے خیال میں کافی ہے۔ باقی اگر اس کو کو مرکزی 17 بندوں کی ضرورت ہے۔ 13 چاہیے کہ وہ قرارداد کو سپورٹ کریں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتaran: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ہر گاہ گزشتہ تین سالوں کے دوران جام کمال خان، وزیر اعلیٰ بلوچستان کی خراب حکمرانی کے باعث بلوچستان میں شدید مایوسی، بدامنی، بیروزگاری اور اداروں کی کارکردگی پر بڑی طرح اثر پڑا ہے۔ یہ کہ وزیر اعلیٰ جام کمال نے اقتدار پر بر اجانان ہو کر خود کو عقلیٰ کل سمجھ کر صوبہ کے تمام اہم معاملات کو مشاورت کے بغیر ذاتی طور پر چلا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے میرے خیال میں ہاؤس سے اجازت لیں پھر پیش کریں ٹال۔

نوابزادہ طارق مگسی: پہلے وہ اجازت دیں گے پھر پیش ہوگی۔

جناب اسپیکر: پیش کریں گے پھر ہاؤس سے اجازت لیں گے۔ جی سردار صاحب۔ ایک کاغذ آپ کو دیں گے۔ سردار صاحب! ایک منٹ۔ طارق مگسی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پہلے ہاؤس سے اجازت لیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتaran: میں سردار عبدالرحمٰن کھیتaran تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: جوارکین اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: صحیح اور دوبارہ گئیں، پھر گن لیں۔ thirty three تحریک کو آئین کے آرٹیکل 136 کے شق ایک اور قواعد و انصباط کا رہنمای صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 19(b) 4 کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ تحریک کے حق میں 33 ووٹ پڑے ہیں 33 ووٹ یہاں جو ہاؤس کے، لہذا محکمین میں سے کوئی ایک محرک وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتaran: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہرگاہ گز شستہ تین سالوں کے دوران جام کمال خان وزیر اعلیٰ بلوچستان کی خراب حکمرانی کے باعث بلوچستان میں شدید مایوسی، بدانتی، بیروزگاری اور اداروں کی کارکردگی بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ یہ کہ وزیر اعلیٰ جام کمال نے اقتدار پر برآجمن ہو کر خود کو عقلیٰ کل سمجھ کر صوبے کے تمام معاملات کو مشاورت کے بغیر ذاتی طور پر چلایا ہے۔ جس سے صوبے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ جبکہ اس بارے میں انہیں کا بینہ اراکین و قافو فتاً آگاہ بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس جانب کوئی توجہ نہ دی۔ علاوہ ازیں بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے وفاقی حکومت کے ساتھ آئینی اور بنیادی حقوق کے مسائل پر انتہائی غیر سنجیدگی کا ثبوت دیا ہے۔ جس میں صوبہ گیس، بجلی، پانی اور شدید معاشری بحران کا حامل ہوا۔ نیز اس وقت صوبے کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد جن میں بیور و کریم، ڈاکٹرز، طباء اور زمیندار حکومت کی بیڈ گونس کی وجہ سے سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جام کمال خان وزیر اعلیٰ بلوچستان کی خراب کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں وزیر اعلیٰ ر قائد ایوان کے عہدہ سے ہٹا کر اُن کی جگہ ایوان کی اکثریت کے حامل رکن اسمبلی کو وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان منتخب کیا جائے۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد نمبر 115 پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: کیا محکمیں وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی feasibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ جو معزز زار اکین اسمبلی قرارداد نمبر 155 کی حمایت اور مخالفت پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اپنے نام سیکرٹری

اسمبلی کو بھیج دیں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ اصولاً تو فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہ مقدس ایوان ہے۔ میرے خیال سے آپ میں سے کچھ لوگوں کا موبائل نج رہا ہے۔

جناب اسپیکر: اگر کسی کا موبائل please on bnd کر دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: جناب اسپیکر صاحب! یہ 65 کا ایوان ہے۔ جس طریقے سے جام صاحب ہمارے لئے بہت قابل احترام شخصیت ہیں، یا اپنے قبیلے کے سردار ہیں، نواب ہیں۔ نواب صاحب ہنس رہے ہیں۔ وہ میرے خیال میں وہ قاعدہ پھاڑنے والی بات آپ کو یاد آگئی۔ توجہ ان کو قائد ایوان منتخب کیا گیا اُس وقت اکثریت کے بل بُوتے پر، آج اکثریت کے بل بُوتے پر یہ قرارداد آگئی ہے۔ اور اس ایوان نے فیصلہ کر دیا ہے۔ گوکہ ہمارے پانچ پارٹیمینٹرین missing-persons میں آگئے ہیں۔ ان کے لئے تو جو بھی قانونی سلسلہ ہو گا انشاء اللہ وہ ہو گا۔ کسی کا گلمد بنا کے کوئی زبردستی اقتدار پر، میرے خیال میں یہ بلوچستان کی روایت نہیں ہے کہ کسی کو آپ missing کریں، انہوں کریں، اس ایوان کے نقص کو آپ پامال کریں، یہ ہرگز کسی کو اجازت نہیں دی جائیگی۔ انشاء اللہ ہم گزارش کر رہے ہیں اس میدیا کے ذریعے، جناب اسپیکر صاحب! آپ کے ذریعے کہ مہربانی کر کے جو ہمارے missings ہیں ان کو immediately release کیا جائے۔ نہیں تو یہ ایوان، یہ بلوچستان یہ سب احتیاج میں جائیں گے ہم اُس لیوں پر نہیں جانا چاہتے۔ ہمارے لئے ہر ادارہ قبل احترام ہے۔ باقی ایوان کا اعتماد ایک شخص سے اٹھ گیا۔ تو بہتر میں سمجھتا ہوں ایک well-wisher کے طور پر کہ جام صاحب کو step-down کر جانا چاہیے، اقتدار کے ساتھ چھٹے رہنے سے فائدہ نہیں ہے۔ آج پانچ missings ہیں کل پانچ اور missings کر لیں گے۔ شاید یہ کرسی اس کی نج جائے لیکن اب یہ ایوان چلے گا نہ اور سلسلہ چلے گا اخلاقیات کا تقاضہ ہے۔ بلوچستان کی روایت کا تقاضہ ہے۔ اس august House کی عزت کا تقاضہ ہے کہ فوری طور پر جام صاحب step-down کر جائیں۔ اس میں ان کی بھی عزت ہے، ہماری بھی عزت ہے۔ ہم تاریخ میں یہ چیز لکھوانا نہیں چاہتے کہ He was removed from CM ship. میں اتنا ہی کہوں گا thank you.

جناب اسپیکر: جی اکبر مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

جناب اسپیکر: sorry اپوزیشن ایڈر کو موقع دیتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد احزاب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - نَحْمَدُهُ، وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ - جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں اس امر کا احتجاج کروں گا اپنی طرف سے بھی اور اپنے متحده اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے بھی۔ اور آپ سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے تقدس کو آپ نے بحال کرنا ہے آپ نے بچانا ہے۔ آپ کی موجودگی میں پانچ MPAAs صوبائی اسمبلی missings ہیں، انکو گرفتار کیا گیا ہے۔۔۔ (مداخلت) ایسا نہیں چلے گا اس طرح تو جتنے بھی لوگ آج کھڑے ہوئے ہیں اور اپنا ایک قانونی، آئینی اور جمہوری حق استعمال کر رہے ہیں، اُن کو بھی تو arrest کیا جاسکتا ہے، اُن کو بھی missing persons میں حساب کیا جاتا ہے۔ تو کیا اس طریقے سے اگر یہ پانچ آدمی missing-persons ہوں اور ان کو یہاں اپنا قانونی، آئینی اور جمہوری حق استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو پھر یہ سلسلہ یا یہ وزیر اعلیٰ اس طرح چل سکتے ہیں یہ ناممکنات میں سے ہے۔ اپنی گزارشات شروع کرنے سے پہلے جناب سے گزارش کروں گا کہ جناب یہ حکم صادر فرمائیں جو missing MPAAs ہیں اُن کو فوری طور پر یہاں اس ہاؤس میں لاایا جائے اور ان کو رہا کیا جائے۔ نہیں تو اس کے بعد یہ ہو گا کہ ہم گھروں کو نہیں جائیں گے جناب اسپیکر! ہم یہیں بیٹھیں گے انہی روڑوں کو بند کریں گے جب تک یہ لوگ نہیں آتے جب تک یہ غیر قانونی اور غیر آئینی اور غیر انسانی عمل ختم نہیں ہوتا۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ آذان عصر)

جناب اسپیکر: زمرک خان آپ جمہوری بندے ہیں آپ لوگوں نے جمہوریت کے لیے بہت قربانیاں دی ہیں۔ آپ باچا کے پیروکار ہیں جمہوری لوگ ہیں وہ بات نہیں کریں۔

جناب اصغر خان اچکزی: جناب اسپیکر! خان شہید، سردار عطاء اللہ خان اور مولانا مفتی محمود کی پارٹیوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں بھی خوشی ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: اصغر خان اچکزی صاحب! آپ کے شاید نوٹس میں ہو کہ اسی کو آپ نے پہلے بھی support کیا ہے، آپ کی پارٹی نے support کیا ہے، میرے خیال میں ہم بلوچستان کے علاقوں سے آتے ہیں، میرے خیال میں اتنے بُرے نہیں ہیں۔ آپ نے قربانیاں دی ہیں۔ اسمبلی کے فلور پر بات کرنے سے پہلے اصغر صاحب! میرے خیال میں بیٹھ کر کوئی بات نہیں کر سکتا۔ جی ملک صاحب۔

قائد احزاب اختلاف: آپ کو موقع مل جائے گا جس نے جو کچھ بولنا ہے یہ ہاؤس آپ لوگوں کے لیے ہے

یہ interrupt نہ کریں جی۔ بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم - جناب اسپیکر صاحب! اب جو عدم اعتماد کی قرارداد یہاں پیش ہوئی ہے اور اس میں جو پہلی بات کہی گئی ہے کہ خراب حکمرانی کے باعث بلوچستان میں شدید مایوسی، بدامنی، بیروزگاری اور اداروں کی کارکردگی بڑی طرح متاثر ہوئی ہے۔ ہوتا یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ انتہائی اہمیت کا حامل منصب ہے۔ چیف ایگزیکٹو کے بنیادی فرائض میں جو باتیں شامل ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ عوام کی فلاج و بہبود کو نظر رکھے اور اس کے لیے اپنی انتحک محنت کرے۔ دوسری بات جو ان کے فرائض منصی میں ہے، وہ یہ ہے کہ وہ عوام کی خوشحالی و آسودگی کے لیے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لائے۔ اس کے علاوہ ان کے فرائض جو چیف ایگزیکٹو ہے اس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ صوبے کے عوام کو یہ باور کرائے کہ میں چیف ایگزیکٹو ہوں، آپ کی تمام مشکلات، آپ کے تمام جو معاملات ہیں اُن کے لیے میں فرنٹ لائن پر رہوں گا تاکہ عوام کا اعتماد اُس پر ہو۔ اور جب تک ایک چیف ایگزیکٹو کو عوام کا اعتماد نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ وہ اپنے ضمیر میں بھی جھانک کر جب دیکھے گا اور عوام کی چیزوں پر جب سنے گا تو اس کو احساس ہو گا لیکن منصب پیاری ہونے کی وجہ سے شاید وہ مس نہ ہو۔ چیف ایگزیکٹو کے فرائض میں چوتھی بات جو شامل ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری خزانے کی اس طرح حفاظت کریگا جیسے وہ سرکاری خزانہ اپنی اصل جگہ پر، عوام کی ضروریات اور ان کی ترجیحات پر خرچ ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک گھر میں بھی اگر سات آٹھ افراد رہتے ہوں اُن میں سے تین چار کو تو تمام مراعات حاصل ہوں کھانے پینے کی انتہائی بہترین اشیاء ہوں پہنے کے لیے اعلیٰ کپڑے ہوں اور ان کی جو بھی ڈیماندز ہو وہ پوری ہوتی جائیں لیکن تین یا چار کو نان شبیہ کا چیخ کیا جائے اُن سے ان کے حقوق چھیننے جائیں جو ان کا حق ہے ان کو ملنا چاہیے وہ نہ دیں تو اُس گھر میں یا اُس سات آٹھ افراد کے گھر میں کیسا کہرام مچے گا۔ اور اس والد پر جو گھر کا بڑا ہے اس پر اعتماد بھی بھی نہیں ہو گا۔ اور نہ ہتی وہ گھر چل سکے گا اور نہ ہتی ان لوگوں کو جن کو چیزیں زیادہ مل رہی ہیں اُن کو بھی سکون نہیں ملے گا۔ کیونکہ اگلے چھینیں گے اور جو گوشت وہ کھائیں گے وہ اُن کے حلق میں اٹک جائیگا۔ تو اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ چیف ایگزیکٹو جو کسی صوبے کا ہوتا ہے وہ سرکاری خزانے کی حفاظت بھی کریگا اور اس کو اپنے منصب پر خرچ بھی کریگا۔ اور اس کے سامنے صرف عوام کی ضروریات ہوں گی۔ اور ان کے جو مسائل ہیں وہ اُن کے سامنے ہوں گے۔ تو یہ چیف ایگزیکٹو کی ذمہ داری اور فرائض میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی چیف ایگزیکٹو کا فرض ہے کہ جو صوبے کے وسائل ہیں، وہ عوام پر خرچ کرنے کے لیے اپنی تمام منصوبہ بنیادی کرے۔ اور جو وسائل کسی صوبے کے ہیں، اُس کو اس صوبے کے عوام پر خرچ کرنے کو یقینی بنائیں۔ اس کے

علاوه جناب چیف ایگزیکٹو کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ لوٹ کھسوٹ، غبن اور بد عنوانی کو مکمل طور پر بند کر دیں۔ اور کسی بھی شخص کے ساتھ جو کسی قسم کے غبن میں ملوث ہو جو کسی قسم میں لوٹ کھسوٹ میں ملوث ہو، جو کسی قسم کی کرپشن میں ملوث ہو، اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرے تو عوام کا اعتماد اُس چیف ایگزیکٹو پر بحال رہتا ہے۔ اس کے علاوہ چیف ایگزیکٹو کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ ارکین اسمبلی، اپنے حکومت کے وزراء، ان کے ارکین اور تمام اسمبلی کے ارکین کا قانونی، آئینی اور جمہوری حق، اُس کا تحفظ بھی کرے اور اُس کو وہ حق دلوائے۔ اگر وہ حق یپرو کریں کی طرف سے غصب کیا جاتا ہے۔ یادوں حق کسی فرد کی طرف سے غصب کیا جاتا ہے یا معاشرے کی کسی طبقے کی طرف سے وہ غصب کیا جاتا ہے۔ تو یہ چیف ایگزیکٹو کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے ارکین، جو اس ہاؤس کے ارکین ہیں، اُن کی عزت، ناموس اور اُن کی آئینی اور قانونی rights کو recognized constitutional کا تعلق ہے یہ چیف ایگزیکٹو جناب! جو اس وقت کی governance کی جہاں تک governance کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ یپرو کریں کو اپنے اختیارات اور حدود کے اندر رہنے کو یقینی بنائے، جو یپرو کریں کے آئینی، قانونی حدود اور اختیارات ہیں، اُن کو انکی حد کے اندر رکھے۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یقینی بنائے کہ جو یہ سیٹم ہے اس صوبے کا اُس میں کوئی heart-burning والی صورتحال پیدا نہ کرے، بد دلی اور مایوسی کی کیفیت پیدا نہ کرے۔ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں یہ چیف ایگزیکٹو کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو خود بھی قانون پر من و عن عمل کرنے کو یقینی بنائے۔ اور پھر یہ جو قانون نافذ ہوتا ہے یا قانون پر عملدرآمد ہوتا ہے وہ بلا امتیاز ہوتا کہ لوگوں کو یہ یقین ہو جائے کہ اگر کل مجھے کوئی گزند پہنچتا ہے یا میری جان و مال کو کوئی خطرہ پیش آتا ہے یا مجھے کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو law enforcing agencies قانون فاظ کرنے والے ادارے چیف ایگزیکٹو اور ان سے متعلق جو جتنے بھی لوگ ہیں وہ میری آوازیں گے اس طرح اعتماد عوام کا چیف ایگزیکٹو پر ہوگا۔ یہ انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ اب اگر اس طرح کی صورتحال ہو کہ مالی بے ضابطگیوں پر نظر نہ ہو، بلوچستان کے وسائل جس میں جناب اسپیکر صاحب! سیند کے، ریکوڈ کے، گوادرے ہے، یہاں کا کرومائیت ہے، یہاں کا ماربل ہے، یہاں کا کونسل ہے، اگر اسکی مینجنٹ کی ایسی صورتحال نہ بنائی جائے، ایسی صورتحال نہ تشکیل دی جائے جس سے اس کے ان وسائل سے بلوچستان کے عوام کو فائدہ پہنچے اور بلوچستان کے عوام اس فائدے سے محروم ہوں تو پھر یہ وسائل کے بے جا استعمال اور وسائل کو یعنی غیر آئینی طریقے اور غیر قانونی طریقے سے استعمال کرنے والی بات ہوگی جو چیف ایگزیکٹو کے

لیے ضروری ہے کہ وہ اس کو مدنظر رکھے۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو اعتماد ولی بات ختم ہو جائیگی۔ اس کے علاوہ چیف ایگریکٹیو کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بد عنوانی کے مرتكب لوگوں کو فوری سزا دے۔ اور اس پر کسی قسم کا compromise نہ رہے تاکہ آئندہ بد عنوانی کے عمل سے لوگ باز آئیں۔ اور عوام کو یہ اعتماد ہو کہ مجھے اب چوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چوری کی گئی تو اس طرح کی سزا ملے گی، سروں جائیگی، دکان جائیگی، جائیداد جائیگی۔ تو اس طریقے سے تو پھر اعتماد بحال ہوتا ہے۔ لیکن ان تمام چیزوں کے باوجودہ، ان کے فرائض کو اگر ہم مد نظر رکھیں تو جناب اسپیکر! اس وقت بلوچستان کی کیفیت یہ ہے کہ بلوچستان میں لوگ پانی پینے کیلئے ترس رہے ہیں۔ ٹینکر مافیا ہمارے علاقوں میں دو ہزار روپے کا ایک ٹینکر فروخت کرتا ہے۔ اور وہ بھی اس طریقے سے فروخت کرتے ہیں جیسے کہ وہ ہمیں خیرات کے طور پر یا ہم پر احسان کر کے وہ دو ہزار روپے لے کے ایک ٹینکر پانی دیتا ہے۔ اب جناب اسپیکر صاحب! آپ اندازہ لگائیں کہ جس شخص کی ٹولی کمالی پورے مہینے میں صرف 15 ہزار ہو۔۔۔ (مداخلت۔شور) تو میں یہ عرض کر رہا ہوں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے علاقوں میں ایک گھر میں پانچ، چھ ٹینکر پانی کم نفری والا گھر ہے اُس میں یہ خرچ ہوتا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) وزیر راعت و کوآپریٹوو: جناب اسپیکر صاحب! بھی ان سے پوچھیں کہ یہ کہہ missing تھے؟ ذرا سا clear کر دیں اس پوزیشن کو جو لوگ غلط الزامات لگا رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: جی زمرک خان! کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی ملک صاحب! آپ مختصر کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی ظہور صاحب! جب آپ کی باری آئے گی تو آپ پھر بولیں۔ جی مختصر کر لیں۔

قامہ حزب اختلاف: آپ حوصلہ رکھیں، تمام ساتھیوں سے میری گزارش ہے کہ آپ لوگ حوصلہ رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) ہمارا پورا سال جناب اسپیکر صاحب! راعت کے لئے یہ ہماری ستر فیصد آبادی انتظار کر رہی ہوتی ہے اور انکی فصلات پانی سے محروم ہو جاتی ہیں، وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ہماری گیس کی صورت حال جو ہم سب کیلئے یقیناً باعث تشویش بھی ہے اور ہمیں اس پر ندامت بھی کرنی چاہیے کہ سردیوں میں کوئی میں خاص کر فلات میں، زیارت اور ہمارے جتنے بھی سردد علاقے ہیں یہاں قصد اور عمد़ا سردیوں میں گیس روک دی جاتی ہے اور اس کیلئے آپ نے بھی جناب اسپیکر صاحب! کئی جتنی کی ہے۔ ہم نے کئی بار چیخ و پکار کی ہے، لیکن آج تک بلوچستان بالخصوص کوئی میں کی گیس کا منسلک کسی بھی صورت میں حل نہیں ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب چیف ایگریکٹیو اس اہم منسلک کی طرف توجہ نہیں دے گا، جب چیف ایگریکٹیو اس سردی کی وجہ سے جو لوگ مر رہے ہیں، بچے جو مر رہے ہیں، بوڑھے جو بیمار پڑے ہوئے ہیں ان کی طرف جب رحم و کرم

نہیں ہوگا تو پھر بلوچستان کے لوگوں کو کس طریقے سے ان حالات پر اعتماد ہوگا وہ کہیں گے کہ یہ اچھی حکمرانی ہے یا اس چیف ایگزیکٹیو کا بحال رہنا مناسب ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) اسی طرح اب امن و امان کی صورتحال، اب تو یہ مصیبت ہو گئی ہے کہ پورے بلوچستان سے لوگ مایوس ہو کر، تمام نظم و ضبط سے مایوس ہو کر چیف ایگزیکٹیو کی جو پاور ہے جو طاقت ہے اُس سے مایوس ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! مختصر کر دیں بہت سارے اراکین بات کرنا چاہتے ہیں۔

قاائد حزب اختلاف: جی میں ختم کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب تو لا شیں لا کر چیف ایگزیکٹیو کے گھر کے سامنے رکھ لیتے ہیں۔ روایا جاتا ہے، چیخا جاتا ہے، چنچ و پکار کی جاتی ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: ملک صاحب! پلیز conclude کر دیں۔

قاائد حزب اختلاف: جی۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آج یہ صورتحال ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ بے گناہ شہید کیتے جاتے ہیں۔ بیس دن کے بعد ان کی لا شیں روڈ پر پڑی رہتی ہیں لیکن کوئی شنوائی کوئی غور، مکمل لا پرواہی ہوتی ہے۔ تو امن و امان کی صورت میں جناب اسپیکر صاحب! اس وقت یہ صورتحال ہے کہ کسی کی بھی جان و مال، عزت اور آبرو حفظ نہیں ہے۔ اگر میں اس پوری تفصیل بتانا چاہوں تو آپ بھی نہیں چھوڑیں گے۔

ٹائم نہیں دیں گے۔ تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آج یہ صورتحال ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ ہر ماں، ہر باپ، صحیح جب ان کے بچے باہر چلے جاتے ہیں تو شام تک دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ میرے بیٹے کو سلامت لے آ، یا اللہ میرے بیٹے کی جان کی حفاظت کر، حکومت کی طرف سے چیف ایگزیکٹیو کی طرف سے اس نظم کی طرف سے اُن کی اولادیاں نکل بچوں کی جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ اس بات کو دیکھ لیجئے کہ یہاں گورنمنس کی بات ہے۔ تو یہاں ہمیتھیں میں بعد عنوانی ہوئی ہے، آپ سب کو پتہ ہے، ہاؤس کو پتہ ہے، سننے والوں کو پتہ ہے، پورے بلوچستان کو پتہ ہے اُس میں آفسیز کوآ گے پیچھے کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! مختصر کر دیں۔

قاائد حزب اختلاف: جی۔ جناب فائز میں بھی اسی طرح کی صورتحال ہے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! مختصر کر دیں پلیز بہت سارے اراکین رہتے ہیں۔

قاائد حزب اختلاف: جی اب میں ختم کر رہا ہوں جناب۔ اسی طرح جناب اسپیکر! اگر آپ یہ دیکھیں کہ وسائل کا استعمال، اُس میں انصاف، اُس میں کوئی اچھی کارکردگی، کیونکہ چیف ایگزیکٹیو کے اپنے ضلع میں ایک ضلع ہے،

باتی 34 دوسرے اضلاع ہیں۔ وہاں بارہ ارب روپے کے فنڈ زبانے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح ہمارے حلقوں

میں، اپوزیشن یہ ساری آپ کے سامنے بیٹھی ہے جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سال تیرہ کروڑ روپے فی ایم پی اے کو دیے تھے۔ اور پورے سال میں صرف ساڑھے چار سو کروڑ میرے علاقے میں وہ ریلیز ہوئے ہیں۔ باقی چیف ایگزیکٹو صاحب نے اپنی مرضی سے روکے رکھے۔ پھر جتنے کیئے چیف ایگزیکٹو کی صورت میں اس صوبے کے وزیر اعلیٰ ہونے کا نہ حق رکھتے ہیں نہ الہیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو اس منصب کو چھوڑ کر جانا چاہیے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ Otherwise law will have its own course۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ ملک صاحب۔ جی شاء بلوج صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! تین سالوں سے بلوچستان میں جو مشکلات اور تکلیف تھی، مشکلات میں کہتا ہوں ہر مرحلہ، ہر موقع پر بیان کر رہے تھے لیکن افسوس کی بات ہے کہ جس حکمران کے کان اور آنکھیں دونوں بند ہوں تو کسی نہ کسی دن اُسکو یہ دن دیکھنے پڑتے ہیں۔ میرے پاس ایک کتاب پڑی ہے، رچڈ کی کتاب، "Shah of Shahs" شہنشاہ۔ شاہ ایران کی جو حاکیت ختم ہوئی، اُس کے حوالے سے یہ کتاب اُس نے لکھی ہے۔ میں دس سال پہلے بھی پڑھتا رہا، کبھی کبھی ہمیشہ پڑھتا ہوں۔ اُس میں ایک بات انہوں نے کہے کہ جب شاہ ایران اپنی ٹیبل پر بیٹھتے تھے جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی ایک بہت ہی خوبصورت سی ٹیبل ہے۔ اُس ٹیبل پر جب اپنے وزراء اور شرفاوے کے ساتھ بیٹھتا تھا تو شاہ ایران نے اسپیکر صاحب آپ کی ذمداداری ہے۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

جناب شاء اللہ بلوج: تو شہنشاہ ایران جب اپنے رفقاء، وزراء اور شرفاوے کے ساتھ بیٹھ کر کے کہتا تھا کہ میں ایران میں روز زیادتیاں کرتا ہوں، کسی نہ کسی جگہ پر لوگ مارتا ہوں۔ میں نے کرمان میں لاکھوں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا خون کروایا۔ میں نے ایران کی گلی کو چوپ میں روزانہ لاشیں گروا کیں۔ میں نے لوگوں کو بھوک اور پیاس سے بھی مارا۔ لیکن لوگوں نے اتنی بڑی تعداد میں میرے خلاف کبھی بغاوت نہیں کی۔ یہ ایک واقعہ کو بنیاد بنا کر ایران میں اتنی بڑی بغاوت Shah of Shahs شہنشاہ ایران کے خلاف کیوں ہوا؟ تو کیونکہ شاہ آف ایران نے اپنے پاس رفقاء اور شرفاوے اس طرح کے رکھے تھے جو صرف اُس کی خوشامد کرتے تھے اکثریت یہاں جیسے لوگوں کی تھی۔ اُس نے کبھی بھی حقیقت پسند شخص اپنے ارد گر در کرنے نہیں تھے۔ تو ایک حقیقت پسند شخص تھا تو اُس نے شہنشاہ ایران سے کہا کہ جناب والا! جب اُمید اور صبر، حکومتیں پیسے اور دولت پر قائم نہیں رہتیں۔

جامع صاحب! سین حکومتیں دولت اور طاقت پر قائم نہیں رہتیں۔ حکومتیں اکثریت اور اقلیت پر قائم نہیں رہتیں۔ دنیا میں اگر حکومتیں قائم رہتی ہیں یا ان میں طاقت آتی ہے اُن میں استحکام ہوتا ہے تو وہ دو قسم کی ریاستیں اور حکومتیں قائم رہتی ہیں جن میں ایک امید اور صبر، یہ دونوں چیزیں موجود ہوں۔ تو شہنشاہ ایران بھی ہماری طرح کم تعلیم یافتہ تھا یا پتہ نہیں حکمرانی کے گھنڈ میں سنتا نہیں تھا جس طرح آپ بھی نہیں سنتے۔ تو اُس نے کہا کہ امید اور صبر ہے کیا چیز؟ میں تو لوگوں کو تیل کے پیسے تھے۔ امریکہ کی دولت تھی، میں روزانہ گوشت، چاول اور بریانی کھلاتا تھا اپنے سپاہی اور فوجیوں کو۔ کوئی چیز کی کی تھی۔ تو اُس نے کہا اُمید اور صبر۔ اُس نے کہا کہ ذرا مجھے بتائیں کہ امید اور صبر ہے کیا؟ اُس نے کہا کہ جناب والا! ایران میں لوگوں کی امید آپ سے ختم ہو گئی ہے۔ جس حکومت اور ریاست میں آپ کے قریب کے لوگوں کی بھی امید آپ سے ختم ہو تو آپ کو جھوڑ دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بغاؤتیں کب ہوتی ہیں۔ لوگ آپ کے خلاف اجتماعی طور پر بغاؤت کب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو۔ تو اُس نے کہا کہ یہ صبر کا پیمانہ ناپنے کیلئے کونسا آلہ ہے میں کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤں؟ اُس نے کہا کہ صبر کا پیمانہ وہ حکمرانوں میں inbuilt ہوتا ہے۔ جو لوگ مسندِ اقتدار پر آتے ہیں لوگ ان کو حق حکمرانی دیتے ہیں، ان کے پھر دل بڑے ہوتے ہیں، ان کے دماغ بڑے ہوتے ہیں اور پھر خداوند تعالیٰ ان کے دل و دماغ کے درمیان ایک صبر کا پیمانہ لبریز ہونے اور نہ ہونے کا ایک پیمانہ بنا دیتا ہے۔ تو جام صاحب میں اُس چارچ شیٹ کو جو آپ کے دوستوں نے آپ کے خلاف پیش کیا ہے اُس پر تو میں بات کروں گا۔ لیکن ایک بات آپ کو سوچنی ہو گی کہ جس طرح آپ کے وزراء اور شرفاء اور دوست آپ کے تھے شاید انہوں نے کبھی آپ کو یہ مشورہ نہیں دیا کہ لوگوں کی امید اور صبر کے ساتھ متکھیں۔ آپ نے بلوچستان کے غریب، بے بُس، لاچار اور مظلوموں کی امید توڑ کر کھو دی ہے۔ لوگوں کی بلوچستان سے امید اٹھ گئی ہے، لوگوں کی امید اس ریاست اور اس ریاست کے اداروں سے اٹھ گئی ہے آپ کی وجہ سے۔ آپ نے لوگوں کے صبر کا امتحان لیا۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ لوگوں کے صبر کا پیمانہ بھی ایک دن لبریز ہو جائیگا۔ اور جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائیگا تو پھر آپ کے اردوگر دسوائے خوشنام یوں کے ایک بھی قابل، لائق اور وطن دوست انسان دوست شخص نہیں رہے گا۔ یہ جو عدم اعتماد ہے، جناب والا! تین سالوں میں جام کمال خان کی شخصی حکمرانی، آمرانہ طرز حکومت، اداروں کو زیگال بنانے کی پالیسی اور بلوچستان کے وسائل کو طفلانا طرز پر ضائع اور غیر پیداواری منصوبوں پر خرچ کرنا۔ زمینی حقوق کے برخلاف صوبے کی معاشی بدحالی کے حقوق کے برخلاف بجٹ اور پی ایس ڈی پی، طفلانا بجٹ اور PSDP بنا، مخصوص شہریوں کی جان اور مال کے ساتھ کھلینا، تعلیم، روزگار، صحت، سفری سہولیات اور بجلی، گیس، پانی جیسی بیانی ضرورتوں کو نظر

انداز کر کے غریب الحال صوبے کے وسائل کو اسٹیڈیم۔ دینی ایکسپو، اور جیپ ریلیوں میں ضائع کرنے والے حکمرانوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔ تحریک عدم اعتماد راصل یہ وہ چارچ شیٹ ہے جس کے اپنے دوستوں نے پیش کیا ہے، اس کی تفصیل بہت طویل ہے جناب والا! جب انہوں نے حق حکمرانی سنبھالا اسی جگہ پر میں کھڑا تھا۔ میں نے اُن سے کہا تھا کہ جام صاحب آپ کو مبارک ہو۔ اگر خداوند تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے یا کسی اور طرف سے آپ کو یہیں گیا ہے، دے دیا گیا ہے ہماری قسمت میں یہ نہیں تھا، ہم آپ کے ساتھ بحیثیت دوست اور ساتھی تعاون کریں گے، مشاورت اور مفاہمت کی پالیسی اپنا کیں گے۔ بلوچستان تکلیف دہ مرحل سے گزر رہا ہے۔ خون، پیاس، آنسو اور سکیلوں سے گزر رہا ہے۔ یہ ایسا نارمل صوبہ نہیں ہے جس میں آپ مغل شاہی طرز کی حکمرانی کریں۔ یہ پہلی میری تقریر کی باتیں بھی یہی تھیں۔ اور آج تین سال کے بعد تحریک عدم اعتماد کشیت جو آج تحریک عدم اعتماد کو حاصل ہوئی ہے، اُس کے بعد بھی میں اُن سے کہوں گا کہ جام صاحب! کاش ہم نے کبھی آپ سے ذاتی مفاد اور مقاصد کی بات نہیں کی۔ اور ہم ہر دفعہ یہاں کھڑے رہتے تھے اور ہم آپ کو آئینہ دکھادیتے تھے کہ جام صاحب! جو آئینہ آپ کے دوستوں نے اٹھایا ہے اُس میں آپ کا چہرہ الگ ہے لیکن بلوچستان کے غریب الحال گدانوں میں، سڑکوں پر، شہروں میں اور گلیوں میں جائیں آپ کا کوئی اور چہرہ ہے۔ آپ بلوچستان کو تباہی اور بر بادی کی طرف دھکیل رہے ہیں اور سب سے پہلے اندازہ لگائیں جناب والا! جب اس صوبے میں انہوں نے حکمرانی سنبھالی کو نے بھر ان نہیں آئے ہیں صرف جھلکیاں بتاؤں گا۔ آج میں اعداد شمار میں نہیں جاؤ نگاہ تاکہ بلوچستان کے عوام کو پتہ چلے کہ آج تحریک عدم اعتماد کی بنیادی وجوہات کیا بنیں۔ تیل کے کاروبار کرنے والے لاکھوں کی تعداد میں ہمارے غریب نوجوان بیرون زگاری سے متاثر تھے۔ جب وہ سڑکوں پر نکلے، سرحدوں پر بھوک اور پیاس سے مر رہے تھے، سرحدوں پر باڑا کائی جا رہی تھی تین سال پہلے، ہم نے آپ سے کہا تھا جناب والا! بیٹھیں، وفاقی حکومت کیسا تھا بلوچستان کی معاشی تکمیل اور اور مشکلات بلوچستان کے سرحدی لوگوں کی۔ اُس پر بات کریں وزیر اعظم کے پاس جائیں۔ یا آپ کا آئینی اور قانونی حق ہے۔ ایک وفاقی وحدت میں ایک شخص کی موت پر اگر حکمرانوں کو نیند نہیں آتی یہاں لاکھوں لوگ موت کا شکار ہو رہے ہیں بھوک کا شکار ہو رہے ہیں جناب والا! اُن کے چہرے پر مصنوعی بنسی کے علاوہ آج تک ایک پریشانی کا غم بھی نہیں دیکھا جس طرح آج مصنوعی بنسی ہے۔ جناب والا! جب بلوچستان کا واحد ذریعہ معاش یہاں کے زمیندار ہیں آپ نے اُن کی حالت دیکھی ہوگی۔ بلوچستان میں نہ صنعت ہے نہ حرفت ہے۔ بلوچستان میں نہ بڑی بڑی شاہراہیں ہیں نہ ہمارے بہت بڑے ایکسپورٹ کے زون ہیں۔ ہمارا زمیندار تین سالوں میں روزانہ اپنے گھر سے لکھتا تھا اور رات کو ایک

مايوں چھرے کے ساتھ والپس جاتا تھا، اُس کے دستِ خوان پر روٹی نہیں ہوتی تھی۔ بھلی مسلسل بند۔ کھاد کی قیمتیں آسمان پر پہنچ گئیں، دال کی قیمتیں آسمان تک پہنچ گئیں۔ ساری تکلیف اور مشکلات کے باوجود دس دفعہ ہم نے آپ سے کہا کہ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ اُس کی معیشت ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ اسپورٹ کا نہیں ہے، کچھ رکا نہیں ہے، اسٹیڈیم کا نہیں ہے۔ بلوچستان کی تکلیف اور مشکلات اور زمینداری اُس کے کاروبار سے متعلق ہے آپ نے ایک دن بھی تکلیف نہیں کی کہ دو یا چار زمینداروں کو بلا لیتے اُن سے پوچھ لیتے کہ میں آنے والے بلوچستان کے وسائل ان پر کیسے خرچ کروں۔ آج بلوچستان میں زمینداروں کے ساتھ کھیر تھر کینال، پٹ فیڈر کینال گز شناہ سال یہ ساڑھے تین سوارب روپے کا نقصان اس شخص کے سر پر ہے۔ پٹ فیڈر، کھیر تھر کینال میں وہاں پانی کے نہ آنے کی وجہ سے آج بلوچستان کو ساڑھے تین سوارب روپے کا نقصان ہو گیا۔ کون اس کی جیب سے نکالے گا؟ اگر عدم اعتقاد کا میاب ہو جائے، حکمران تبدیل بھی ہو جائیں، لیکن یہ جناب والا! یہ تین سالوں کی تکلیف تیس سال تک بلوچستان میں محسوس کی جائے گی۔ جائیں کھیر تھر کے اُس زمیندار سے پوچھیں جس کا مال مویشی بھی مر گیا، اُس کی رکھر کے زمیندار سے پوچھیں جو اپنے مُردوں کو عمل دینے کے لیے بھی پانی چالیس چالیس کلومیٹر سے لاتے تھے، پھر آپ کو پتہ چلے گا بلوچستان میں حکمرانی کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب! مختصر کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب والا! میں آرہا ہوں، بھلی کی عدم دستیابی پر اس اسمبلی میں کوئی ایسا اجلاس نہیں ہوگا جس پر ہم نے بات نہ کی ہو۔ جس صوبے میں جس ملک میں سات ہزار میگاوات بھلی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ ہم نے دس دفعہ کہا ہے جناب والا! یہ جو چارچوں شیٹ ہے جس پر لکھا گیا ہے آپ بلوچستان کا کیس نہیں لڑ سکے، وہ تو یہی باتیں تھیں۔ سات ہزار میگاوات بھلی surplus پیدا ہوتی ہے، انرجی ڈیپارٹمنٹ ہم نے بنالیا، انٹھار ہویں ترمیم کے بعد ہمارے پاس اختیار آگیا۔ لیکن آپ ہر ڈسٹرکٹ میں، کیوں کہ یہ آپ کی شخصی اور شہنشاہنا خواہش ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں جی میں ایک سپورٹ کمپلیکس بناؤں گا 60 کروڑ کا۔ یہ 60 کروڑ اگر آپ بھلی کے infrastructure پر جو تقریباً جناب والا 150 ارب روپے بن رہے ہیں، ان کی غلط پالیسیوں نے بلوچستان کو دس سال تک گروئی رکھ دیا ہے۔ جو throw-forward یہ جو ابھی لاکن میں گے deficit 160 Billion کا بجٹ لے کر آپ اگر یہ پیسے بھلی پر بھی خرچ کرتے تو ہم کہتے کہ چلو way forward کسی productive sector میں ہے۔ nonproductive sector میں شوق کے لیے آپ نے بلوچستان کے سارے وسائل کا خانہ خراب کر دیا۔ گیس کی پیداوار PPL 2015-16 کے بعد

سے ایک مینگ نہیں ہوئی۔ بلوچستان کا (Memorandum of Agreement) 2015-2016ء کے بعد ایک دن انہوں نے مینگ نہیں کی۔ بلوچستان کے 56 سے 58 ارب روپے ضائع ہو گئے۔ ان کی ان غلط policies کی وجہ سے۔ عقل کل اپنے آپ کو سمجھتے تھے کسی ایک جگہ بیٹھ کر اگر بلوچستان کا یہ مسئلہ حل کرتے آج بلوچستان میں گیس کے نئے کنوئیں دریافت ہوتے۔ آج سوئی میں PPL شاید کچھ نئے کنوئیں دریافت کر لیتا، اور بلوچستان کو کم از کم جناب والا 50 سے 60 ارب روپے سالانہ مزید رقم ہمیں ملتی۔ جناب والا! CPEC کے حوالے سے ہم نے یہاں بات کی۔

جناب اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب! اس کو مختصر کر لیں۔ kindly اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔ جی مری صاحب پلیز۔ شاء بلوج صاحب! اسکو مختصر کر لیتے تو بہتر ہے۔ kindly اپنی سیٹوں پر بیٹھیں۔ جی شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: جناب والا! اُس کی چارچ شیٹ تو پوری ہونے دیں جس بنیاد پر نکالے جا رہے ہیں، کم از کم ان کو پتہ تو چلے کہ مجھے کیوں نکلا گیا۔ میں اس لیے یہ بتیں کہ رہا ہوں کیوں کہ جیو کے ایک پروگرام میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ اس لیے مجھ سے ناراض ہیں کہ میں اُن سے کم ملتا ہوں یا میں اُن کو عزت نہیں دیتا۔ نہیں، جناب والا! عزت آپ نہ دیں عزت دینا تو وہ کچھ روایت کا حصہ ہوتا ہے اگر کسی نے سیکھا ہو وہ عزت دیتا ہے اچھی بات ہے نہ بھی دے کوئی کسی کو اس سے زیادہ کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اجتماعی طور پر اگر آپ کی غلط پالیسیوں سے صوبے کو نقصان ہو رہا ہے، تو وہ نقصان سب سے زیادہ ہے۔ میں آرہا ہوں جناب والا!

CPEC کے حوالے سے ایک مینگ وفاقی حکومت کے ساتھ ارکین اسمبلی کو لے کر نہیں گئے۔ تین مسلسل قرارداد اس یہاں منظور ہوئیں، human resource development ہونی تھی یہاں فری زونز بننے تھے، یہاں پرانڈسٹریل زونز بننے تھے، جناب والا! خاران میں 1500 میکڑز میں پڑی ہوئی ہے اتنی خاران دشمنی شاء بلوج کی وجہ سے کی کہ اس دفعہ ژوب میں زمین بھی نہیں ہے ژوب کو ملنا چاہیے، لوار الائی کو ملنا چاہیے، خاران کو اس لیے نکال دیا کہ وہاں سے شاء بلوج MPA ہے، اور کہتے ہیں کہ جی ہم نے تین سے چار ارب روپے اُن کو دے دیئے۔ آپ بلوچستان دشمنی میں اس حد تک گئے کہ آپ نے بلوچستان کے شہریوں کو نقصان پہنچایا۔ شاء بلوج کی دستیخوان سے روٹی کم نہیں ہوگی، یا چھے حکمران کی سوچ ہوتی ہے، وہ اپنا تعلق شہری سے بناتا ہے، MPA سے نہیں بناتا۔ آپ نہ شہری کے ساتھ اپنا تعلق بنائے نہ آپ اپنے وزراء کے ساتھ بنائے، نہ آپ بلوچستان کے ارکین اسمبلی کے ساتھ بنائے۔

جناب اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب! اس کو مختصر کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! میں آتا ہوں۔ NFC Award یا ایک غریب صوبہ واحد آئین کے اندر جو ایک شق ہے کہ اگر دکان خسارے میں بھی ہوتا ماں کو خسارے میں شامل نہیں کیا جائے گا کیوں کہ ماں کو فائدہ ملے گا۔ تین NFC Award کو آج پانچواں چھٹا سال ہو گیا ہے مسلسل یہاں قراردادیں منظور کی گئیں، ایک دفعہ بھی آپ نے یہ مسئلہ سنجیدگی سے نہیں اٹھایا۔ صوبے کے بڑے دردو تکالیف میں ابھی ان کو گنواؤں گا کہ انہوں نے تین ساڑھے تین ہزار ارب روپے کا نقصان کیا ہے۔ یہ صرف عدم اعتماد کی تحریک نہیں، اگر کوئی اور سنجیدہ ملک ہوتا ایسے حکمرانوں کے خلاف چارچ شیٹ بنا کر ان کے خلاف cases درج کیتے جاتے ان کی غیر ذمہ داری کی بنیاد پر۔ یہ تو شریف غریب صوبہ ہے عدم اعتماد کر کے نکال دیں گے، جو کرنا تھا کر لیا۔ کہ اگر ہمارے ہاں احتساب ہوتا، ایسے لوگوں کو بلنے بھی نہیں دیا جاتا۔ جناب والا! آج مکران میں، سب سے بڑا عدم اعتماد میں تو کہتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام کا پرسوں یا ترسوں ہوا جب اُس کے گھر کے سامنے مکران سے دو معصوم لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

جناب اسپیکر: بھی شاء بلوچ صاحب! پلیز مختصر کر دیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اور جناب وزیر اعلیٰ جہاز پکڑ کے گواہ ریلی کا افتتاح کرنے گئے۔ جس صوبے کا حکمران اپنے گھر کے سامنے پڑے ہوئے decomposed لاشوں کو چھوڑ کر، یہ مذاکرات آپ کو کرنے چاہیے تھے، یہ فیصلہ بلوچستان ہائی کورٹ میں نہیں ہوتا، یہ فیصلہ بلوچستان کی اسمبلی کرتی۔ اور آپ بھیت وزیر اعلیٰ فوری کرتے FIR لکھتی، معاوضے ملتے، بلوچستان کے لوگوں کو انصاف ملتا۔ آپ جیپ ریلی میں گئے، میں جیپ ریلیوں کے خلاف نہیں ہوں، لیکن جس وزیر اعلیٰ کے گھر کے سامنے خوشبو دار لاشیں پڑی ہوں، وہ پندرہ دن سے جو لاش نکلتی ہے اُس سے کیا خوشبو ہی آئے گی۔ decomposed لاشیں پڑی ہوں اور وہ جہاز لے کر گواہ میں جائیں، sunset والے پارک میں بیٹھ کر کہے کہ بلوچستان میں سب کچھ ٹھیک ہے۔ تو کیا ایسے شخص کے خلاف عدم اعتماد نہیں ہو؟ جناب والا! کرونا جب یہاں آیا اسی اسمبلی میں ہم نے کہا تھا کہ کرونا سے بلوچستان کی معیشت کوار بول روپے کا نقصان ہو گا۔ تعلیم کے شعبے میں نقصان ہو گا۔ تین سال میں تعلیم کے شعبے کو اس شخص نے جتنا نقصان دیا ہے، میں حلفاً کہوں گا کہ بلوچستان کی تاریخ میں اتنا نقصان نہیں ہوا ہے۔ تین PSDPs میں سے بارہ فیصد بھی تعلیم کی مدد میں یہ خرچ نہیں کر سکے۔ خضدار میڈیا یکل کانچ دوارب روپے میں بننا تھا، آج سیمنٹ مہنگا، سریا مہنگا، وہ جا کر 9 ارب روپے میں پہنچ گیا اس کے باوجود اس کا کام انہوں نے جاری کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یہی ظلم انہوں نے لورا لائی کے ساتھ کیا۔ کرونا میں جب یہاں ہم نے کہا کہ کمیٹی بنائیں،

سائز ہے چهار بروپے میں سے چودہ لاکھ روپے کی کمیلیں خریدی گئیں، لڑو خریدے گئے۔ ہم وہ سارے کیس لے آئے یہاں جناب والا! ان معزز اکین کی بجائے ایک چیف سینکڑری کو کمیٹی کا سربراہ بنادیا گیا۔ یہ ہوتا ہے ایک وزیر اعلیٰ، لیڈر آف دی ہاؤس کا تدبیر، اُس کی سوچ اور اُس کی ذہانت، کہ آپ پارلیمنٹریں کو ایک چیف سینکڑری کے نیچے رکھ کے تاکہ کم از کم ایک چیف سینکڑری آپ کی بات مانے۔ کوئی بھی شخص وہاں سے گزرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کوئی پروجیکٹ کے کھربوں روپے کی کرپشن، محکمہ صحت کی کرپشن، فشریز کے محکمہ میں ڈیڑھ ارب روپے کی کرپشن کے cases نیب میں چل رہے ہیں۔ fiber boats گوادر کے ماہی گیر، گوادر میں اتنے جلسے ہو رہے ہیں۔ مکران کو تو آپ نے، وہاں ختم کرنے کی بجائے آپ نے وہاں نئے conflict zones بنادیئے۔ گوادر میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ سڑکوں پر میرے خلاف نہیں نکلے۔

جناب اسپیکر: جی مختصر کریں پلیز۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! ایک منٹ۔ ڈیڑھ ارب روپے آپ نے fiber boats کے advance elctronic cases میں دے دیئے۔ کہاں ہیں وہ fiber boats، کہاں ہیں وہ آپ نے monitoring gadgets کے sim cards دیئے ہیں، سارے cases ہیں۔ سائز ہے چھ سے سات ارب روپے کے smoul کوئی پروجیکٹ کے پڑے ہوئے ہیں۔ کہتا ہے کہ لوگ مجھ سے اس لیے تو ناراض ہیں کہ میں شاید ان کو ٹائم نہیں دیتا ہوں۔ بات ٹائم کی نہیں ہے، آپ ہمارے بھائی ہیں، تین سال سے رو رکھ رہا ہے تھے کہ ہم اس معزز اسمبلی کے رکن ہیں، ہم بلوچستان کے ذمہدار لوگوں میں سے ہیں، ہمارا صوبہ جو تکلیف سے گزر رہا ہے اُس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرے حلے کی ترجیح خاران احمد وال روڈ ہے، لیکن آپ اپنے من پندا فرا کو ان کی مرضی کے مطابق ان کی سڑکیں ڈالیں تاکہ وہ پتہ نہیں کانڈوں میں محدود رہیں اور وہاں سے ان کو کچھ کمیشن اور کرپشن ہو سکے۔ پورے بلوچستان میں نوزائدہ قیادت متعارف کروانے کی کوشش کی۔ جام صاحب! نوزائدہ قیادت متعارف کروانے کی بجائے آپ کے ارادگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کی عزت کرتے، آپ کی کرسی کو خطرہ نہیں تھا۔ کبھی کبھی دوستوں کی باتیں تلخ ہوتی ہیں۔ لیکن ایسے دوست رکھا کریں جو آپ کو تلخ باتیں بجائے ایسے دوستوں کی جو سارا دن آپ کی خوشنامد کریں۔ بہت زیادہ میٹھا کھانے سے شوگر ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ میٹھے مشورے سے آپ کے خلاف تحریک عدم اعتماد ہو گئی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ شاء بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! ایک منٹ میں ابھی آرہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی، شاء بلوچ صاحب! بہت زیادہ ہو گیا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! کدھر ہے اتنا بڑا چارچوں شیٹ ہے ابھی تک تو میں آئینی مسئللوں پر نہیں آیا۔

جناب اسپیکر: یہاں list میں بہت زیادہ ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! میں تو حیران ہوں کہ آپ کے ساتھ دوستوں نے ایک دوسال کیسے محبت میں گزار دیئے، سیکرٹریز کو کنٹرول، اداروں کو کنٹرول، فنڈر کو کنٹرول، PSDP کو excel sheet اپنے سامنے رکھ کر سارا دن اُس کو نچوڑنا، اُس سے اپوزیشن کے حلقوں کے لوگوں کی ذمہ دار منصوبے، پانی کے منصوبے، تعلیم کے منصوبے، اسکولز کے منصوبے، اچھی سڑکوں کے منصوبے نکال کر اپنے نوازائیدہ سیاسی لوگوں کو کرپشن کے منصوبے اُن کی نذر کرنا، جام صاحب! بلوچستان کی تاریخ میں کبھی کسی نے ایسے نہیں کیا تھا۔ آپ کے والد صاحب نے بھی نہیں کیا تھا میں حلفیہ بتاؤ۔ ہمارے سیاسی اختلافات ہر کسی کے ساتھ ہیں لیکن میں بلوچستان کا ذمہ دار شخص ہوں۔ میں تاریخ میں اپنا نام آپ کی خوش مدد کر کے نہیں لکھوانا چاہتا تھا، میں تین سال تک بلوچستان، اور آپ کے بعد جو کوئی آئے گا یہ میں حلفیہ طور پر بتاؤ آپ تو اپنے نزدیک کسی کی شایدی بات سنتے نہیں تھے، کم از کم ہم اسکو یہاں بھی سُنا کیں گے اور اُس کے کان میں بھی ہم روز گھنٹی بجا کیں گے کہ اگر اُس نے بلوچستان کے ساتھ زیادتی کی۔۔۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: مجھے افسوس اس بات کا ہوتا ہے جو PSDP آپ نے بنائی آپ کے اپنے، یہ جناب والا! PSDP کی تفصیل ہے آپ نے، ہر PSDP میں یہ تین اٹھا کے دیکھ لیں، یہ لایا ہوں۔ آپ مجھے خود حلفیہ اٹھا کے بتائیں آپ کے وقت میں۔ ہم شرمندہ ہیں، میں خاران کے عوام کے سامنے شرمندہ ہوں میں بلوچستان کے عوام کے سامنے شرمندہ ہوں، سب سے زیادہ تعلیم کی بات کرنے والا رکن اسمبلی میں تھا۔ میرے حلقوں میں تین سال سے تعلیم کا ایک منصوبہ بھی شروع نہیں ہو سکا۔ تیار سے اسکولز آپ، پورے بلوچستان میں تعلیمی منصوبے آپ نے تباہ و بر باد کر دیے اور بند کر دیے۔ لوکل گورنمنٹ کے غریب ملازمین جو سات ہزار اجرت کی بنیاد پر ماہانہ کام کرتے ہیں، آپ نے سردار صاحب بھوتانی کے ساتھ اپنی اور انکی اپنی کوئی وجہ سے غریبوں کی دو دو سال سے انکی سات ہزار روپے تک گواہیں بند کر دیں، لوکل گورنمنٹ کا محکمہ آپ نے تباہ کر دیا کوئی اپنی ذاتی جاگیر کے ساتھ ایسا نہیں کرتا جس طرح آپ نے بلوچستان کے ساتھ کیا۔ اور سڑکوں پر روز لاشیں گرتی

ہیں، بھائی آپ کے پاس فنڈر ہیں آپ کے پاس دولت ہے آپ کے پاس PSDP ہے۔ آپ کے پاس وسائلیں، وسائل کی کمی ہے کرونا ہے تمام چیزیوں پر، یہ عقل و فہم ہم رکھتے ہیں یا نہیں، لیکن عوام کے ہم سب نمائندے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ مل بیٹھ کے بات کر سکتے تھے۔ آج اس صوبے کو اس نجح پر لے آئے ہیں اب آپ طاقت کے زور پر اگر اپنے لئے جماعت حاصل کرنا بھی چاہیے نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتے جام صاحب! وہ راستہ کسی ادارے کی طرف سے نہیں جاتا ہے، آپ اگر واقعی عوامی منصوبے بناتے آج پورے بلوچستان میں ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب please اس کو مختصر کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: آپ کے حق میں لوگ نکل آتے۔ لیکن میں ابھی بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ سمجھتے ہیں تحریک عدم اعتماد کو آپ کسی طرح ناکام بنانے کی کوشش کریں گے، میں آپ کو پھر challenge کرتا ہوں جس طرح PSDP میں کیا، آئیں آپ بلوچستان میں ریفرنڈم کروائیں۔ اگر آپ کو بلوچستان کے دو فیصد عوام نے بھی ووٹ دے دیا میں حلفیہ کہوں گا میں ساری زندگی سیاست سے استغفاری دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ شکریہ شاء بلوج صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: آپ نے خاران ڈشمی میں، آپ نے بلوچستان ڈشمی میں ساری حدیں cross کر دیں۔ اور آپ نے، سر! میں صرف آخری بات۔

جناب اسپیکر: جی بس کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: مجھے اس بات پر افسوس ہوتا ہے۔ سر! بات سننیں میں ابھی کچھ personal میرے حلقة کا بھی چارچ شیٹ ہے۔ میں گیا اسلام آباد پندرہ دن بیٹھا رہا، خاران، احمد وال کا منصوبہ ڈالوایا اُن کے وزیر مواصلات صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پہلے میرا کمشنریٹ ختم کرنے کی کوشش کی خاران سے اُس کو لیجانے کی، پھر اُس کے بعد خاران کے سارے منصوبے انہوں نے ختم کروادئے۔ خاران، احمد وال کا منصوبہ جو ایک ڈویژن ہیڈ کوارٹر کو جاتا ہے پیداواری منصوبہ ہے، میں منتین کر کے فیڈرل PSDP میں ڈالوایا وزیر اعلیٰ صاحب گئے فیڈرل سے بھی نکوالیا پھر provincial سے بھی نکال دیا۔ خاران ریزیڈنس کالج، اُس میں شاء بلوج کا بیٹا نہیں پڑھے گا، جناب والا! عدالتون تک وہ فیصلہ گیا، 22 کروڑ روپے، 23 کروڑ روپے کا منصوبہ تھا اُس کے پیسے آج تک روک دیئے، میرے دو کروڑ والے کے منصوبے روک دیئے، 80 کروڑ روپے پر ایگلیشن کا منصوبہ پچھلی PSDP میں شامل ہے اس omit سے PSDP کروادیا، ایک سال تک اُسکو رکھ دیا

- کم از کم ثناء بلوچ کے ساتھ دشمنی ہے جام صاحب! وہ آپ باہر مجھ سے کر لیں۔ خاران کے ساتھ زیادتی نہیں کریں۔

جناب اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب! اس کو conclude کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بلوچستان کے ساتھ یہ زیادتی نہ کرتے گواہ کے ساتھ نہ کرتے پیشین کے ساتھ نہ کرتے، چین کے ساتھ نہیں کرتے، میں آپ کو حلفیہ بتاؤں گا کہ چین سے لیکر گواہ تک، ہوش اپ سے لیکر نصیر آباد تک جہاں بھی تین سالوں میں خون بہا ہے یہ میرے پاس لست ہے۔ وقت کی کمی ہے آپ مجھے کہہ رہے ہیں وقت کی کمی ہے۔

جناب اسپیکر: بہت سارے ممبران بات کریں گے گورنمنٹ سے بہت سے سارے ممبران ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ چارچ ٹیکھ تھا ان سب کا خون جناب والا! آپ کے گردن میں ہے۔ آپ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہے سیکورٹی اداروں کے ساتھ، فورسز کے ساتھ، process کا reconciliation کا process ہے، لوگ کہتے ہیں بلوچستان میں reconcile کا process ہے، آپ لوگ اس کو آگے بڑھائیں۔ جو شخص اپنی کیبنت میں اپنے ممبران کے ساتھ reconcile نہیں کر سکتا اُنکے ساتھ مسلط نہیں کر سکتا اُنکے ساتھ اپنے سلوک سے پیش نہیں آ سکتا وہ بلوچستان کے چروہوں کے ساتھ، پہاڑوں میں رہنے والوں کے ساتھ کیا reconcile کریگا؟ reconcile کے لئے دل گردے چاہیے۔ reconcile کے لئے بڑے دل اور گردے والے حکمران چاہیے، ایسا شخص جو PSDP کو سینے سے لگا کے رکھے جو excel sheet کو سینے سے لگا کے رکھے، بلوچستان کی ساری دولت کو من پسند نہ زایدہ لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، ایسا شخص reconcile نہیں کر سکتا۔ اور جو تو تین بلوچستان میں ایسے لوگوں کو ایسے حکمرانوں کو ہم پر مسلط کرتی ہیں یا ان کیلئے بھی ایک پیغام ہے۔

جناب اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب please, please، بہت زیادہ ہو گیا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اگر آپ بلوچستان کو تباہی اور بر بادی کی طرف یاجنا چاہتے ہیں جی بسم اللہ لیکن بلوچستان پر حکم کریں۔

جناب اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کا عدم اعتماد ہے جناب والا! یہ بلوچستان کی صرف اپوزیشن کا عدم اعتماد نہیں ہے اور اس عدم اعتماد میں اس لئے ہم شامل ہوئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شخص، شخصی حکمرانی والی سوچ

رکھنے والے لوگ جتنی دیریک بلوچستان میں رہیں گے بلوچستان مزید خون خرابی کی طرف جائیگا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: بلوچستان مشکل اور مشکلات کی طرف جائیگا۔ بیرونی وزگاری کی طرف جائیگا۔ اور دوسری

بات یہی ہے کہ جو صبر کا پیانہ میں نے کہا تھا شہنشاہ، شاہ کے کا گر صبر کا پیانہ ابھی تک تو صرف آپکے MPA اور دوستوں کا لبریز ہوا ہے دو سال بعد یہ نہ ہو کہ بلوچستان کے عوام کے صبر کا پیانہ لبریز ہو وہ آکے ہمیں بھی گلے سے پکڑیں اور آپ کو پکڑیں، اس سے بہتر یہ ہے جام صاحب آج 33 لوگوں نے آپ کے خلاف فیصلہ دیدیا، کل تک 40 ہونگے اگر۔۔۔ (مداخلت) اگر ڈال بھی دیں، کم تو نہیں ہو گئے بڑھیں گے لیکن 34,35,36 جناب والا! آپ نے جو کرنا تھا ہمارے ساتھ بلوچستان کے ساتھ کیا، آپ ہمارے بھائی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: دیکھیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ روایت بلوچستان میں قائم ہونی چاہیے جیسے سردار عبدالرحمٰن کھیتان صاحب نے کہا کہ یہ وقت آگیا ہے کہ اس بلوچستان کو عدم استحقاق سے استحقاق کی طرف لے جایا جائے۔ بلوچستان کو ایک اچھی نئی شاید حکومت دے دیں، تو آپ کم از کم، میرا بھی یہی مشورہ آپ کے ساتھ بحثیت بھائی کا تین سال پہلے والی میری پہلی تقریر کے مشورے آپ نے نہیں سننے کسی کے بھی، آخری مشورہ بحثیت بھائی آپ کو دے رہے ہیں کہ آپ step down ہو جائیں، تاکہ بلوچستان میں یہ جو عدم استحقاق گزشتہ چھ مہینوں سے قائم ہے اس کو جلدی سے ختم کیا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب!۔

جناب اسپیکر: شکریہ شاء بلوچ صاحب۔ تمام ممبران سے request ہے کہ آپ اسکو مختصر کریں کیونکہ بہت سارے اسپیکر زبان کرنا چاہتے ہیں۔ اصغر اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر! یقیناً آج کی تحریک عدم اعتماد کے حوالے سے جو اعتراضات، تحفظات، سوالات ہماری اپوزیشن کی طرف سے اور میں مخفف دوست کہوں، ناراض دوست کہوں، coalition کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔ فائدہ ایوان موجود ہیں، اس صوبے کے تین سالوں میں ڈولپمنٹ میں کیا کچھ ہوا ہے، کیا کچھ نہیں ہوا ہے، اس پر جام صاحب بات کریں گے۔ میں دراصل اس صوبے کی سیاسی عدم استحقاق پر بات کرنا پسند کروں گا۔ اور یقیناً 47ء سے لیکر آج تک چھوٹے صوبوں کے ساتھ اور پھر ان چھوٹے صوبوں کے نمائندہ قوتوں کے ساتھ جو کھیل کھیلا جا رہا ہے، he knows، میں اس کو مستقبل کے حوالے سے انتہائی خطرناک کھیل سمجھتا ہوں۔ بیشک کوئی اسکو حکومت کا کھیل سمجھ رہا ہو، کوئی یہ سوچ رہا ہو گا کہ ہم

جام صاحب کو ہٹا کے میر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو یا کسی ساتھی کو اس منصب پر بٹھادیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک تاریخ بنے گی ایک تاریخ لکھی جائے گی۔ 1947ء سے لیکر اگر میں NAP کی بات کروں NAP کو کیسے توڑا گیا ایک متحده قوت کو کیسے پاش پاش کر دیا گیا اور جب ہم پاش پاش ہو کے ایک ایک ہو کے پھر ہم سب کو ما رکیسے گیا؟ یہ ایک تاریخ ہے۔ اسی تاریخ کے تسلسل میں میں آتا ہوں پھر اس ملک میں ایک سیاسی قوت، مضبوط قوت، پاکستان پیپلز پارٹی، پھر اسی طرح پاکستان مسلم لیگ، اپنی پارٹی عوامی نیشنل پارٹی پر جب میں بات کروں گا تو ایک نہیں، دونہیں، تین چار مرتبہ ہماری پارٹی کو ہماری ہی پارٹی کے دوستوں کی وجہ سے توڑا گیا۔ تو دراصل یہ سیاسی عدم استحکام اس ملک کی اس وقت تک بدترین معاشری صورتحال کا ذمہ دار ہے۔ یہ سیاسی عدم استحکام اس وقت ہمارے اس ملک کے خطے میں جو ہم اکیلے ہو کے رہ گئے ہیں اُس کا ذمہ دار ہے۔ یہ سیاسی عدم استحکام ہمارے اس ملک کی موجودہ داخل و خارجہ ناکام پالیسی کا ذمہ دار ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل) کو کیسے توڑا گیا؟ اپنے ہاتھوں سے اُس پر کام ہوا۔ میں اگر تاریخ میں جاؤں تو بہت ساری چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں اقتدار کی پسندونا پسند میں، خواہشات اور مفادات کی تکمیل میں ہم اُس حد تک چلے جاتے ہیں کہ پھر ہم نے نظریات کو دیکھتے ہیں نہ افکار کو دیکھتے ہیں۔ یقین کریں جناب اپنیکر! آج مجھے کل جس طرح میں نے شروع میں بیٹھے بات کی پھر دوستوں نے اُس پر اعتراض بھی کیا۔ کل میرے نیشنل پارٹی کے ایک ذمہ دار آدمی سے بات ہو رہی تھی اگرچہ اُس کا اس ایوان میں کوئی نہیں ہے۔ تو اُس نے نام لے کر کہا کہ میں حیران ہوں جو کھیل چھ مہینے پہلے ہوا، وہی کام آج پھر ہو رہا ہے۔ اور جس کے ساتھ ہوا وہ بھی اس کھیل کا آج حصہ ہیں۔ تو یہ عجیب و غریب صورتحال، عجیب و غریب سیاست، کہ نہ صوبے کے سیاسی استحکام کو دیکھا جاتا ہے اور نہ پارٹیوں کو دیکھا جاتا ہے۔ میں حیران ہوں اس بات پر کہ آج جو بھتی ہمیں نظر آ رہی ہے کاش! یہ بھتی آج سے تین چار مہینے پہلے سینٹ میں ہمیں دیکھنے کو ملتی۔ یعنی ایک جتنی ہوئی سیٹ، اللہ مغفرت کرے جناب عثمان خان کا کڑ شہید کو اور اللہ زندگی دے سلامت رکھے محترم ساجد خان ترین ایڈو و کیٹ کو کہ ان میں سے کوئی بھی نہیں جیتا باوجود اسکے آٹھوٹ تھے اور یقیناً میں تو یہ کہتا ہوں کہ تاریخ میں ہمیشہ کسی کے ساتھ بیٹھ کے کچھ چیزیں طے کر کے پھر آگے بڑھنے کی بات کی جاتی ہے۔ مجھے آج بھی فخر ہے کہ بھیت عوامی نیشنل پارٹی ہم نے پہلے ہی دن ایک بات کی تھی، اس coaliton کا حصہ بنتے ہوئے، کہ ہمیں اپنے بیلٹ میں کیا جائے ہمیں اپنے علاقوں میں کیا جائے اس وقت تک اُن میں سے اگر میں یہ کہوں کہ اس بیلٹ کے لئے چاہے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ہو چاہے ڈویژن کے حوالے سے ہو، یا چاہے چار ممبرز پر، نوابزادہ ارباب فاروق عمر کا سی کوینٹ میں لے جانے

کے حوالے سے کوئی بات ہو ہمارے ساتھ وہ commitment ہمارے coalition کے ساتھیوں نے پوری کی۔ دنیا میں اگر میں یہ کہوں ہمارے کچھ دوستوں نے اعتراضات اٹھائے 20 جون دو مہینے پہلے کی بات ہے میں نے یہاں دوستوں کو سننا، کہ نواب جام کمال خان 2028ء تک سی ایم رہیں گے۔ جناب اسپیکر! ہم نے یہاں سننا کہ ہمارے اس بجٹ پر ہمارے آج کے ساتھیوں نے گھنٹہ گھنٹہ تقریریں کی ہیں، اُس کے دفاع میں بولے ہیں۔ اور دنیا نے دیکھا کہ میدیا کے سامنے ہم یہ سارے دوست جا کے اُن حالات میں ہم نے بجٹ پیش کیا کہ ہم پر گلوں کی بارش تھی۔ اور اس مقدس ایوان میں ہم داخل ہوئے کہ سارے گھبلوں کوتالے لگائے گئے تھے۔ اور وہ تقریریں ریکارڈ پر ہیں۔ ان 39 سے 41 جو coalition ساتھی ہیں ایک ایک نے اُس پر بات کی۔ ابھی تین مہینے میں ایسی کوئی تباہی دیکھنے کو ملی ایسی کون سی بر巴وری سامنے آئی کہ تین مہینے میں سب کچھ پلٹ کے رہ گیا۔ تین سالوں میں ہم سی ایم صاحب کو 2028ء تک دیکھنا چاہتے ہیں۔ تین سالوں میں ہم بلوچستان عوامی پارٹی اور coalition کو اس صوبے کی ڈولپمنٹ، ترقی اور خوشحالی کا ضامن دیکھتے ہیں۔ اور مجھے یاد ہے یہ تقریر تو ہمارے سامنے ہے۔ ثناء صاحب آج گھنٹہ نہیں دو گھنٹے تقریر کر لیں، پہلے بھی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اُس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا وہ اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن تاریخ بن رہی ہے جناب اسپیکر! تاریخ لکھی جائے گی۔ کہ آج پھر کیسے یہ پارٹیاں توڑی گئیں۔ ایک خطرناک کھیل پھر سے شروع ہوا ہے۔ جب بھی مرکز میں کچھ چیزیں ادھر ادھر کی باقی شروع ہو جاتی ہیں تو ہم ان قوتوں کو کہتے ہیں کہ یہ کھیل ہر وقت بلوچستان سے کیوں شروع ہوتا ہے؟ بلوچستان سے کیوں یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان عوامی پارٹی کو توڑ کر کے ناراض کا منحرف کا نام دے کے اور وہ لوگ آپس میں بیٹھ جائیں کہ اب یہ پتہ نہیں coalition partner میں اتحادی تھے جو دو کے بل بولتے ہیں اتحادی تھے جو چار کے بل بولتے ہیں اس coalition کے اتحادی تھے۔ اُن کا اس coalition میں ہوتے ہوئے کیا رویہ تھا اور آج کیسے ایک میز پر آ کے اکٹھے ہو گئے۔ تو جہاں سے یہ کھیل شروع ہوا ہے دراصل یہ کھیل سیاسی عدم استحکام ہم سمجھتے ہیں۔ اور اس سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں ہم اس صوبے کو مزید تباہ و بر باد دیکھ رہے ہیں مستقبل میں۔ اس پر کوئی تالی نہیں بجاںی چاہیے مجھے نواب اسلام خان ریسنسی کی اُس دن کی وہ تقریبھی ڈھائی منٹ کارات میں نے سننا کہ جو وہاں سے بھائی جی اور بہن جی کی طرف اشارے کر رہے تھے۔ آج یہ سارے کیسے اکٹھے ہو رہے ہیں اس کے پس پُشت کون لوگ ہیں۔ کیوں کر رہے ہیں۔ یہ دنیا کی حقیقت ہے پارٹیاں ساتھ جاتی ہیں ساتھ اتحاد بنائیتی ہیں لیکن بلوچستان ایک عجیب و غریب ایک صوبہ ہے۔ کہ یہاں پارٹیوں کو توڑ کے چند ایک طرف کر کے چند دوسرے

طرف کر کے پھر سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یقیناً میں یہ کہوں گا جناب اسپیکر! کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذریعے سے اگلے ڈیڑھ سے دو سالوں میں ہم بہت کچھ کر کے حاصل کریں گے تو یہ اُس کی خام خیالی ہے جو کہ یہاں آج ہوا یہ کھیل 2017ء میں ہوا یہ کھیل بی این مینگل کے اُس حکومت کے ساتھ ہوا یہ کھیل نیپ کے ساتھ ہوا۔ یہ کھیل اس وقت بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ یا اس coalition حکومت کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے یقیناً مجھے ہیرانگی ہے اگر حکومت اپوزیشن کی کسی پارٹی کی بن رہی ہوتی تو ہمیں خوشی ہوتی۔ جناب اسپیکر! اس بات کا آپ ہم سے ہر انہیں منائیں تین سال تک ہم نے وفاقی لیوں پر ہم نے صوبائی لیوں پر ہر فورم پر ہماری اپوزیشن کے دوستوں کے ذریعے سے اے این پی کو تقدیر کا نشانہ بناتے سننا ہے لیکن آج ہمیں کم از کم یہ تسلی ہے کہ ہم سازش کے ذریعے coalition کا حصہ نہیں بنے۔ لیکن آج ہم میر عبدالقدوس بنجو صاحب کی قیادت میں بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل) کو دیکھتے ہوئے، پشتوخواہی عوامی پارٹی کو دیکھتے ہوئے، جمعیت علماء اسلام کو دیکھتے ہوئے یقیناً اس پر بڑی تاریخ لکھی جائے گی۔ اور وہ بھی ایسی صورتحال میں۔۔۔ (مداخلت) بات کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز خاموش رہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: میں یہ کہوں کہ ایسا نہ ہو کہ پھر سردار اختر جان کے وہ الفاظ repeat ہوں کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ اور حکومت میں تو تھے لیکن سجدے میں لیٹ ہونے کے بعد جب ہم نے پیچھے دیکھا تو کوئی بھی ساتھ پیچھے نہیں تھا۔ کچھ لوگ تو اس کھیل کا حصہ ہیں اور وہ ہمیشہ سے ہیں۔ کچھ لوگ یہ تاریخ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں دل دفعہ repeat کروائیں گے۔ میر صاحب! آپ مت نہیں، ابھی ہم نے بات کی ہے۔ ٹھیک ہے آپ جواب دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز. order in the House. جی اصغر اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: ثناء صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی ہم نے اُس کو سننا۔ یہاں اپوزیشن لیدر نے پوری تفصیل سے بات کی لیکن ہم نے اسکا کچھ رہ انہیں منایا۔ یہی بات ہم پھر کہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ابھی روایت ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! مختصر سی بات کرتا ہوں۔ ابھی یہاں یہ بات بھی ہوئی میں ہی رہا ہوں کہ اس تحریک عدم اعتماد کو ناکام کرنے کے لئے سوالات اٹھائے گئے کہ کچھ لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ لوگ دراصل اس coalition حکومت کو ختم کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اگر نہ ہوتے

ہمیں پتہ ہے جناب اپیکر ہم سب کی history ایک دوسرے کے ہم سب کی past ایک دوسرے کے سامنے گھٹلی کتاب کی مانند ہے۔ ہم جانتے ہیں، آپ مجھے جانتے ہیں، میں اُس کو جانتا ہوں، اگلا دوسرے کو جانتے ہیں۔ کہ اگر آشیرباد نہ ہوتا یہ کام ہونہیں سکتا۔ ہمارے بہت سارے دوست شاید یہ بوجھ اٹھانہیں سکتے، جس بوجھ کو آج انہوں نے کندھا دے رکھا ہے۔ اگر پیچھے سے اس صوبے کو سیاسی طور پر عدم استحکام کا شکار بنانا ہے تو۔ تو یقیناً جناب اپیکر! ایک request ہے میرے اپنے colleagues سے، اپنے دوستوں سے کہ یقیناً تحفظات ہوتے ہیں، یقیناً اختلافات آتے ہیں لیکن اختلافات کو اپنے درمیان مسائل کو اس نجح پر پہنچا کے جس طرح میں نے کہا کہ 20 جون تک ہم گلوں کی بارش میں اکھٹے اس ہاؤس میں داخل ہوئے۔ 20 جون کو یعنی یہاں تک بھی ہمارے ارادے پختہ تھے کہ اگر دیوار پلانگ کر بھی اس ہاؤس میں ہمیں پہنچنا ہو تو ہم پہنچیں گے۔ لیکن دو میں میں ایسا کون سا آسمان ٹوٹا، خدا نخواستہ ایسی کون سی قیامت گردی ہمارے اوپر کہ ہم سارے دو میں کے اندر اندر تتر پر بھی ہو رہے ہیں اور خدا نخواستہ ایک دوسرے کے خلاف سیاسی طور پر دوست و گریبان بھی ہیں۔ میں یقیناً ان تین سالوں میں اس وقت تک، یعنی میں اگر بات کہوں اپنے ساتھ عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ، بلوچستان عوامی پارٹی کی طرف سے کیے گئے commitment کی یا اپنے علاقوں میں ڈولپمنٹ کے حوالے سے۔ میں تو سب سے بڑی بات یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ہاں ہم زبان پر بات کرتے ہیں اور زبان ہی کی وجہ سے ہم عزت اور مقام رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو وعدے وعید ہوئے تھے۔ جس طرح میں نے شروع میں کہا وہ اگر ڈویژن کی صورت میں ہو، وہ اگر ڈسٹرکٹ کی صورت میں ہو یا وہ سینٹ کی صورت میں ہو۔ اسی طرح ادھر بات ہوئی انجوکیشن پر ہیلٹھ پر اُس میں ہمارے ساتھی بھی ہمارے پارٹی کے دوست بھی بات کریں گے۔ یعنی ہمارے اپنے یہی ساتھی میں نام لینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں، یہی ساتھی جو ناراض کہتے ہیں اپنے آپ کو جو بھی اپنے آپ کو وہ نام دیتے ہیں ہر ایک کی زبان سے ہم نے یہ بات سنی ہے کہ تاریخ میں implement ہوتے ہوئے ڈولپمنٹ ہم نے آج تک اس طرح نہیں دیکھا ہے جو اس وقت ہو رہا ہے ہر لحاظ سے۔ ہر ایک ایک کی زبان سے۔ بات میں پھر وہاں سے شروع کرتا ہوں کہ آخر پھر ایسی کون سی قیامت ٹوٹی کہ دو سے ڈھائی میں کے اندر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں minus one کے سوا اور کوئی فارمولہ ذہن میں نہیں ہے۔ اور میں اپوزیشن سے اتنا کہتا ہوں کہ مااضی میں ہم سب اس طرح کے واقعات کے شکار ہوئے ہیں، ہماری پارٹیاں توڑی گئی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں آج آپ کو بلوچستان عوامی پارٹی کو توڑتے ہوئے خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ہر ایک کی پارٹی یہاں توڑی گئی۔ ANP سے لے کر UBL تک بی این پی (مینگل) تک even ہماری ہر ایک پارٹی پر اس

طرح کا کام ہوا ہے۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی قوم پرست قوتون کو، حقیقی قوتون کو توڑ کے تقریبز کر کے اُس کا فائدہ اٹھایا جائے۔ اور اُس کے نتیج میں اُس آواز کو دبایا جائے۔ تو یہی میں سمجھتا ہوں کہ جو کام اس وقت بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ ہو رہا ہے تو کیا کل یہ کام پھر ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے۔ تو خدارا! ایسی games سے جس سے سازش کی بوآری ہو، جس سے سیاسی عدم استحقاق کا خدشہ ہو۔ جس سے خدا انخواستہ اس صوبے کی قبائلی روایت پر، سیاسی روایت پر ہماری پارٹیوں کی ساخت پرا شرپ سکلتا ہوا یہے کام سے ہمیں گریز کرنا چاہیے۔ ایسے کام ہمیں کرنے نہیں چاہیں۔ میں آج کے اس موقع پر بلوچستان عوامی پارٹی کا خصوصاً قائد ایوان جام کمال خان کا خصوصاً ANP کے ساتھ کیے گئے اُن تمام وعدوں کی تکمیل پر ان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں اور انشاء اللہ مجھے یقین ہے کہ یہ حکومت دوسال مزید بھی اس صوبے کی خدمت کرتی رہے گی۔ جو بھی باقی ماندہ مسئلے مسائل ہونگے اُن کے حل پر توجہ بھی دیں اور انشاء اللہ ان کو حل کرنے کی پوری کوشش بھی کرے گی۔ جی شکر یہ جناب۔

جناب اپسیکر: جی شکر یہ۔ جی محترم جناب میرا سد بلوج صاحب۔

میرا سد اللہ بلوج: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - thank you جناب اپسیکر صاحب! آج جو ساتھی تاریخی حوالے سے بہت کچھ یاد دلار ہے ہیں۔ اس اسمبلی میں بہت سے لوگ آئے پھر چلے گئے۔ بڑی بڑی تقریریں ہوئیں، یہاں ہر ایک نے اپنے interest اور مفادات کے حوالے سے کڑیوں کو لفظوں کو جوڑتے رہے۔ کسی ساتھی نے جو اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے، میں اُس کا نام نہیں لیتا ہوں شاید اسکو تو اپنے الفاظ یاد ہوں گے۔ ”کہ یہ no confidence motion غیر جمہوری عمل ہے“۔ جناب اپسیکر صاحب! اس ملک کے آئین میں لکھا ہوا ہے 65 کے ایوان میں 33 ممبر جس کو support کریں وہ قائد ایوان ہوگا۔ اور اسی آئین میں لکھا ہوا ہے کہ اگر سادہ کثریت 33 اُس کے خلاف عدم اعتماد لے آئے اُس کو یہاں سے جانا ہوگا۔ یہ ایک جمہوری عمل ہے۔ اس جمہوری عمل کو کوئی اپنے مفادات کی خاطر اتنا بے حس ہو چکا ہے کہ اس کو غیر جمہوری عمل قرار دے رہا ہے۔ بہت افسوس ہے اس کی تربیت پر کہ سیاسی لوگوں نے کس طریقے سے اس کی تربیت کی ہے۔ ابھی ساتھی نے بہت اچھی بات اور خوبصورت بات کی اس پر میں اتفاق کرتا ہوں۔ شروع میں جب اس گورنمنٹ کو ہم دیکھ رہے تھے کہ صحیح نہیں چل رہی ہے۔ تو سب سے پہلے تو یہی ساتھی میرے کمرے میں آئے ”کہ اس کو نکالنا ہے ابھی نئے طریقے سے آگے بڑھنا ہے“۔ لیکن، آخر میں انہوں نے ساری چیزوں کا اپنا جواب خود دیا ”کہ جوزبان کی گئی تھی وہ زبان پوری ہوئی“۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس کے ساتھ زبان کی گئی وہ زبان پوری نہیں ہوئی، قول فعل میں تضاد ہے تو پھر؟ اس کا جواب کون دے گا۔ میرے ساتھ زبان ہوئی، ابھی کدھر گئی وہ زبان؟۔ ٹھیک ہے۔ کدھر

ہے زبان، کدھر ہے قول و فعل؟ ہم یہاں جنت کی خاطر نہیں آئے ہیں ہمارے بھی علاقے کے مفادات ہیں، بلوچستان کے مفادات ہیں، سیاسی مفادات ہیں۔ جب کسی کو اپنے مفادات protect کرنے کی خاطر بہت سی چیزوں کا لائق ہوتا ہے ”کہ چیف ایگزیکٹو بھی میں بنوں، P&D بھی میرے ساتھ رہے، ایگر یا کچھ بھی میرے ساتھ رہے، ہیلتھ بھی میرے ساتھ رہے، ماہر بھی میرے ساتھ رہے، جنگلات بھی میرے ساتھ رہے“۔ کس کو میں کس چیز کا نام دے دوں لائق، حرص، کس چیز کا نام دے دوں اس کو؟ جناب اسپیکر صاحب! ایک مہینے سے جو غیر یقینی کیفیت ہے جو، ہماری وجہ سے ہے؟ کوئی ساختی کہہ رہا ہے ”کہ تاریخ لکھی جائے گی“۔ یہ منصب کسی کی ذات کی نہیں ہے اپوزیشن غیر نہیں ہے افغانستان سے یا انڈیا سے یا خلنج سے یا سعودی سے نہیں آئی ہوئی ہے۔ اس بلوچستان کے ایک کروڑ 23 لاکھ عوام کی majority لوگوں نے ان کو ووٹ دیا ہے۔ اُس کی کو تسلیم کرنا چاہیے۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں میں نے ہر وقت اس فلور پر ٹریشوری میں ہوتے ہوئے ہم نے کہا کہ اس کی، اُس زمین کی جب آپ بات کرتے ہیں، بلوچستان کی جب آپ بات کرتے ہیں تو بلوچستان میں یہ حلقة بھی آتے ہیں جہاں سے جمعیت علمائے اسلام نے گیارہ سیٹیں جیتی ہیں۔ اس میں پی این پی (مینگل) نے جو دس سیٹیں جیتی ہیں، یہ بھی بلوچستان میں آتے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ علاقہ غیر کے لوگ ہیں۔ اور جب گفتگی کی جاتی ہے کہتا ہے کہ یہ 40 کا ایوان ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس گورنمنٹ کی جتنی بھی تعریف کریں شاید ہمیں بھی کہیں گے کہ آپ بھی اس کے حصے تھے۔ کچھ فصلے ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتے۔ جتنی اس گورنمنٹ کے دوران لوگوں نے اپنی لاش اٹھا کے اس ریڈزون میں رکھی گئی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ لوگوں نے احتجاج کیا۔ یونین نے احتجاج کیا جب یونین کے مفادات تھے، بہت سے، ٹیچرز کی مختلف یونیورسٹیں آئیں، ڈاکٹرز نے احتجاج کیا۔ لیکن لاش یہاں تین تین دن رکھی گئی۔ اور وہ معموموں کی لاشیں تھیں۔ ان کا گناہ کیا تھا۔ جس نے بھی مارا ہے، FIR ہونی چاہیے۔ یہ ملک جمہوری عمل پر چلے گا۔ اور یہ ملک 22 کروڑ عوام کا ہے۔ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں کوئی فرد نہیں ہے تو افسوس کے ساتھ جب یہاں لاشیں رکھی ہوئی تھیں معموموں کی۔ گوادر میں تو وہاں جیپ ریلی چل رہی تھی۔ مغلوں کے دوار میں جناب اسپیکر صاحب! آج سے سات سو سال پہلے مغلوں کی سلطنت اور اُس دوار میں جب ان کے گھوڑے میں چل رہے تھے۔ تو ان کے نیچے غریبوں کی لاشوں کو اڑا کے نکلتے تھے۔ تو بعد میں ان کے باپ اور خاندان کو گرفتار کیا جاتا تھا کہ ہم گھوڑے پر سوار تھے یہ رستے میں کیوں آئے۔ یہاں لاشیں رکھی ہوئی ہیں اور وہاں گوادر میں انعامات تقسیم کیے جا رہے ہیں اس کو میں کس چیز کا نام دوں؟ احسان کا نام دے دوں جمہوری عمل کا نام دیروں کوں سے جذبات ہے یہ؟ ہم تو بحیثیت مسلمان،

بھیتیت انسان، بھیتیت بلوجستان کے رہنے والے اور روایات ہمیں یہ اجازت دے رہی تھیں کیا؟ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دریائے فرات کے نزدیک اگر ایک کتاب پاسا بھی مراٹو اُس کے ذمہ دار حضرت عمرؓ کہتے تھے میں ہوں۔ یہاں تو لاش ہے انسان کی یہ نظر نہیں آتی ہے۔ جس کو انسانی لاش یہاں نظر نہیں آتی ہے تو اس منصب پر بیٹھنے کا اُس کو کوئی حق نہیں ہے۔ جناب اپنے صاحبِ حق تو یہ ہے بلوجستان میں بجٹ کے دوران 30,40 کی majority بندوں کا ہمارے یہاں اراکین قابل قدر ہیں ممبر ہیں ان کی support پر اسمبلی کے ہر ٹیڈی پیسے کی یہاں سے منظوری دی جاتی ہے۔ ہم نے تین سالوں میں ہمارے اُپر کوئی احسان نہ کرے۔ ان تین سالوں میں اس بجٹ کے ہر ٹیڈی پیسے کا ہم نے یہاں سے وہاں، یہاں وزیر خزانہ پڑھ رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ کو فلاں مد میں اجازت دی جائے یہ 2 ارب کا، 10 کروڑ کا، 50 ارب کا یہ تو ہم نے منظور کیا ہے۔ تو اس کے استعمال پھر ایک فرد نہیں کرے گا۔ اُن لوگوں کو نوازا گیا میرے حلقة میں بھی جو ایکشن میں انہوں نے حصہ بھی نہیں لیا تھا۔ ایکشن میں کوئی حصہ نہ لے کیا اُن کواربou روپے دیے جاتے ہیں کروڑوں روپے دیے جاتے ہیں؟ اور ان لوگوں نے ایکشن میں حصہ لیا ہے ان کی mandate ہے ان کے اُپر یہی حالات پیدا کیے جاتے ہیں۔ کہ یہ بھی جب بولتے ہیں کہتے ہیں آپ تو PDM اور IPDM کیا PDM کوئی بلا ہے۔ آج PDM کے ساتھ لاکھوں کروڑوں انسان ہیں آپ ان کو نکال دو شناختی کارڈ ختم کرو پا سپورٹ ختم کروانے کے۔ اس طریقے سے ایسی چیزیں نہیں چلتی ہیں۔ ہمارے پانچ ممبرز missing ہیں۔ آئی جی صاحب! یہاں تو نظر نہیں آرہے ہیں کہ جنتِ ادھر بیٹھے نہیں ہیں۔ آئی جی اور چیف سیکرٹری یہاں نظر نہیں آرہے ہیں۔ آئی جی اور چیف سیکرٹری جو بڑی گاڑیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، بُلٹ پروف گاڑیوں اور بنگلوں میں، لاکھوں کروڑوں روپے اس غریب صوبے کے اُن پر خرچ ہو رہے ہیں۔ ہم اس فلور کے حوالے سے ان میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے جو لوگ اس وقت missing ہیں اُس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اُن کے گھر یا اسمبلی میں پہنچائیں کون لے گیا اُن کو؟ اور سازش کے تحت ہمیں کہا جاتا تھا کہ یہاں سازش ہو رہی ہے بلوجستان میں گورنمنٹ کو تبدیل کیا جا رہا ہے، سازش ہو رہی ہے۔ سازش کے تحت گورنمنٹ میں رہنا یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کی جمہوریت ہے؟ یہاں جو بھی ممبر ہے میرے لئے قابل قدر ہیں اُن کی خمیر ہے۔ وہ اس سرزی میں کے اس وقت لوگوں کی نظر وہ میں اُن کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ پہلے تو ہم سنتے تھے کسی گاؤں میں، کسی تحصیل سے کوئی بندہ missing ہے۔ ابھی تو اسمبلی کے ممبر بھی missing ہو رہے ہیں یہاں سے۔ کس نے کی ہے یہ missing یہ ملک کے حق میں جا رہا ہے صوبے کے حق میں جا رہا ہے؟ اگر اس حوالے سے ان کو کوئی بھی missing

نقضان ہوا۔ کوئی بھی خون ریزی یہاں ہوئی تو اس کا ذمہ دار یہاں کون ہے؟ خون کی ندی میں کھس کے محل بنانے والوں کو اچھی نظر سے تاریخ نہیں لکھی جاتی ہے۔ جب تاریخ ساز جب اپنے قلم اٹھاتے ہیں تاریخ لکھتے ہیں۔ تو ان کے لئے بہت برا ہوگا۔ اس لئے اپنے ماضی، مستقبل اور حال کو اتنا داغدار نہ کریں کہ نظر ہی نہیں آئے، کالے ہی کالے، سفیدی کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ جناب اپنے صاحب! ہونا تو یہ چاہیے جو اسمبلی کے قدس کی باتیں کرتے ہیں تو اسمبلی کے قدس کی تعریف کیا ہے؟ جام صاحب نے کل tweet کیا تھا، کہتا ہے میں نے تو سب کو عزت دی ہے time بھی دیا پتہ نہیں یہ کون سی عزت چاہتے ہیں۔ اچھا! ابھی تک کسی کو یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ عزت کس چیز کا نام ہے؟ سوال نہیں محسوس کرنا چاہیے کہ میرے کاروان میں کس کا کوئی سانگلہ ہے، سننے کی زحمت کریں، جائز چیزوں کو حل کریں۔ ایک مفکر کا قول ہے کامیاب لوگ zero سے کاروان اور لشکر بناتے ہیں اور ناکام لوگ اس کاروان اور لشکر کو zero کر دیتے ہیں۔ دیکھیں! ہم تو الفاظ کی یہاں خوبصورتی برقرار نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ آج ہی بلوچستان میں ریفرڈم کریں، یہ غالباً مخلوق کو سائیڈ پر کریں، آج ہی آپ بلوچستان میں ریفرڈم کریں دیکھیں بلوچستان میں کس کے حق میں دوٹ آئیں۔ ایسا نہیں ہے، سچائی سے بھاگنا یہ کون سی دلیل ہے۔ بادشاہوں نے بہت حکومتیں کیں، زور و بردستی یہاں کبھی مارشل لاءِ لگا، گورنر اج بھی ہوا، ٹھیک ہے مظلوم لوگ تھے برداشت کرتے رہے۔ ابھی وہ گنجائش نہیں یہ 21 ویں صدی ہے۔ لگائیں مارشل لاءِ ہمارے لوگوں کو کیوں missing کر رہے ہو۔ لگائیں مارشل لاءِ چلا کیں اس ملک کو چلانے کے لیے جمہوریت ضروری ہے۔ عوام کا احترام کرنا ضروری ہے۔ عوام کی حق رائے دہی کا احترام کرنا ضروری ہے۔ اگر آج 33 یا 34 بندے کھڑے ہوئے تو 5 تاریخ کی ہمیں انتظار کرنے کی کون سی بات ہے۔ جمہوری طریقہ تو یہی ہے۔ جمہوری امن از تو اپنایا گیا اور یہ میڈیا والوں کو میری اپیل ہے۔ یہ 33 نہیں 34 ہیں لا لا رشید واپس آگیا اس کو بھی گنو۔ اور باقی لوگ کب تک رکھیں گے اُن کو؟ کتنے لوگوں کو رکھیں گے؟ تو ہم اگر اکٹھے اتنے لوگ آگے کل ہم ہائی کورٹ میں جا کے گرفتاری دے دیں گے۔ چیف جسٹس کو ہم اس فلور پر چیف جسٹس آف پاکستان کو اپیل کرتے ہیں ملک کو آئین کے تحت چلایا جائے۔ یہاں جس کی بھیں جس کی لائی اُس کی بھیں کا زمانہ گیا لائی ٹوٹ گئی۔ یہ کون سی چیز ہیں۔ اخلاق، انسانیت، روایت، کلھج اس صوبے کی ان چیزوں کو جوڑ کر آگے بڑھیں۔ قول اور فعل کو برقرار رکھو۔ آواز کو دبانے کے لئے انسانیت کی چھاؤں کو استعمال کرو۔ اخلاقی زبان کو استعمال کرو۔ طاقت کی زبان اگر ہوتی تو ہلا کو خان اُس وقت حکمرانی کرتا۔ چنگیز خان حکمرانی کرتا۔ رنجیت سنگھ یہاں حکمرانی کرتا۔ کہ ہرگئے؟ طاقت ہمیشہ عوام کے منادات کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ جو civilized countries ہیں وہ طاقت کو اپنے

عوام کی بہترین کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور عوام کو تکلیف دینے کے لئے نہیں۔ کچھ ساتھی اس فلور پر ایک دن میں نے سنا، ان کا ایک بڑا یونیورسٹی کے زمانے میں ہمارے ساتھ تھا۔ بڑا پیشہ کل، اچھے ترقی پسند سوچ کا مالک تھا۔ اُس کو بیداری سے مارا گیا۔ یونیورسٹی کے زمانے میں ہمارا دوست تھا سر! کل ساری چیزیں اکٹھے تھیں۔
(خاموشی۔ آذان)

جناب اسپیکر: جی لا لارشید صاحب۔

جناب عبدالرشید: بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے ٹوی میں دیکھا کہ لا لارشید missing ہو گیا ہذا میں کسی missing میں نہیں تھا۔ میں اپنی بیماری کے مسئلے میں گیا تھا۔ اس کے باوجود مجھے اس گنتی میں شامل کریں اس قرارداد پر، thank you

جناب اسپیکر: بس ووٹ قرارداد کے حق میں دے رہا ہے۔ باقی شامل نہیں ہوتا ہے۔ شکریہ۔ جی اسد بلوج۔

جناب اسد اللہ بلوج: لا لارشید کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی طبیعت بھی خراب تھی۔ وہ خیر بعد کی باتیں ہیں لا لارشید نے اپنے الفاظ ادا کیے، صحیح کیا تو وہ قرارداد کے حق میں ہیں۔ تو انشاء اللہ باقی بھی یہی کہیں گے کہ شاید ہم missing نہیں ہوئے تھے۔ لیکن ہم یہاں نہیں تھے۔ تو 11 بجے ہمارے ساتھ تھے سارے پھر کدھر گئے۔ خیر جس نے اپنا کھیل رچایا ٹھیک ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اس بلوچستان کا والی وارث نے ایک قبیلہ ہے نہ کوئی ایک سیاسی پارٹی ہے۔ اصلی اس کے وارث بلوچستان کے ایک کروڑ 30 لاکھ عوام ہیں۔ جب ایکشن پانچ سال کے بعد ہوتے ہیں، اس ایکشن کا جو رزلٹ ہوتا ہے جو mandate ہوتی ہے، یہی لوگوں کو صوبہ چلانا ہے۔ یہی لوگ یہاں آ کے قانون سازی کرتے ہیں اور بجٹ بھی پاس کرتے ہیں اپنے علاقے کی بہتری کی خاطر اپنے علاقے کی ترقی کی خاطر۔ لیکن یہ تو ہرگز قابل قبول نہیں ہوگی کہ جمہوری عمل کو روکنے کے مختلف انداز اپنائے جائیں۔ آج میں بتاؤں کہ یہ ڈار اتنا اوپر جو چڑھ رہا ہے چڑھتا جا رہا ہے مہنگائی نے لوگوں کے غریب و مسکینوں کے کمر توڑ دیے اس نے، اس کے ذمہ دار کون ہے، عوام ہیں؟ یہ بتاہی اور بر بادی کے جو سلسلے چل رہے ہیں عوام ہے اس صوبے کو بتاہی کے دہانے پر جو no-confidence motion ہے۔ صوبے کو بتاہی کے دہانے پر لے جا رہا ہے۔ یہ بھی کلٹی وی پر چل رہا تھا۔ اچھا! آپ جب چلا کیں گے لاشون کی لاش آ کیں، آپ تو ترقی دے رہے ہیں۔ جب دوسرے آگے ہم اس کو چلا کیں کہتا ہے نہیں ابھی تو صوبہ بتاہ ہو گا جب یہ آ کیں گے۔ یہ صوبہ اتنے سالوں سے چلتا آ رہا ہے۔ بتاہی کی تاریخ دھرا کی جاتی ہے کہ کہاں بتاہی ہوئی کہاں بر بادی ہوئی، تاریخ بہت ظالم ہے وہ لکھے گی۔ اپنے آپ کی تعریف اپنے آپ کو یہی شو کرنا، ”کہ میں ہر چزیں

جانتا ہوں باتی لوگ بالکل لکیر کے فقیر ہیں۔ یہ تو ایک اس mandate کی تو تو ہیں ہوگی۔ لوگوں نے تو یہاں سے ووٹ لیئے ہیں سارے لوگ قابل تدریز ہیں۔ ان کی قدر نہیں جانی۔ قدر کو تو قدر دان جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک فقیر نے جو راستے میں جا رہا تھا کوئی ہیرا اُسکے ہاتھ میں آ گیا۔ ڈائمنڈ، ہیرا جو تمیتی تھا وہ اُس کے ہاتھ میں آ گیا۔ تو یہ بیچارہ خوش ہوا کہ کتنا خوبصورت مہرہ ہے میرے پاس۔ اس کے پاس تو کچھ نہیں تھا اُسکے پاس ایک ہی گھوڑا تھا تو اُس نے آ کے اُس کو برابر کر کے دھاگہ ڈال کر کے اُس گھوڑے کے گلے میں ڈال دیا۔ توجہ اُس کے گلے میں ڈال دیا تو وہ ڈائمنڈ ٹوٹ گیا نیچے بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا تو یہ اتنا راویا کہ اتنا خوبصورت ڈائمنڈ تھا کتنا ہیرا تھا اچھا۔ تو ہیرے سے آواز آئی، کہ بھی میں تو ایک بادشاہ کے گلے کا ہار تھام نے مجھے گدھے اور گھوڑے کے اُس میں باندھ لیا تو میں تو یہ نہیں چاہتا تھا۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ چیزوں کو دیکھنے کی صلاحیت جو تناظر ہے اس وقت، جو کیفیت ہے اس چیزوں کی، سب کی وہ ایک ہی ہے۔ ہمیں یہی کہا گیا کہ یہ وزیر کیلئے بہت بڑے ترس رہے ہیں اور یہی کہہ رہا ہے کہ جناب ان کے پاس وزیروں کا مسئلہ تھا۔ تو ٹھیک ہے ہم نے وزارت سے استعفی دے دیا۔ اتنی ہمیں محبت نہیں تھی ہم نے استعفی دیدیا۔ پھر کہا کہ جناب یہ 14 بندے عدم اعتماد کیوں نہیں لاتے، ہمیں تو وزیری کیلئے انہوں نے کہہ رہے ہیں کہ استعفی دے دیں، خود کیوں نہیں دیتے ہیں؟۔ تو بابا ہم نے استعفی دیدیا۔ ابھی آپ کے کیبینٹ میں پھر آنا بھی نہیں چاہتے ہیں۔ تحریک یہ تاریخ no-confidence-motion کا میا ب ہوا، تو ہم گورنمنٹ بنائیں گے اگرنا کام ہوا، اُس اپوزیشن کے پیش پر جا کے بیٹھیں گے، وہ بھی انسان ہیں ہماری طرح۔ اس میں کوئی بات ہے۔ اصول اور کسی کو خریدنا، یہ کہاں کا بلوچستان کیسا تھا بڑا اوفا ہے۔ کسی کے جذبات سے کھلنا ہے، یہ کہاں بلوچستان کیسا تھا وفا ہے۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ آج جو 33 ممبران نے اس no-confidence motion پر کھڑے ہو کے پانچ منٹ میں اپنی رائے دیتے ہیں۔ باتی دنیا میں تو یہی ہے اخلاقی طور پر فائل ورک کوئی نہیں ہوتی، کوئی آرڈر نہیں ہوتی، ایک ٹیڈی پیسہ بھی نکالا نہیں جا سکتا۔ اس لئے جام صاحب سے ریکویسٹ ہے کہ اس اسمبلی کے ممبروں کی تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آج کے بعد یہ فائل ورک جام صاحب دستخط نہ کریں مہربانی کریں کیونکہ 33 بندوں کا تو اعتماد آپ سے اٹھ گیا۔ اور چیف سیکرٹری کو بھی کہتا ہوں کہ ایسا کوئی عمل نہ کرے۔ کچھ سوالات ہوتے ہیں جو اٹھتے ہیں۔ سوال یہ ہے اگر صوبے کی ترقی فرد واحد کیلئے ہے، تو وہ صوبے کی ترقی نہیں کریگا۔ اگر صوبے کی ترقی چند اضلاع کیلئے ہے چند علاقوں کیلئے ہے۔ ترقی کیساں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی اسد بلوج صاحب! پلیز اس کو conclude کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: کیساں ہونا چاہیے ترقی، اور یکسانیت بھی ہے کہ کسی کو اپوزیشن کا نام دے کے، کسی کو ٹریشری کا نام دے کے، اور وہ like-and-dislike پر میکے وجہ طریقے سے تقسیم کیا گیا۔ کچھ لوگوں کے حصے میں اچھی وزارت بھی آگئی ہیں، کچھ لوگوں کے حلقوں میں اچھے ڈسٹرکٹ بھی آگئے، کچھ لوگوں کے ڈویژن بھی آگئے کچھ لوگوں کو تقسیم مینٹ کا بھی حصہ مل گئے، وہ کہتے ہیں ابھی ہم جام کیا تھے ہیں۔ اگر آپ کو یہ نہ ملتے آپ یہاں ہوتے۔ آپ جام صاحب کے کدھر ساتھ ہیں دس دفعہ تو ہمارے ساتھ آپ نے میٹنگ کیا ”کہ اس کو نکالنا ہے۔“ مفادات کی جنگیں ہیں۔ کیونکہ آپ جب اپنی جتنی بھی تعریف کریں تو تاریخ لکھی جاتی ہے اور لوگوں کے حافظہ اتنے کمزور بھی نہیں ہیں کہ آپ کی کل کی باتیں ہمیں یاد نہیں ہیں۔ کل جو آپ نے ہمارے ساتھ بیٹھ کے باتیں کی، سب سے پہلے جو اگر احتجاج ہوئی تھی اُس میں ظہور بلیدی کو ساتھ اٹھایا، سلیم کو بھی ساتھ اٹھایا، چار، پانچ اور بندوں کو اٹھایا، سب سے پہلے جو پیروں و فقروں کے پاس گیا تو یہی لوگ گئے کہ جام کو نکالنا ہے ہماری مفادات کو تحفظ نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے مفادات کو damage کیا گیا ہے۔ آج جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں۔ صوبے کے مفادات کو نقصان ہو رہا ہے۔ باباں حلقوں میں جو لوگوں کو تباہ بر باد کیا گیا ہے تو اپوزیشن کو یہ کیا ہیں۔ پی ڈی ایم کے نام پر جناب، یہ پی ڈی ایم کر رہا ہے۔ پی ڈی ایم کا روح روائی جو تھا آپ لوگوں نے ان کو تو درخواستیں دی اس کو گاڑی پر بیٹھا کے جلسے بھی کئے اُن کے ساتھ آپ لوگوں نے۔ سب سے بڑا روح روائی جو تھا۔ اسلئے کسی کو بات بنانے کا جوانداز ہے، ہر چیز کا کوئی فارمولہ ہے۔ آپ چائے بناتے ہیں heat، چینی، پانی اور اس کا ایک ٹپر پیچ کا مدار ہوتا ہے یہ پھر چائے بنتا ہے۔ میں نے کبھی نہیں سنایا کہ گوشت میں چینی ڈالتے ہیں اور چائے میں نمک ڈالتے ہیں۔ یہ تو کبھی میں نے نہیں سنایا۔ لیکن لوگ ایسے بھی کرتے ہیں اور پھر نام اس کو کوئی اوردیتے ہیں۔ اس نے الفاظوں کی جنگ میں ہمارے ساتھ بھی بہت سے الفاظ ہیں۔ جس سیاست کی میدان میں آپ اُبھر کے آئے ہیں ہم بھی اُبھر کے آئے ہیں۔ اس نے جام صاحب سے ریکویٹ ہے کہ یہاں سے جو نہیں نکلے گا، اپنا استعفی دے دیں۔ یہی صوبے کیلئے بہتر ہے۔ صوبے کے عوام کو اتنا تنگ کیوں کر رہے ہیں۔ ہم نہیں کر رہے ہیں۔ 33 بندے تو آج ہم نے پورا کیا 34 لا لا نے اعلان کیا۔ باقی لوگ جو آئیں گے وہ بھی ہمیں سپورٹ کریں گے۔ ایک جام صاحب کی خاطر پورے صوبے کو تباہ و بر باد کرنا ہے، داؤ پر لگانا ہے؟۔ گناہ کیا ہے کسی نے ہمارے ووٹروں نے کیا گناہ کیا ہے۔ جمعیت کے لاکھوں ووٹروں نے کیا گناہ کیا ہے۔ بی این پی (مینگل) کے ووٹروں نے کیا گناہ کیا ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ احساس۔

جناب اسپیکر: جی میر اسد صاحب پلیز conclude کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: احساس ہونا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! کسی کو، احساس دلانے کیلئے اس فلور پر لوگ بول رہے ہیں، ان کو سننا ہوگا۔ کسی کی اگر خواص خمسہ کام ہی نہیں کر رہے ہیں تو ڈاکٹر بھی بہت ہیں۔ چیزوں کو دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں، پر کہتے نہیں چیزوں کو، observe نہیں کر رہے ہیں چیزوں کو۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو ایک ہفتے سے لوٹ گھسوٹ یہ خزانے کا جو ہورا ہے۔ یہ بھی! خزانہ کسی کا ذاتی تو نہیں ہے کہ اس طریقے سے لوٹ گھسوٹ، کسی کو دینی بھجو، کسی ملک میں بھجو، کسی کو باعثیں کروڑ روپے دے دو، کسی کو تمیں کروڑ روپے دے دو۔ یہ غریب صوبہ ہے اس کو اتنا چار دن کا جو موقع درمیان میں آیا تو آپ جلد سے جلد پیسے نکال رہے ہو۔ چیف جسٹس آف پاکستان اور چیف جسٹس آف بلوچستان جس نے کل پرسوں، ایسا گرج اور باجرات فیصلہ دیا یہی فیصلہ اس ملک کو بچاتے ہیں، اس صوبے کو بچاتے ہیں اس صوبے کو بچانے کیلئے اس ملک کو بچانے کیلئے انصاف کی ضرورت ہے۔ جب انصاف پک جاتا ہے ضمیر پک جاتی ہے، تو ترقی کی کوئی ولیوں نہیں ہوتی۔ ایسے چیف جسٹس کو میں سلام پیش کرتا ہوں، انہوں نے جو جرات کا مظاہرہ کیا انہوں نے، یہ تاریخ میں لکھا جاتا ہے اور تاریخ کو مٹانے والے خود مٹ جاتے ہیں۔ تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ چیف جسٹس بلوچستان یہ بھی آئین کے تحت جام صاحب کو فوری طور پر نوٹ کرے۔ کل آ کے اپنے اعتماد کا ووٹ لے لیں یہ، پھر بھی وہ پانچ دن کے بعد ہو گا آئین کے طریقہ کارپر، اگر اس کے پاس کوئی بھی میجارٹی ہے۔ مینڈیٹ کا ووٹ اٹھا کے لے لیں نا۔ وہ خود کہتے ہیں 26 بندے میرے ساتھ ہیں۔ 26 بندے میجارٹی نہیں ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ جو بار بار کہہ رہا ہے، اپنی آواز پر، ٹی وی کے چینل پر کہ میرے پاس چھپیں ہیں۔ تو چھپیں بندوں کے بعد پھرہ بننے کی کیا جواز بنتی ہے۔ اور پنجاب میں گیا، وہ بزردار صاحب کیسا تھا پانچ ایمپی اے مجھے دے دو، قرض کے طور پر تاکہ میں یہاں ان کو گنو۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی میر اسد صاحب! پلیز اس کو conclude کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: تو میں جناب اسپیکر! آپ کے اصرار پر جی چاہتا ہے کہ بہت کچھ بولوں تین سالوں میں بہت وعدہ وعید کیا ہمارے ساتھ۔ جواب میں کہتا تھا، کہتا ہے ”done“، ایک دن یہ عصر کے نماز پر تھا، میں نے کہا جام صاحب! ایک منٹ، ایک منٹ یہ میرا وعدہ کیا ہوا کہتا ہے ”done“ پھر میں نے کہا ایک دن جام صاحب! یہ ہمارے علاقے میں done بڑے میدان کو بولتے ہیں بلوچی میں، یہ وہی done ہے آپ کا کیا؟۔ وہ done جو آپ کہہ رہے ہیں اس کی توبہ معنی ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے جو ساختی right اور left اور center پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے ابھی ہم ریکویٹ کرتے ہیں کہ مزید، دوست وہ ہوتا ہے کسی کا کہ کسی

کوچھ مشورہ دیدیں۔ وہ دوست بھی نہیں ہوتا ہے کہ اپنی مفادات کی خاطر اس کو خوار و بر باد کرے۔ کچھ لوگ اس کے سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں کہتے ہیں نہیں جام صاحب! آپ برابر ہیں آپ کی تعداد 45 ہے آپ کا تعداد 60 ہے۔ بھی 60 ہے 65 ہے تو آج سامنے دیکھ لیا۔ سب نے دیکھ لیا میجرانی نے دیکھ لیا۔ اس لئے آج میں ان سے بھی request کرتا ہوں کہ ضمیر کا تقاضہ انسانیت کا تقاضہ صوبے پر حرم کریں اس کو غلط گائیڈ نہ کریں۔ کیونکہ بہت سے لوگ age میں زیادہ اس سے تھوڑا بڑے ہیں۔ وہ بھی ابھی اپنے مفادات کی خاطر اس کو غلط مشورہ دے رہے ہیں اُن سے بھی request ہے کہ جام صاحب کی مستقبل کی خاطر آپ دیکھیں ایسا نہ ہو یہ چلو تین سال وہ رہا۔ جناب اسپیکر صاحب! آنے والے وقت میں یہ تاریخ بہت طالم ہے۔ اگر اس طریقے سے آج انہوں نے استغفاری نہیں دیا تو یہی ساتھی کہتے ہیں 45-45 پچیس تاریخ کو یہاں 40 بندے وہاں اس دروازے نکلیں گے، پھر یہ کیا کہیں گے۔ ایک ساتھی تھا، آخری ٹائم پر sir میں اس کو ابھی ختم کرنا چاہتا ہوں۔ کسی کا دوست مر گیا تو یہ آیاروں نے لگا۔ کہتا ہے نہیں مرا ہے کل اس نے میرے ساتھ کھانا کھایا ہے۔ تو جناب اس بندے نے کہا نہیں یہ تورات میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ تازدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھی یہ مر گیا ہے۔ پھر اس کے بعد عشل کے وقت کہا کہ یہ زندہ ہے۔ اُس کے بعد کفن پہنایا گیا کہتا ہے یہ زندہ ہے۔ پھر لوگوں نے جنازے کو لیکے وہاں قبرستان تک لے گئے، لٹا دیا تھا۔ کہتا ہے یہ زندہ ہے لوگوں نے کہا اس کو پکڑ کے ادھر اس کو بھی دفنائیں یہ کیا پاگل ہے۔ تو ابھی حیرانی کی بات یہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی کر کے اس کو conclude کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: کہ یہ 65 کی ایوان یہ اتنا زیادہ تعداد میں تو نہیں ہیں کہ ان کی گنتی کو لوگ جانتے نہیں ہیں۔ ہاں اگر ان لوگوں کو ڈی سیٹ کیا گیا ہے ان کا کوئی اہمیت ہی نہیں ہے تو وہ یہاں show کریں کہ جمعیت کے گیارہ بندے یہاں سے نکال دیئے گئے ہیں۔ اور بی این پی (مینگل) کے دس بندے یہاں سے نکال دیئے گئے ہیں، وہ آکے show کریں۔ تو اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ آج تک ہم انتظار کر رہے تھے شاید جام صاحب نے ساری چیز scene آپ نے دیکھ لیا لوگوں کی منگ کرنے کی بھی کوشش کی گئی پورے پاکستان کے میڈیا نے انٹریشنل میڈیا میں ساری چیز آگئے ہیں۔ یہ ساری کوششیں جو ہوئیں ناکام مزید خون ریزی پر صوبے کو کیوں لیجاتے ہو واحد صدقی کا ہاتھ تو ٹوٹا ہوا ہے ابھی کتنے ہاتھ پھر توڑیں گے بس کریں بابا۔ جتنے بھی آپ کو دیکھیں ناں ایمان کے تقاضے جو لوگوں کے ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب جن کے ایمان مضبوط ہیں، حدیث ہے، وہ ہر چیز اللہ پر چھوڑتے ہیں کہ اللہ کی جانب سے ساری چیزیں آرہی ہیں رب العالمین کی جانب سے ساری چیزیں

آرہی ہیں ابھی رب العالمین کی جانب سے آپ سی ایم نہیں ہے تو کم از کم آپ شکر کرے بھئی نکل جائے آپ نیچر سے تو نہیں لڑ سکتے ہیں اس لئے آپ شکر کریں۔ جو لوگ شکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول بھی کرتی ہے۔
بڑی مہربانی جناب اسپیکر صاحب آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں ظاہم دیا اور ہمیں سناء، مہربانی۔

جناب اسپیکر: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب۔ (داخلت-شور) جی please cross talk نہ کریں۔ جی۔

نوابزادہ طارق گمسی: جناب اسپیکر اگر یہ ایسی بحث چلتی رہی تو مجھے لگتا ہے کہ اس کا کوئی پیغام تو نہیں ہونے والا بہتر یہی ہے کہ آپ اس کو ریٹینف کریں اور اس کا جو پر اس ہے اس کو آپ چلا کیں اور date دیدیں اس کا تو بہتر رہیگا۔

جناب اسپیکر: عبدالخالق صاحب، جی آپ بہت زیادہ نال کریں، خالق صاحب مگسی صاحب صحیح کہہ رہے ہیں اس کو conclude کرنا چاہیے، جی خالق ہزارہ صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر حکومتی و ثقافت): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔
جناب اسپیکر اپنے ساتھیوں کی بات سن آپ بھی محظوظ ہو رہے تھے اور ہم بھی پارلیمانی جمہوری نظام میں جناب اسپیکر اختلافات، اختلاف رائے اعتماد، عدم اعتماد ایک سیاسی پر اس ہے اور جمہوریت کی خوبصورتی بھی یہی ہے اس میں لیکن پارلیمانی جمہوری نظام کو rail derail کرنا سیاسی اور معاشری عدم استحکام پیدا کرنا۔ loyalty کو چیخ کرنا یا انہیں ڈسٹریب کرنا یا حمایت پیدا کرنا یقیناً اختلاف رائے نہیں ہو گا بلکہ ایک تخریب ہو گی۔ اس لئے جناب اسپیکر میرا منفرد ایک میل میں بھی نہیں جاؤں گا یہاں پر تحریک عدم اعتماد کے حوالے سے بلوچستان میں شدید ماہی بدمانی بیروزگاری اور اداروں کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اس point کو مدنظر رکھتے ہوئے شدید ماہی، شدید ماہی کہاں کا پیدا کر دہ ہے مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری کوالیشن پارٹنر BAP کا پیدا کر دہ ہے۔ اگر شدید ماہی آج عوام جو لاکھوں لوگ کروڑوں لوگ لاکھوں لوگ جو ہمیں ووٹ دیکر یہاں پر بھیجے ہیں ہمیں ایک معظم پارلیمانی جمہوری پارٹی سمجھ کر ہمیں بھیجا گیا ہے ہم نے اس کی دھیان اڑائی ہیں۔ ہم آج جو صورتحال یہاں پر پیدا ہوئی ہے یہ ہمارے اپنے ہی coalition partners دوست باپ پارٹی یا بلوچستان عوامی پارٹی کا پیدا کر دہ ہے جس سے ہمیں بہت زیادہ افسوس ہو رہا ہے ماہی تو آج ان جمہوری قوتوں کو ہو رہا ہے کہ بھئی آج اس پارلیمنٹ میں کیا ہو رہا ہے ماہی تو وہاں پر ہو رہا کہ مجھے ایک چیز میں اپنی بی این پی ہماری بہت قریبی دوست بھی ہے ہماری اتحاد بھی رہی ہے۔ ایک ایکشن میں جناب اسپیکر ہم نے

ووٹ مانگنے کے لئے بی این پی کے دوستوں کے پاس گئے چونکہ بہادر مینگل جو رحیم مندوخیل صاحب مر حوم ان کا جو سیٹ خالی ہوا تھا اس حوالے سے ہم نے بی این پی کا ساتھ دیا تھا۔ جب ہم نے قادر ناک کے لئے بائی ایکشن میں ووٹ مانگنے کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ ایک وجہ ہے کہ آپ کو ووٹ نہیں دینے گا ایک وجہ کہ آپ BAP پارٹی کے آلامی ہیں یعنی آپ بلوچستان عوامی پارٹی کا آلامی ہونا ان کے نزدیک جنم تھا آج وہی ally ہے مطلب وہ خود بنے ہوئے ہیں جسے ہم کہتے ہیں کہ ما یوسی یہاں سے پھیل جاتی ہے ہم اپنے ورکروں کو ہم اپنے کارکنوں ہم ان جمہوری قوتوں کو کیا بتا دیں جو ما یوسی وہاں سے پھیل گیا ہے دوسری بات جناب اسپیکر بدامنی کی باتیں یہاں پر ہوئی ہیں بدامنی کے حوالے سے آج مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا ہے طفل ان دونوں چوپوں کے حوالے سے کچھ دوسرے جو واقعات ہوئے ہیں جہاں پر بھی قتل ہوتا ہے جہاں پر بھی دہشتگردی ہوتی ہے ہم اس کی ذمہ دار ہیں ہم سے زیادہ وہ اس کا جو ہے مطلب جو ہے احساس کسی کو بھی نہیں ہے لیکن سابقہ بیس سالوں میں کوئی میں ہم سو، سو لا شوں کیسا تھا جو ہے مائنس seven، فائن five، ڈگری سینٹی گریڈ بیٹھتے تھے آپ کہتے تھے وہاں پر اس وقت امن و امان بہتر تھا آج اسکے بدلتے میں نبتا بہتر نہیں ہے جہاں پر ہم 28,28 لوگوں کو بسوں سے اتار کر ان کے identity چیک کر کے جو ہے اسے گولیاں مارتے تھے دنیا میں ہماری کیا پوزیشن رہی ہے ہماری کیسی شناخت رہی ہے کیا اس وقت امن و امان بہتر تھی۔ جہاں پر ہمارے جو ہے مطلب وکلاء صاحبان کو ساٹھ ساٹھ لوگوں کو جو ہے ایک ہی اس میں ڈبل ٹائپ کا واقعات ہوتے تھے، مارے جاتے تھے کیا وہ صاحبان کو ساٹھ ساٹھ لوگوں کو مجبور کر کر کھوڑ کر کہیں اسلام آباد میں شفت کیا ڈاکٹر صاحبان یہاں سے بھگانے پر مجبور برس میں مجبور نہیں ہوئے کوئی چھوڑ کر کہیں اسلام آباد میں شفت نہیں ہوئے اس وقت تو کسی نے نہیں کہا تھا ہمارے ساتھی لوگ موجود تھے اس وقت بھی یہاں پر معصوم بیگناہ لوگوں کی قتل عام جاری تھی اس وقت کیا بہتر تھا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ آج اس کی بُنْبَت 99% حالات اب امن و امان کے حوالے سے بہتری آئی ہوئی ہے۔ اگر کوئی مانے یا نہیں مانے اس میں اسی حکومت کے دوران آئی ہوئی ہیں، اس کا کریڈٹ کیوں جام صاحب کو نہیں جا رہا ہے؟ اس کی کریڈٹ کیوں اس حکومت کو نہیں جا رہی ہے؟ اور دوسری بات پیروز گاری کے حوالے سے، ساتھیوں نے دیا ہوا ہے کہ پیروز گاری یہاں پر ہے۔ پیروز گاری کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جو وزراء صاحبان ہیں، ناراض وزراء صاحبان۔ میں بھی ابھی انکو وزرا کہوں گا کیونکہ وہ ابھی تک ہمارے ساتھی ہیں ہمارے دوست ہیں، جس میں اسد اللہ بلوچ صاحب ہیں، جس میں محمد خان لہڑی صاحب ہیں، جس میں سردار کھیتر ان صاحب ہیں، جس میں دمڑ صاحب ہیں، سب

سے زیادہ روزگار نو کریاں انہیں کے مکملوں سے جاری ہوئی ہیں۔ پھر یہاں پر کس طرح کی مایوسی ہے کہ بھائی! یہاں پر جو ہیں مطلب بیروزگاری ہے، یہاں بدمنی ہے، تو خدارا! آج میں یہ کہوں گا کہ کم از کم آج کے بعد جو ہیں جس طرح اسد صاحب نے 10 مرتبہ strees کیا اس چیز پر کہ جام صاحب کو جانا جائیے۔ نہیں ہو بابا! جو ہیں process کو طے کر لیں۔ مجھے آج یقین ہے اپیکر صاحب! آج کے speeches کے حوالے سے جو ہم نے observe کیا ہوا ہے آج کے speeches پارٹی کے بہت سارے ساتھی بلکہ میں کہوں گا کہ اپوزیشن کے ہمارے بہت سارے ساتھی سونپنے پر مجبور ہوں گے کہ یہاں پر تحریک عدم اعتماد جو ہیں مخلصانہ طور پر نہیں لایا گیا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اپیکر: please, please, please no cross talks

وزیر کھیل و ثقافت: مجھے یقین ہے کہ آج کے speeches سے معلوم ہوا تھا کہ یہاں پر کینہ، عداوت، بغض اور یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں۔ jealousy یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں اس لیے ہمیں یقین ہے کہ آج کے بعد جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ آج 33 تھے یا 32 تھے۔ تو وہ بات بھی آپ کی لالا رشید کو جو ہیں آپ لوگوں نے missing قرار دیا تھا خدا کے واسطے۔ لالا رشید آپ کے سامنے کوئی missing نہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اپیکر: جی لالا بھی آیا اور اس نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیا۔ please continue کریں۔

وزیر کھیل و ثقافت: شاید پہلے سے انہوں نے محسوس کیا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں یقین ہے خصوصاً ہزارہ ڈیکھ کر بیک پارٹی جو ہے مطلب اس حکومت کے ساتھ روزِ اول سے ہم نے جو کہا تھا کہ ہم نے عدم اعتماد کا ساتھ نہیں دیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ناکام ہوگا جناب اپیکر! مجھے اپوزیشن کے دوستوں سے بھی گزارش یہی ہے کہ جہاں پر کل جو وہ BAP پارٹی کے ساتھ بلوچستان عوامی پارٹی کے ساترہنا یہ جرم سمجھتے تھے گناہ کیہرہ سمجھتے تھے آج بھی اپنا ہاتھ ایک طرف کر رہے ہیں برائے مہربانی یہ شور نہ کریں ہم لوگ اپنا مسئلہ خود حل کریں گے

انشاء اللہ و تعالیٰ—Thank you very much!

جناب اپیکر: please cross talk نہیں کریں۔ شکریہ عبداللہ لق ہزارہ صاحب۔ جی اختر لانگو صاحب۔

میرا خڑحیں لانگو: بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ شکریہ جناب اپیکر۔ جناب اپیکر! آج کے اس ایوان میں شروع ادھر سے کروں گا کہ ان حکمرانوں کو حکمرانی کا کوئی حق باقی نہیں رہتا جن کا احساس ختم ہو، جن کا ضمیر مردہ ہو، میرے خیال سے بے ضمیر اور بے احساس حکومت کو حکمرانی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جناب والا آپ نے دیکھا

کہ یہاں پر---(مداخلت)

حاجی محمد خان طور اور تمثیل: جناب اسپیکر! یہ تھوڑا قانون، قانونی طور پر جس کا حق بتا ہے وہاں تک بولنا چاہئے۔ یہ حد سے گزر جاتا ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: آپ بیٹھ جاؤ حاجی صاحب۔ ہاں ٹھیک ہے آپ بیٹھ جاؤ۔ حاجی طور! بس ہے یا! آپ نے دیسے کل پرسوں جانا ہے۔ بس ہے please تین سال سے اسی طرح کے لوگوں کی وجہ سے بلوچستان کے وسائل ضائع ہوئے تین سال سے بلوچستان میں جو خراب حکمرانی ہے وہ اس طرح کے مشوروں کی وجہ سے ہیں جناب اسپیکر۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: اختر لانگو صاحب! آپ ایک دوسرے کو point out نہ کریں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس طرح کی مشوروں نے جام صاحب کو عاجز کر کے اس حد تک لا کر پہنچا دیا کہ آج اس ہاؤس میں، وہ جو بقول نواب اسلم صاحب کے کہ جام صاحب کا قاعدہ جو ہے انہیں کے دوستوں نے پھاڑا ہے۔ انہیں کی غلط مشوروں کی وجہ سے---(مداخلت)

جناب اسپیکر: طور صاحب! اس طرح نہ کریں آپ کو موقع ملے گا بار بار نہیں کریں، مجھے مجبور نہیں کریں، بار بار آپ please نہیں کریں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہاں پر چھ دن تک دو مخصوص بچوں کی لاشیں روڈ پر پڑی ہوئی تھیں، وزیر اعلیٰ کے گھر کے سامنے پڑے ہوئے تھے اگر وزیر اعلیٰ صاحب میں تھوڑا سا بھی احساس ہوتا تو زیر اعلیٰ صاحب میں تھوڑی سی بھی انسانیت باقی ہوتی تو وہ ان مخصوص بچوں کی لاشیں کو یہاں پر سردی میں روڈ پر چھوڑ کر گوادر میں ریلی پڑیں جاتے۔ اور گوادر میں بیٹھ کر وہ جو ہیں رقص اور سرُور کی مغلیں نہیں سجا تے۔ جس ظالم یہاں پر لاشیں پڑی ہوئی تھیں روڈ پر، وزیر اعلیٰ صاحب گوادر پر میوز یکل فنکشن میں بیٹھے ہوئے تھے تالیاں بجا رہے تھے۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حکمران اس بنیاد پر میں کہہ رہا ہوں کہ جب حکمرانوں کے اندر احساس ہی فوت ہو جاتا ہے، جب حکمرانوں کے اندر وہ انسانیت ہی باقی نہیں رہتی تو اس وقت میرے خیال سے مند حکمرانی کو چھوڑ دینا ہی ان کی اعلیٰ طرفی ہوگی۔ مند حکمرانی کو خیر باد کہنا ہی میں ان کی عایشت ہوتی ہے۔ کیونکہ لاشیں، ایک جانور بھی آپ کے دروازے پر پڑا ہو تو سب سے پہلے اُس لاش کو بندہ وہاں سے ہٹا کر اپنے گھر کے سامنے سے اُس کو کہیں پر لے جا کر دفنادیتا ہے اس کے بعد وہ پھر باقی کاموں میں لگ جاتا ہے لیکن یہاں پر ہمارے احساس کا ہماری انسانیت کا امتحان تھا کہ دو مخصوص بچوں کی لاشیں کو چھوڑ کر گوادر جیپ ریلی میں شرکت کرنا۔ اور وہاں پر

موسیقی کی مخالفوں میں بیٹھنا اور وہاں پر میوزیکل فنشن کروانا یہ میرے خیال سے بلوجستان کے لوگوں کے ساتھ ایک انہائی دردناک مذاق کیا گیا، یہاں کے موجودہ حکمرانوں کے حوالے سے۔ اور جناب والا دوسرا بات بلوجستان کی روایات کو، ہم روز سنتے تھے کہ فلاں تھیں سے بندہ منگ ہوا، ہم روز سنتے تھے کہ فلاں رود سے فلاں کا پیٹ فلاں کا شوہر فلاں کا باپ انواع ہوا، یہ منگ ہوا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلوجستان کی روایات کو پامال کر کے بلوجستان اسمبلی کی خواتین ممبران کو جس طریقے سے اٹھایا گیا، اٹھانا ہی تھا، تعداد ہی کم کرنی تھی، حاجی عبدالواحد صدیقی کا ہاتھ توڑ دیا اُس کو بھی اٹھایتے، ثناء بلوچ کو اٹھاتے، ملک نصیر شاہوں کو اٹھاتے، احمد نواز کو اٹھاتے، یہ 65 کی ایوان میں جتنے مرد نظر آتے ان کو اٹھاتے، یہ تین خواتین کو اٹھانا، یہ میرے خیال سے نہ بلوجستان کی روایات میں ہیں، نہ پاکستان کی روایات میں ہیں اور جس طریقے سے منصوبہ کیا جا رہا تھا کل سے پرسوں سے، معزز ارکین کو اٹھانے کا کل رات تک جناب اپیکر! 37 بندے ہمارے ساتھ تھے۔ آج دن ایک بجے تک ہم سب اکھتے تھے۔ اُس کے بعد جس طریقے سے یہ غائب ہوئے، رات کو گتی جو ہم نے کی، وہ انتالیس، چالیس بندے تک ہمارے ساتھ تھے۔ آج صحیح جس طریقے سے، حاجی طور بالکل صحیح فرمار ہے ہیں، ان کو کدھری سے، ان کو جام صاحب کی طرف سے اور حاجی طور کو اُس تمام منصوبے کا پتہ ہے جس سے وہ آج ہاؤس میں بھی، اس میڈیا کیمروں کے سامنے، اس گلیری میں بیٹھے مہمانوں کے سامنے، اس ایوان میں جناب اپیکر! آپ کی موجودگی میں 33 بندوں نے اس قرارداد کی حمایت میں کھڑے ہوئے۔ اُس کے جب لالا آیا تو لا نے بھی حمایت کی، 34، اُس کے باوجود بھی حاجی طور کو اُس تمام منصوبے کا پتہ ہے کہ کل تک ہونا ہے۔ اُس کے باوجود بھی حاجی طور، اسی لیے حاجی طور اتنے confidence کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ کل تک یہ نہیں رہیں گے۔ حاجی طور کو پتہ ہے کہ منصوبہ سازی کہاں ہوئی ہے۔ حاجی طور کو پتہ ہے کہ کل شام کو جام صاحب کی میٹنگ کہاں ہوئی ہے۔ حاجی طور کو تمام منصوبے کا پتہ ہے۔ اس لیے حاجی طور جو ہے اس لیے حاجی طور اتنی ڈھنائی سے بول رہے تھے اس واضح اکثریت کے باوجود بھی کہ پتہ چلے گا۔ حاجی طور صاحب! ہماری جو سیاسی تاریخ ہے اور ہماری اکابرین کی جو سیاسی تاریخ ہے اس طرح کی چیزیں ہم پچھلے 70 سالوں سے دیکھ رہے ہیں پچھلے 70 سالوں سے نہ ہمارے گردن بھکر۔ نہ ہم نے سجدہ کیا، نہ ہم نے بہت ہاری، نہ ہم نے کبھی surrender کیا اور نہ آج ہم کبھی surrender کریں گے۔ آپ نے جو منصوبہ بنایا ہے میں آپ کو چیخ کرتا ہوں آپ اُس منصوبے پر عملدرآ مکر لیں۔ میں بھی آپ کو بتاؤں گا کہ پتہ چل جائے گا۔ دیکھتے ہیں کہ کون ٹوٹتا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ آپ کس کواغراء کر کے لے جاؤ گے۔ دیکھتے ہیں کہ کس کو آپ قتل کرو گے۔

دیکھتے ہیں کہ پچھلے جو تین چار دنوں سے 40 کروڑ ایک آپ نے ریلیز کیے پی ڈی ایم اے ہر نانی کے ان مظلوموں کے نام پر 50 کروڑ ایک آپ لوگوں نے ریلیز کروائے۔ دیکھتے ہیں کہ کتنوں کی ضمیریں آپ ان سے خریدیں گے۔ اور پچھلے جب سے یہ تحریک اور جب سے یہ معاملہ شروع ہوا ہے جس طریقے سے ریلیز ہو رہے ہیں دھڑکنے والا جس طریقے سے ٹھیکوں کی بندرا بانٹوں کی پیسے نکالے جا رہے ہیں۔ وہ ہمیں بھی پتہ ہے کہ آپ کس مقصد کے لئے کر رہے ہو۔ ہم بھی دیکھیں گے کہ کتنے ۔۔۔ (مداخلت)۔ بیٹھیں حاجی طور صاحب! ہم بھی دیکھیں گے کہ کتنوں کی ضمیریں آپ خریدنے میں کامیاب ہوں گے۔ اچھا آپ سب سے بھی میری ریکوئیسٹ ہے کہ جن بندوں کو انہوں نے اٹھایا ہے ان کو فی الفور یہاں پر اسمبلی میں پیش کریں اور یہ اغواء کا روایتی کا سلسلہ بند کر دیں۔ یہ بلوچستان میں یہ بیٹھے ہوئے تمام لوگ، یہ روایتی لوگ ہیں۔ یہ اسمبلی اپنی مدت بھی پوری کرے گی آپ کا اقتدار بھی جائے گا۔ ہمارے MPA-ship بھی جائیں گے۔ لیکن ہم باعزت لوگ ہیں، ہم سب قبائلی لوگ ہیں یہ عروتوں کے اغواء یہ تاریخ میں لکھا جائے گا اور اُس کا حساب لیا جائے گا۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں سیکرٹری صاحب! یہ آپ ایسا کریں یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

میرا ختر حسین لانگو: ہماری آپ سے ریکوئیسٹ ہے کہ آپ رولنگ دے دیں کہ آئی جی پولیس اور چیف سیکرٹری کو اور تمام اداروں کو آئی جی ایف سی کو بھی آپ رولنگ دے دیں کہ ان لوگوں کی بازیابی کے لئے اپنا کردار ادا کر دیں۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ۔

میرا ختر حسین لانگو: ہمارا اور آج کی اسمبلی کے اختتام تک لوگ آئیں یہاں پر۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ۔ مجھے نہیں لگتا ہے کہ کسی کو اغوا کیا گیا ہے یا اس طرح کی کوئی کہانی ہے، آئی جی پولیس کو کہیں کہ صحیح تک اکٹھے تھے اور یہ کہاں پر ہیں ان کو اسمبلی میں اگر آنا چاہتے ہیں یا میڈیا میں آنا چاہتے ہیں کس قرارداد کی favour میں آتے ہیں۔ یا مخالف میں آتے ہیں ان کو اسمبلی میں حاضر کیا جائے۔ مجھے نہیں لگتا ہے کہ کوئی اس طرح کی ہے کہ یا کسی نے اغوا کیا ہو۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! عبدالخالق بھائی نے جو اپنی تقریر میں کہا کہ آپ کریں توہال اور ہم کریں تو حرام۔ جناب والا!۔۔۔ (مداخلت) کس کے ساتھ کیا؟۔۔۔ (مداخلت) ایک بجے تک ہمارے ساتھ تھا، اغوا کا رآپ ہیں۔ آپ جام کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔ آپ جام صاحب کے ساتھ ملے ہوئے ہو، اس تمام گناہ میں آپ شریک ہیں۔ اس تمام گناہ میں آپ شریک ہیں آپ ہمارا منہ مت گھلوائیں قادر صاحب۔ باقی ہمارے

پاس بھی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی اختر لانگو صاحب۔

میرا ختر حسین لانگو: تمام چیزوں کا تمام منصوبوں کا، ہمیں بھی پتہ ہے، ہم نام نہیں لینا نہیں چاہتے ہیں۔ ہمیں مجبور نہیں کریں کہ ہم نام لے لیں آپ لوگوں کا۔

جناب اسپیکر: اختر لانگو صاحب! آپ کسی کو point out کر کے بات نہیں کریں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! پھر ان کو غاموش کر دیں کہ وہ ہماری تقریر کے نقج میں نہیں بولے ورنہ ہم زبان بھی اپنی مُہہ میں رکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! عبدالخالق بھائی فلور پر، میرے ابھی دوست ہیں میرے بھائی ہیں ہمارے اتحادی ہیں عبدالقدار بھائی فلور پر غلط بیانی کر رہے ہیں۔ ہم نے اُس وقت کہا تھا کہ آپ اور آپ کے allies آپ لوگوں نے اپنا پیئن بنایا ہے آپ اپنا ایکشن لٹر ہے ہیں اسمبلی میں ہمارے ساتھ اتحادی موجود ہیں جمعیت علمائے اسلام ہے اور ہمارے جو باقی اتحادی ہیں ہم ان کے ساتھ commitment کرچکے ہیں ہم جمعیت علمائے اسلام کے اتحادی کو سپورٹ کریں گے۔ یہ بات ہماری ہوئی ہے۔ عبدالخالق بھائی غلط بیانی کر رہے ہیں کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ آپ BAP کے اتحادی ہیں۔۔۔ (مداخلت) آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ نے فلور پر جھوٹ بولا ہے ابھی بھی آپ بیٹھ کے ڈھنڈائی سے جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، آپ چھوڑیں وہ باتیں۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ جو کرپشن تین سالوں سے ہم یہاں پر جیئن رہے تھے ان تین سالوں کی غلط حکمرانی میں ان تین سالوں کی مغل شاہی حکمرانی میں بلوچستان کے روایات جس طرح پامال کیا گیا ہے، یہ ایک مغل بادشاہ اور مغل شاہی ذہنیت رکھنے والے انسان ہی کر سکتا ہے۔ یہاں پر ایکم پی ایز کے اوپر بکتر بند گاڑیاں چڑھائی گئیں۔ یہاں پر ایکم پی ایز کو تھانوں میں بند کیا گیا اور پھر ان پر ایف آئی آر کٹوائی گئیں۔ یہاں پر روز لاشیں آج دن تک عبدالخالق بھائی تو بڑی بڑی باتیں کر رہے تھے جب بھی جن ہزارہ دوستوں کی دہشتگردی کا وہ ذکر کر رہے تھے ہم نے ان تمام کو کنڈم کیا ہے۔ ہم نے ان کے تمام میتوں کے ساتھ ان کے ساتھ بیٹھ کے اظہار بیکھنی کی ہیں۔ لیکن جناب والا! کیا کوئی ایک وزیر جو اس وقت طور اتمانی خلیل صاحب ہیں باقی ساتھی ہیں کیا کوئی ایک وزیر ان لاشوں کے پاس آیا؟ کیا کسی ایک وزیر نے ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار بیکھنی کی۔۔۔ (مداخلت شور)

جناب اسپیکر: سنیں پلیز۔ آپ جی ڈمڑ صاحب سنیں۔ پلیز آپ cross-talk نہیں کریں کسی کو

پواسٹ آؤٹ نہیں کریں آپ اپنا تقریر continue کریں۔۔۔ (مداخلت-شور) اس کو conclude کریں۔۔۔ (مداخلت) آپ کو کیا ہو گیا۔ آپ جاری رکھیں۔

میرا ختر حسین لانگو: یا خلائقیات کا بھی تقاضا ہے کہ ایک آدمی جب بول رہا ہے صحیح بول رہا ہے یا غلط بول رہا ہے بیچ میں نہیں بولا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ٹائم کا انتظار کریں، حاجی طور صاحب۔

میرا ختر حسین لانگو: تو جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نالائق حکمرانی کی وجہ سے جب ٹائم لیڈر گوادر میں جیپیں دوڑا رہا تھا، جب ٹائم لیڈر گوادر میں میوزیکل فنشن کروار ہاتھا، میں سلام پیش کرتا ہوں اس ہائی کورٹ کے نجح صاحبان کو اور چیف جسٹس صاحب کو کہ انہوں نے اپنی زمہداری کا احساس کیا۔ انہوں نے ایف آئی آر کا ٹائی کا حکم دیا۔ ایف آئی آر بھی کٹا انہوں نے تو جناب والا وہ ایک مثال ہے۔ پہلے دن یہ ایف آئی آر کرتے تو اتنی جگ ہنسائی نہیں ہوتی بلوچستان حکومت پر اتنے سوالات نہیں اٹھتے۔ بلوچستان حکومت کے تمام چیزوں کو ہمارے ساتھیوں نے آشکار کر دیا۔ بہر حال آخر میں، میں ایک دفعہ پھر وزیر اعلیٰ صاحب سے جام کمال صاحب سے ہمارے بھائی ہیں دوست ہیں میں ان سے یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آج اکثریت شو ہو گئی جام صاحب آپ نے خود بھی تاک شو میں کہا تھا کہ میرے ساتھ 26 بندے ہیں 65 کے ایوان میں 26 بندوں کا مطلب ہے کہ آپ اکثریت کھو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی اسکو ختم کریں۔

میرا ختر حسین لانگو: سرا ایک منٹ میں، میں اس میں ایک چیز ایڈ کر دوں رات کو بلکہ آج صحیح بھی جام صاحب نے کسی انتڑو یو میں کہہ رہے تھے کہ ہم بلوج پشوون ہماری روایات ہیں۔ ہم کھانوں پر دعوتوں پر ایک دوسروں کے شریک ہوتے ہیں۔ جام صاحب آج آپ نے بھی ایک دعوت کیا تھا آج آپ نے بھی لنج کا بندوبست کیا تھا۔ آپ کے لنج میں لوگ کیوں شریک نہیں ہوئے۔ آپ کے لنج میں تو صرف 18 بندے شریک تھے۔ آپ کہیں میں ان کے نام بھی پڑھ کر آپ کو سنتا ہوں۔ صرف 18 بندے آپ کے لنج میں شریک تھے باقی کوئی آیا نہیں ہے۔ مٹھا خان صاحب آپ بیٹھ جائیں میرے بھائی۔۔۔ (مداخلت-شور)

جناب اسپیکر: جی شنکر یہ لانگو صاحب۔

جناب مٹھا خان کا گڑ (صوبائی وزیر امور حیوانات و ڈبپی ڈوپلمنٹ): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ان کو complete کرنے دیں میں فلور آپ کو دے دوں گا۔

صوبائی وزیر امور حیوانات و ذریی ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! تھوڑا دو منٹ دے دیں سارا دن یہ بات

کر رہے ہیں۔ اجازت ہے؟

جناب اسپیکر: جی شکر یہ لانگو صاحب۔ جی زمرک خان صاحب۔ پلیز آپ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کراس ٹاک نہیں کریں۔ وزارت کسی کیا خطرے میں نہیں ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکنڈی (وزیر زراعت و کاؤپریوٹز): أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! میں کوشش کروں گا کہ مختصر سی بتیں to the point کروں۔

پہلے تو میں یہ کہوں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے 65 کے ایوان میں ہم سب بھائی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے علاقے سے ووٹ لے کے یہاں پر منتخب ہو کے آیا ہے۔ ہر ایک کی اپنی عزت ہے۔ کیونکہ منتخب نمائندے ہی علاقے کے مسائل کی حل کے اور اپنے ملک کی اور اپنے علاقے کی نشاندہی کر سکتے ہیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ ہم سے بیگانہ ہیں، یا جو ٹریشی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمارے اپنے ہیں۔ حکومت کے دوستوں ہوتے ہیں جب حکومتیں بنتی ہیں تو ٹریشی پیغام بنتی ہے، وہ اپنے

قائد ایوان منتخب کرتا ہے۔ اور اپوزیشن جو بنتی ہے وہ مخالف میں بیٹھتی ہے۔ اور وہ تجاویز دیتی ہے صوبے کے حوالے سے، صوبے کی ترقی کیلئے اور اچھی سی تجاویز حکومت کو دیتی ہیں۔ اور حکومت کا کام ہے کہ وہ ان کو دور کر لیں۔ اس میں میں اتنا کہہ دوں جناب اسپیکر کہ ہماری تیسری دفعہ تھوڑی سی ہمارا تجربہ ہے اس پارلیمنٹ میں

رہتے ہوئے، پانچ سال ہم نے بھی اپوزیشن میں اس بیٹھ میں گزارے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، بی این پی اور جمیعت ہماری ساتھی۔ چونکہ سیاست میں کوئی permanent باتیں نہیں ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی ہمارے

قائد ایوان جام کمال صاحب کو کہا کہ nothing is permanent in politics آج کچھ ہوتا ہے، کل کچھ ہوتا ہے۔ کل میں اپوزیشن میں بیٹھا تھا ان دونوں پارٹیوں کے ساتھ۔ آج میں ٹریشی میں بیٹھا ہوا

ہوں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ کل کو کوئی میرے ساتھ وعدہ کر کے ووٹ دیتا ہے۔ اور جب ووٹ کا وقت آتا ہے ووٹ نہیں دیتا ہے۔ کسی پر کوئی زبردستی نہیں ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی ہوتی ہے وہ غلط ہے۔ اگر یہاں پر کوئی کہتا ہے کہ یہ missing persons ہیں۔ میں اس کی مخالفت کروں گا کہ کوئی کسی

کو زبردستی نہ کرے۔ لیکن پانچ تھے پانچ سے پھر تین پر آگئے۔ لا آگیا، وہ تو کہتا ہے کہ میں تو missing ہیں تھا۔ مقصد ایک چیز کو ہم نے تھوڑا اساد یکھنا ہے اُن کے تھے تک پہنچنا ہے کہ بھائی کون لوگ ہیں، منتخب لوگ ہیں

منتخب لوگوں کے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر سکتا ہے۔ نہ میرے ساتھ کر سکتا ہے نہ شاء صاحب کے ساتھ کر سکتا ہے نہ

سردار صاحب کے ساتھ کر سکتا ہے۔ ہم نے جب بات کی ہے، کچھ الفاظ ہمارے ہوتے ہیں کیونکہ ہم پستون، بلوج یہاں پر رہتے ہوئے کچھ ہمارے اردو کے الفاظ میں تھوڑا سافرق آ جاتا ہے۔ ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں اس کو صحیح explain نہیں کر سکتے ہیں جناب اپیکر صاحب! یہ جمہوری حق ہے، قائد ایوان کے خلاف قائد ایوان کو بنا نا اور قائد ایوان پر کسی کو عدم اعتماد لانا بالکل جمہوری ہے۔ اس کو ہم غیر جمہوری نہیں کہتے ہیں۔ ہم نے غیر جمہوری الفاظ اس بنیاد پر کہا کہ اے این پی میں کوئی مداخلت کرے، ANP کو توڑنے کی کوشش کرے تو پھر ہم اس کو غیر جمہوری کہتے ہیں۔ ہم کسی گورنمنٹ کو غیر جمہوری طریقے سے ان کو رخصت کرنے کی کوشش کریں گا تو ہم ان کی مخالفت کریں گے۔ ہماری پارٹی نے روز اقول سے کی ہے۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے وزیر بن کے تو ہم enjoy کریں گے۔ ہم کل اپوزیشن میں بیٹھیں گے اگر ہم ہاریں گے ہم اپوزیشن میں بیٹھیں گے۔ ہم اس وزارت سے نہیں چھپتیں گے کہ ہم وزارت کے لئے لڑتے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے کچھ کہا کہ ہمارے ساتھ وعدے ہوئے تھے؟ وعدے وزارتوں کے ہوئے تھے تو وزارت نہیں ملی تو وہ ناراض ہو گئے تین مہینے میں، دو مہینے میں۔ میں ان چیزوں کو تھوڑا سا point-out اسلئے کرنا چاہتا ہوں جناب اپیکر صاحب! آپ کے تحفظات ہونگے، صحیح ہونگے۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ غلط ہیں آپ کے۔ میرے تحفظات ہونگے کوئی انسان مکمل نہیں ہے اس دنیا میں۔ غلطیاں انسان ہی سے ہوتی ہیں لیکن ایک گھر میں رہتے ہوئے ایک فیلی کی طرح ایک خاندان کی طرح ہمیں آپسمیں بیٹھ کے ایک دوسرے کو سنا چاہیے۔ اور اس کو حل کرنا چاہیے۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ مفاہمت کی سیاست کی ہے۔ ہم تشدد سے نفرت کرتے ہیں۔ کوئی بھی یہاں پر اگر تشدد کرتا ہے، ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم باچا خان کے پیروکار ہیں۔ ہم نے عدم تشدد پر عمل پیرا ہو کے وہی سیکھا ہے۔ ہمارے دوست جتنے بیٹھے ہیں یہ زیادہ تر اگر مفتی محمود صاحب، سردار اختر مینگل صاحب، سردار عطاء اللہ مینگل صاحب، خان شہید صاحب، ولی خان، باچا خان یہ تو ایک ہی کشتی کے سوار تھے۔ انہوں نے تو جمہوریت دی۔ انہوں نے تو اس ملک کو ووٹ کا حق دیا۔ اور اس ووٹ کی بنیاد پر ایک دوسرے کو بناتے ہیں۔ چاہے وہ بیچے سے ہو، چاہے وہ پارلیمنٹ میں ہو۔ تو پارلیمنٹ میں یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو اس طرح ذلیل کرنے کی کوشش کریں کہ ہم اپنی وہ روایات بھول جائیں۔ ہم روایات کو پامال نہیں کرنے دیں اپیکر صاحب۔ آپ آتے ہو آپ کو مبارکباد دینگے جمہوری طریقے سے، جام صاحب رہے تو جام صاحب ہمارے ہیں ہم جام صاحب کے ساتھ کھڑے ہیں ہم تو صاف کہتے ہیں کہ ہم کھڑے ہیں چاہیے وہ ہارتے ہیں چاہیے وہ جیتے ہیں۔ جیتے گا تو ایک ہی بندہ۔ ہم اپنے علاقے میں جب ایکشن لڑتے ہیں تو میرے

مقابلے میں 25 لوگ تھے۔ ہر ایک سوچ کے تحت آتا ہے کہ جی میں جیت کے اسمبلی کا ممبر رہوں گا۔ تو جیتے گا تو ایک بندہ۔ 29 تو ہار گئے۔ تو پھر یہ کیسا ہوتا ہے یہ پارلیمان میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ میں اسی طرح اسی توقعات کے ساتھ آگے میدان میں گودتا ہے۔ لیکن ہم جمہوریت کے ذریعے بالکل حق رکھتے ہیں، ووٹ کرتے ہیں، ووٹ پرجس کا حق بننا۔ جو جیت گیا ہم اس کو مبارکباد دینگے یہ ہماری روایات ہیں۔ لیکن میں یہ کہہ دوں کہ اس گورنمنٹ میں رہتے ہوئے میں آپ کو یہ کہہ دوں کہ جامِ کمال نے جو خدمت کی یہ میری رائے ہے بلکہ میں آپ کو ایک چیز بتاتا ہوں کہ یہ ایک جو on the record written letter ہوتی ہیں، وہ بتاتا ہوں۔ صرف یہاں پر تقریر میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ کون غلط ہے کون وہ ہے۔ یہ ہے یونیورسٹی آف کیمبرج:

to the Prime Minister of Pakistan
بتاباتا ہوں کہ:

Mr. Chief Minister it is our view, your government is stable only if your province, provincial government are stable and functioning for all full term.

آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ جو یونیورسٹی آف کیمبرج جو امریکہ کا ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیڑکان: یہ پڑھا ہوا ہے۔

وزیر راعت و کواؤ پریوز: میں تقریر میں سب کو بتانا چاہتا ہوں سردار صاحب! آپ کی knowledge بہت زیادہ ہے سردار صاحب مجھے ذرا کہنے دیں۔

the Government by Chief Minister Mr. Jam Kamal Khan deserves to be given of full terms.

ایک واحد چیف منسٹر ہے جس کے بارے میں دنیا نے لکھا ہے کہ اس نے کام کیا ہے۔۔۔ (مدخلت) کام بتاتا ہوں آپ کو، ثناء صاحب! آپ غلط بیانی کر رہے ہو، آپ میری تقریر میں بول رہے ہو۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: غلط لیٹر ہے، پاکستان ویژن کا ایک لڑکے نے آکسفورڈ کا پیڈ استعمال کر کے یہ لیٹر لکھا ہے۔ جناب والا! یہ ایوان بہت معزز ایوان ہے۔۔۔ (مدخلت)

وزیر راعت و کواؤ پریوز: ثناء صاحب! پھر آپ غلط بتائیں کرتے ہو ثناء صاحب! آپ نے جتنی بھی لالی ہے آپ کی ساری غلط ہیں۔ آپ دیکھیں اگر میری باتوں میں آپ غلط کر رہے ہو۔ calculation

جناب اسپیکر: چیئرمین address کریں۔

وزیر راعت و کوآپریوуз: یہ لیپ ٹاپ پر بیٹھ کر کچھ چیزیں لے کے اور یہاں لوگوں کو غلط انفارمیشن دیتے ہیں۔ ابھی یہ میری تقریر میں کیوں بول رہا ہے؟

جناب شاء اللہ بلوچ: اگر ساڑھے چھ ہزار گھنٹے ثابت کریں تین سال میں، میں استغفار دے دوں گا، ساڑھے چھ لاکھ گھنٹے کا ٹویٹ ہے وزیر اعلیٰ کا۔ میرے اعداد و شمار سے آپ ڈرتے ہیں۔

وزیر راعت و کوآپریوуз: آپ کا اعداد و شمار میں کہتا ہوں کہ یہ غلط نہیں ہے آپ غلط کیوں کہتے ہو؟ میں آؤں گا، ہم آپ کے ساتھ پہلے بھی بیٹھے تھے بھائی! ہم ابھی بھی آپ کے ساتھ بیٹھیں گے آپ کیوں ماںڈ کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: بلیز شاء بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کو بدنام نہیں کریں بلوچستان کے معاملے میں آکسفورڈ یونیورسٹی کو نہیں لائیں بلیز۔

جناب اسپیکر: شاء بلوچ صاحب thank you please شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: بلوچستان کے لوگ اتنے جاہل اور ان پڑھنے نہیں ہیں کہ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی سے رابطہ نہ کر سکیں۔ یہ لیٹر پاکستان origin کے ایک شخص نے خود لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب اسپیکر: جی please شاء بلوچ صاحب۔ جی زمرک خان صاحب! آپ continue کریں۔

وزیر راعت و کوآپریوуз: جناب شاء بلوچ صاحب آپ مجھے سن تو لیں یار۔ آپ دو گھنٹے بات کرتے ہو، ہم نے آپ کی تقریریں میں غلط ہوں بس ٹھیک ہے غلط ہے تو غلط ہے۔ آپ عجیب بات کرتے ہو۔ آپ دو گھنٹے بات کرتے ہو، ہم نے نسلی سے آپ کی تقریریں۔ آپ نے جس طرح ہماری گورنمنٹ کو بدنام کرنے کیلئے آپ نے جس طرح اذمات لگائے۔ آپ میرے ساتھ سوال و جواب کیوں کرتے ہو یا مریں اسپیکر صاحب سے مخاطب ہوں۔ اپنی تقریر میں کہہ دوں کہ یہ غلط ہے۔ آپ سے ریکویسٹ کرتے ہیں آپ دو منٹ۔

جناب اسپیکر: زمرک صاحب! آپ کیا بحث کرتے ہو، آپ بات کریں۔

وزیر راعت و کوآپریوуз: یہ جان بوجھ کر یہ دھندے کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی please آپ لوگ مداخلت نہیں کریں، آپ اس طرح نہ کریں جو ہور ہاہے۔

وزیر راعت و کوآپریوуз: جناب اسپیکر صاحب! ہم ایک بات کرتے ہیں، ہم دلیل کے ساتھ آپ کے

سامنے بات پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ غلط ہو تو اُس کو پھر آپ غلط کر لیں۔ اب آپ اس طرح ہیں کہ جیسے آپ آکسفورڈ یونیورسٹی میں یا ادھر خود ایک لیکچر ار رہ چکے ہو۔ جس طرح یا ادھر پڑھاتا ہے۔ جس طرح یہ سارے ان کے سامنے ہوتے ہیں۔ یہ عجیب بادشاہ آدمی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ پلیز to the point آجائیں۔

وزیر معلمہ زراعت و کوآپریٹوں: میں پہلے آپ کو یہ کہوں گا کہ اس گورنمنٹ میں ساری چیزیں آپ کو بتاؤں گا on the ground بھی ہوئی ہیں۔ realities کو تو آپ اُسکو deny تو نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ اس کو وہ تو نہیں کر سکتے۔ میں نہیں کہوں گا صرف اے این پی کے لئے کام ہوا ہے، جس طرح اصغر خان نے کہا ہے ٹھیک کہا ہے کہ ہمارے ساتھ جو commitment ہوئی ہے وہ پوری ہوئی ہیں۔ لیکن as a whole بلوچستان میں تعلیم کے لئے اس نے کہا میں آپ کو کہہ دوں کہ یہاں پر بی آرسی ہر جگہ بن رہی ہیں یہاں پر گرلز کالج ہر جگہ پر بن رہی ہیں۔ یہاں پر آپ کے میڈیکل کالج بن رہے ہیں، یہاں پر پولی ٹینکنیک کالج بن رہے ہیں۔ یہاں پر ہسپتال بن رہے ہیں۔ آپ کو ساری تفصیل دے دوں۔ آپ لوگ اس طرح ہو کہ ہم آپ کو گورنمنٹ کی کارکردگی بتاتے ہیں، آپ کو بُری لگ رہی ہے تو پھر کہہ دو کہ ہم تقریر ہی نہ کریں۔

جناب اسپیکر: جی آپ continue کریں۔ آپ سن لیں جو بھی ہے جس طرح شاء صاحب نے بات کی۔ وہ سن رہے تھے۔ جی آپ continue کریں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ تقریر کریں گے تو پھر ہمیں بھی حق ہے کہ ہم ان کی تقریر پر بولیں گے۔ ہم اتنے کمزور نہیں ہیں کہ ہمیں کوئی disturb کر لیا اور ہم کسی کو نہ کر سکیں۔ یہ تو غلط ہے۔ ہم نے پہلے روایات کی بات کی۔ ہم یہاں پیار و محبت سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ یار جان بلوج کو آپ جانتے ہو؟

جناب اسپیکر: اصغر خان! آپ سب کے محترم ہیں پلیز آپ۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: ان سے پوچھتا ہوں۔ یہ جو Academic and Research of Pakistan origin in Oxford. دیکھیں! یہ کچھ چیزیں آپ اگر اس ڈیل میں جائیں گے تو آپ کو یہ سب کچھ سامنے آجائے گا۔ جناب اسپیکر صاحب لوگوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے تقریریں کی ہیں۔ ہم خاموش رہے ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ ہمارے متعلق بھی بات ہوئی جناب اسپیکر صاحب۔ ہم ایک رہنمی میں جا رہے تھے اپنی تقریر کر رہے تھے۔ ان کو پتہ ہے کہ درمیان میں بات کر کے تو شاید ان کی باقیں جو وہ کر رہے ہیں وہ بھول جائیں۔

گے اور ان کو ڈسٹریکٹ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ countinue کریں

وزیر زراعت و کاؤنٹریوز: ہم آپ کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں اپوزیشن کو کہ شاید ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں آپ ہمارے ساتھ ہوں کل کو کیا پڑتا ہے میں نے اس کرنی پر بیٹھ کے یہ نصر اللہ زیرے صاحب بیٹھا ہوا ہے اگر ان کو یاد ہو میں نے کہا نصر اللہ صاحب یہاں پر زیارت وال صاحب بیٹھا ہوا تھا میں نے کہا اس گورنمنٹ کا کچھ پتہ نہیں ہے قدوس صاحب آپ ان کے بھی گواہ ہیں کہ میں نے کہا کل کا کیا پڑتا ہے ہم ادھر بیٹھیں ہوں گے آپ ادھر بیٹھیں ہوں گے ابھی کل کا کیا پڑتا ہے کہ ہم کدھر بیٹھے ہوں گے یہ اللہ کے کام ہیں ہم کوشش کر سکتے ہیں لیکن کام اوپر والے کرتے ہیں ہم ہمیشہ کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اپنے اخلاص کے ساتھ اپنی نیت کے ساتھ اور اپنی ایمانداری کے ساتھ ہم اپنا کام کرتے ہیں امن و امان کے حوالے سے لاشیں چالیس چالیس لاشیں یہاں پر پڑی ہوئی تھیں میں دن ایک ایک مہینہ یہاں پر دھرنے دیتے گئے میں ایک سوال پوچھتا ہوں ہماری اپنی گورنمنٹ میں 2008 سے لیکر 2013 تک عوامی نیشنل پارٹی کی گورنمنٹ خیبر پختونخوا میں یہاں بلوچستان میں 960 شہداء ہم نے دیئے، ہمیں لاشیں کا کوئی بتانے والا یہ بتا دے کہ کس نے زیادہ لاشیں یہاں پر دی ہیں؟۔

ہم نے باہڑہ کے میدان میں چھ سو لوگوں کی لاشیں دیں۔ اور بعد میں اُس بندوں پر جو گولیاں لگی ہوئیں تھیں اس کا کہتا ہے کہ اس کا معاوضہ بھی دے دو۔ گورنمنٹ کا اس وقت کہا کہ ہم نے جو گولیاں چلائی ہیں یا آپ کی جانوں پر گئی ہیں اس کی ہم گولیوں کی قیمت بھی وصول کریں گے۔ ہمارے قصہ خوانی میں سینکڑوں لوگ شہید ہوئے کوئی ہمیں بتا رہا ہے کہ لاشیں۔ لاشیں تو ہم نے دی ہیں اصغر کا والد ہماری گورنمنٹ میں شہید ہوا ہے میاں انتخار کا بیٹا ان کی اپنی گورنمنٹ میں شہید ہوا ہے۔ بشیر بلوخ وزیر تھا ان کو ٹارگٹ کر کے، کس نے کیا پوچھتا ہوں کس نے کیا؟۔ اس ملک کے تو نہن پچاس قسم کے دشمن ہیں مختلف ایسا یا پر آپ ایک strategic حیثیت رکھتے ہو یہ بلوچستان آپ کوئی آرام کرنے سے یہ گورنمنٹ نہیں کرنے دیں گے ابھی آپ تو ازن کر لیں آپ ایک ترازو اٹھا لیں دوسری گورنمنٹوں کا اس گورنمنٹ کا تھوڑا موزانہ کر لیں کہ کس میں زیادہ لاشیں گری ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں ہم نے ہمیشہ اس پر سینکڑ لیا ہے کیونکہ ہم اٹھائیا ہے یہ لاشیں اس کے بھائی کی لاش ہم نے اٹھائی ہے اس کے کزن کی لاش ہم نے اٹھائی ہے کچلاک میں اس کے بھائی کی لاش اٹھائی ہے اس کے کزن کی لاش اٹھائی ہے اسی گورنمنٹ میں اٹھائی ہے۔ تو یہ تو نہیں ہے کہ جی آپ لوگ یہ کر رہے ہو، تماشے کر رہے ہو۔ میں خود منظر تھا۔ جب اصغر خان کے والد کو شہید کیا گیا کس نے کیا یہ تو ہوتا رہتا ہے گورنمنٹ کو unstable بنانے کے لئے گورنمنٹ کو

کمزور کرنے کے لئے آپ کو لاشیں بھی ملیں گی آپ کو تشدید دہ لاشیں آپ کو جیلوں میں ڈالا جائے گا اس کا مقصد نہیں ہے کہ گورنمنٹ ناکام ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ نے کتنا کنش روک کیا ہے کہاں تک گئی ہے۔ جام صاحب نے یہاں پر بلا تفریق ٹھیک ہے کام کیا ہے کسی کے ساتھ ناجائز ہوا ہو گا یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ نہیں ہوا ہے۔ جناب اپنے صاحب اس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ میں جیت کی طرف جاؤں گا۔ اور میں ہار کی طرف نہیں جاؤں گا۔ ہر انسان یہ کہتا ہے کہ میں جیت جاؤں گا لیکن انسان کا حوصلہ بلند ہونا چاہئے اور انسان کو ایک سسٹم کے تحت چلنا چاہئے۔ ہم آئین رکھتے ہیں۔ ہم پالیسیز رکھتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ اس کی پاسداری کی ہے۔ لیکن ہم غیر آئینی، غیر جمہوری طریقے سے جو بھی یہاں پر کارروائی کریں گے ہم اُس کی مخالفت کریں گے۔ ہم کبھی بھی اس کی حمایت نہیں کریں گے۔ میں ایگر لیکچر کا آپ کو بتا دوں۔ کیا حالات تھیں اس ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ کی پچھلے دور میں کتنے فیڈرل سے کتنے اس پر انوش سے آئے۔ ہر صوبے میں بلا تفریق کام ہوا ہے اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ میرے بھائی کو دے دو میرے کزن کو دے دو۔ اور میرے حوالے کر لو چیزیں تو اس پر ہم نے ان کی مخالفت کی ہے۔ اس پر اگر کوئی ناراض ہوتا ہے تو اس طرح وزیر اعلیٰ سے بھی ناراض ہوئے ہوں گے۔ لیکن حقیقت کو چھپانا نہیں چاہیے۔ حقیقت کو سامنے لانا چاہیے کہ تین سال میں ایک چیز جو ہے ایک کام ہوا ہے۔ کچھ دوست جس طرح اصغر خان نے کہا کہ تین مہینے تک تعریف ہوتی تھی۔ اور تین مہینے کے بعد کمٹنٹ پوری انہیں ہوئی ہے۔ غیر جمہوری طریقہ ہوا ہے۔ کیسے ہوا ہے ایف آئی آر تو ہمارے خلاف بھی کہتے ہیں لاشیں گری ہیں، ہمارے خلاف، ابھی وہ دوست بن گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ٹھیک ہے جمہوریت ہے بیٹھ جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہمیں اس پر کوئی وہ نہیں ہے لیکن ہم میں تھوڑا سا اپنے حدود میں رہ کے ایک دوسرے کی عزت کے ساتھ جو ہے وہ اپنی سیاست کرنی چاہیے۔ ہماری گورنمنٹ کی میں نے بات کی کہ دوسرے کے ساتھ جو ہے تو نواب اکبر گنڈی صاحب جب شہید ہوئے، ٹھیک ہے وہ بھی اسی گورنمنٹ میں کون لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کس کی گورنمنٹ تھی؟ اور اُسی وقت جو امن و امان خراب ہوئی ہے اور آج تک جو جل رہا ہے بلوچستان وہ ہم دیکھ رہے ہیں یہ جام صاحب کی ذمہ داری تو نہیں ہے یہ تو آپ لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم سب مل کے اس بلوچستان سے ڈشٹکر دی کو، اس بلوچستان کو ایک پر امن صوبہ بنانے کے لئے ہم کوشش کریں ساتھ مل کے۔ لیکن یہ شرائط خواہشات اور اس پر اگر سیاست چل گئی تو پھر سیاست جو ہے وہ مت جاتی ہے پھر ہمارے بلوچستان کے متعلق آج بھی جوبات ہو رہی ہے مرکز میں، دنیا میں، کہ جی یہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے یہ بلوچستان میں کس چیز پر ناراضگی ہے؟ یہ بلوچستان میں حکومت گرانے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ یہ سوال تو اٹھتا

ہے۔ یہ میں کہتا ہوں کہ یہ غیر جمہوری عمل ہے میرے دوست نے کہا جمہوری عمل ہے لیکن یہ سوال تو لوگ اٹھاتے ہیں کہ ایک منتخب گورنمنٹ کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں جب لوگ تو کس بنیاد پر کرتے ہیں؟ اس بنیاد پر کہ جی میرا فلاں نہیں ہوا ہے۔ میرا XENI گاہ ہے میرا فلاں چیز نہیں لگی ہے میرے فلاں کی پوسٹنگ نہیں ہوئی ہے میرے فلاں چیز کی یہ نہیں ہوئی ہے میرا یہ نہیں ہوا ہے ان چیزوں پر تو گورنمنٹ جو ہے یہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس کو تو بہت بڑی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ جناب اسپیکر صاحب آپ پس رہے ہو؟۔ ہم اور آپ تو جانتے ہیں ایک دوسرے کو جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: please contunie

وزیر زراعت و کوآپ پریثوز: میں صرف آپ کو آخر میں اتنا کہتا ہوں کہ ہمارے دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں ہم انکی عزت کرتے ہیں لیکن آپ ہمارے دل میں بہت احترام رکھتے ہو۔

جناب اسپیکر: Thank you

وزیر زراعت و کوآپ پریثوز: ایک دوسرے پر تقدیم کرتے رہیں گے لیکن ایک دائرے میں رہ کر ایک پیار اور محبت سے۔ پروانہ نہیں ہے تین دن کے بعد ایکشن ہوتا ہے اگر ہم جیت گئے تو ہمیں مبارک ہوا کہ آپ لوگ جیت گئے ہو تو اسد صاحب کو مبارکباد دے دیں گے اگر نہیں ہوا تو پھر آپ لوگ یہ اذامات مت لگائیں کہ پانچ سے تین پر آ گئے تین سے دو پر آ گئے چار سے پانچ پر گئے یہ غلط اذامات غلط طریقے سے، ہم ایک دوسرے کو دبانے کی کوشش نہ کریں ہر ایک اپنا ذہن اور دماغ رکھنے والا ہے یہاں پر جو ممبر زر آئے ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب وہ بہت سمجھدار ہیں۔ ایک پاس کے تحت ہو کر یہاں پر پہنچتے ہیں ممبر زر پروانشل اسمبلی یا ممبر زر قومی اسمبلی یا جو سینٹرل زیماں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے بھائی، یہ ایسے نہیں بنے ہوئے ہیں۔ یہ کسی کے قبضے میں ایسے نہیں ہوتے ہیں۔ ہم ہر چیز سے بالاتر ہو کے اپنے مفاد اور اس صوبے کی مفاد میں فیصلہ کریں گے۔ ہم اس جمہوریت کی بات کریں گے۔ ہم آئین کی بات کریں گے اور آئین کی پامالی اور جمہوری، غیر جمہوری قوتوں کی جو ہے ہم راستہ روکیں گے۔ ہر طریقے سے جو ہو۔ ہاں تقدیم کریں براۓ تعمیر کریں۔ تقدیم ایسی نہ کریں کہ جس سے تشدید بڑھ جائے جس سے نفرتیں بڑھ جائیں جس سے ایک دوسرے سے ہم دُوری کر لیں۔ یہ میں نے کہا ابھی ڈیڑھ سال کے بعد جو گورنمنٹ بنے گی ڈیڑھ سال کے بعد لانگو صاحب ایکشن جب آئے گا کیا پتہ ہے کون آئیں گے کدھر کون بیٹھے گا کوئی کہاں پر بیٹھے گا شاید ہم لوگ ویسے ہی ہم اور آپ ایسے ہی اکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی زمرک خان to the point بات کریں جی زمرک خان

جناب اسپیکر: Thank you

وزیر راعت و کوآ پریٹوز: لیکن میں کہتا ہوں کہ جام کمال صاحب نے اس صوبے کی خدمت کی ہے، جام کمال صاحب نے بلا تفریق کی ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے دوست اگر ناراض ہیں ہمارے بھائی ہیں، BAP پارٹی والے خاص کر، پھر بھی آپ لوگ آپس میں بیٹھ جائیں، ہم ایک درمیانے لوگ جو ہوتے ہیں وہ جرگہ والا تم ان کے درمیان بھی بیٹھ جائیں گے۔ اس مسئلے کو بات چیت اور ایک اچھے طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ نہیں تو ووٹ تو ہے، ووٹ تو ہونا چاہیے، ووٹ نہیں کہ میں نہیں کہتا۔ لیکن ایک چیز ہے کہ ہم اس طریقے سے کریں کہ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اپسیکر صاحب! آپ ہمارے بھائی ہو عمر میں چھوٹے ہو تو چھوٹا بھائی کہہ سکتے ہیں، ہمارے دوست بھی ہیں، جام صاحب ہمارے قائد ایوان ہیں، وزیر اعلیٰ ہیں، اُس کی اس لیے کرتے ہیں اپوزیشن لیڈر ملک سکندر صاحب کی ہم عزت کریں گے، سب کی کریں گے۔ آپ لوگوں کی بڑی مہربانی کہ پانچ منٹ آپ نے ہمیں آرام سے سُنا، بڑا شکر یہ جناب والا۔

جناب اپسیکر: جی you thank you زمرک خان صاحب آپ نے بہت اچھی باتیں کیں، جی نصر اللہ زیرے صاحب۔ آپ پارلیمانی لیڈر ہیں پارلیمانی لیڈر کو تو بولنے دو۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اپسیکر۔ میں اپنی تقریر کا آغاز ہمارے ملک کے ایک بہت ہی انقلابی شاعر حبیب جالب کے اس شعر سے کروں گا۔ میرے دوست بُر انہیں مانیں گے کہ:

۔ ضمیر پیچ کر مند خریدنے والو! ضمیر پیچ کر مند خریدنے والو!

نگاہِ اہلِ وفا میں بہت حقیر ہو تم!

وطن کا پاس تھا تمھیں نہ ہو سکے گا کبھی

کہا پنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم۔

جناب اپسیکر! آج کا دن ملک کے اور بالخصوص سارے صوبے کی تاریخ میں ایک اہم دن شمار کیا جائے گا۔ اس لیے جناب اپسیکر! کہ یہ ملک ایک آئین کے تحت چل رہا ہے، اور ہم جیسے لوگوں نے، ہمارے قائدین نے اس ملک کو آئین کے تحت چلانے کے لیے، پارلیمنٹ کی بادلتی کے لیے اور حقیقی جمہوریت کے لیے اتنی طویل قربانیاں دی ہیں کہ شائد ان سے ہزاروں کتاب میں بھر جائیں۔ آج جو process ہوا، مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ قائد ایوان جو اس وقت ان کے خلاف 34 لوگ کھڑے ہو گئے، آئینی طور پر، اخلاقی طور پر وہ اب قائد ایوان نہیں رہے۔ لیکن اُس سے پہلے انہوں نے ان کے حکم پر جن MPAAs صاحبان کواغواء کیا گیا اور اُس میں تین خواتین بھی شامل ہیں، کیا یہ زیب دیتا ہے ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی سمجھتا ہے۔ مجھے

افسوں سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے لوگوں کے خمیر خریدنے کے لیے پیسیوں کا استعمال کیا۔ اور اب انہیں انداز کرنے کی آپ نے کوشش کی۔ آپ نے اُسے روکا اس ایوان سے۔ آپ نے اُسے اس ایوان میں نہیں چھوڑا، لیکن دیکھیں قدرت کو کچھ اور منظور تھا، آپ کا خیال تھا کہ یہاں اُن کی calculation کم ہو گی لیکن قدرت نے ایک بار پھر شمندگی آپ کے نصیب میں آئی کہ ہم 34 ہو گئے۔ اور آئینی طور پر اس ایوان کے ممبران کے 33 ممبران کے حق میں آپ اُس وقت قائد ایوان منتخب ہوئے تھے۔ آج 34 نے کہا کہ آپ قائد ایوان نہیں ہیں، لہذا آپ کو اخلاقی طور پر ابھی اٹھ کر اس ایوان میں اپنا استعفی دینا چاہئے۔ اور تاکہ آگے کے لیے یہ ایوان جا کر کے اپنے نئے قائد ایوان کا انتخاب کرے۔ جناب اسپیکر! آپ دیکھ لیں ان تین سالوں میں ہوا کیا۔ انہوں نے بڑی تعریفیں کیں، education میں کیا ہوا، آج دس ہزار ٹھیکر missings ہیں جناب اسپیکر۔ تین ہزار اسکول سے زائد shelterless آپ کے موجود ہیں، 43% آپ کے بچے جو غذائی قلت کا شکار ہیں، کرونا کی حالت آپ نے دیکھی کہ اربوں روپے کی کرپشن ہوئی، ٹڈی ڈل میں کرپشن ہوئی، ابھی زنر لے میں ہوئی، جناب اسپیکر! انہوں نے کہا کہ ہم نے اتنے قلیلی ادارے بنائے۔ آپ نے اپنی خدا اور آنا کی خاطر اور الائی میڈیکل کالج کا پرنسپل کو آپ نے تبدیل کیا۔ چونکہ شاندار ان کی فیملی کا ممبر آپ کے ساتھ، آپ کے گروپ میں نہیں تھا۔ وہ چلا رہا تھا vice principal میڈیکل کالج کا، آپ نے خدا اور آنا کی بنیاد پر اسے تبدیل کیا، آج اور الائی میڈیکل کالج تباہی کے دھانے پر جا رہا ہے، خضدار میڈیکل کالج کی حالت آپ کو بتائیں گے یوں عزیز زہری صاحب۔ آپ نے بولان میڈیکل یونیورسٹی کو ختم کر کے اُسے کالج میں تبدیل کیا، کبھی آپ نے سُنا ہے کہ کسی یونیورسٹی کا درجہ ختم ہو، وہ کالج میں تبدیل ہو۔ میرے دوست نے کہا ہم نے BRC بنائی، بتاؤ کون سی آپ نے بنائی ہے، ایک کا نام آپ بتاؤ؟ یہ تمام BRC پچھلی دور حکومت میں بنی ہیں، ثروت BRC، لورالائی، پشین میں کیڈٹ کالج، باقی نصیر آباد کیا یہ سب اُس دور میں بنے تھے، آپ کے دور میں تو کچھ نہیں ہوا۔ یہ جو ایک پلچر یونیورسٹی اس کی عالیشان بلڈنگ یہاں موجود ہے۔ یہ جوزعی یونیورسٹی کی شاندار بلڈنگ اس کوئی شہر میں موجود ہے، اس عالی شان بلڈنگ کو ہمارے دور میں بنایا گیا تھا، اس کا کریڈٹ آپ نہ لیں۔ اور ہم نے ابھی اُس کے لیے Act بھی پاس کروا یا اور آپ و اُس چانسلر نہیں لگا رہے ہو۔ تاکہ اپنے منظور نظر بندے کو آپ، ایک نکلے کو، ایک غیر اسکو جو قابل نہ ہو اُس کو آپ و اُس چانسلر لگا دیں۔ جناب اسپیکر! حالت یہ ہے، لاشوں کی بات کی گئی۔ ابھی ہوشاب کا واقعہ ہوا، اُس سے پہلے ایک بچے کو لایا گیا، چھ دن تک وہ سردی میں رہے۔ اُس سے پہلے مانگی ڈیم میں لیوینز **بلکاروں** کی شہادت کا المناک واقعہ ہوا۔ 12 دن تک لاشیں پڑی رہیں۔ کیا اتنی بے

حس حکومت ہے، اس حکومت کو رہنے کا حق ہے مزید؟۔ اس وزیر اعلیٰ کو حق ہے کہ وہ رہے جس کے خلاف اپنی پارٹی کے لوگ کھڑے ہیں اور آج انہوں نے ثابت کر کے دکھایا 34 لوگوں نے، اگر وہ چار غائب نہ ہوتے، یہ غائب نہ کرتے، یہ پھرپانہ لیتے، کسی safe house میں نہ رکھتے، تو آج 38 کے 38 لوگ وہ اٹھ جاتے۔ تو اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے، جمہوریت تو یہی ہے کہ ہم نے کوئی ڈنڈ انہیں اٹھایا ہوا ہے، ہم نے اس آئین کے تحت ہم نے کہا ہے کہ اس غیر جمہوری حکومت کو ختم ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر! ہم نے مطالبہ کیا کہ شہید عثمان خان کا کڑ کی شہادت کے المناک واقعہ کا سپریم کورٹ سے جسٹس فائز عیسیٰ سے اُن کی تحقیقات کی جائے، یہ خاموش رہے۔ ہم نے کہا مانگی ڈیم کا جوڈیشل کیشن بنایا جائے۔ یہ خاموش رہے۔ ہم نے کہا کہ باقی واقعات ہو رہے ہیں، دن دیہاڑے جناب اسپیکر آپ نے بھی دیکھے ہوں گے جو سلیخ گروپ انہوں نے چھوڑے ہیں جن کو free hand دیا ہوا ہے، جا کر قلعہ عبداللہ میں دیکھیں میرے چون کا MPA صاحب بیٹھا ہوا ہے، جا کر چون میں دیکھیں سینکڑوں منشیات کے اڈے ہیں، روزانہ کی بنیاد پر وہاں جتنی ڈکیتیاں ہوتی ہیں یہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ آپ کیا writ of the Government کہاں ہے؟۔ آپ کا DC آپ کے اختیار میں؟ آپ کے DC کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے، آپ کے DPO کے پاس کوئی اختیار نہیں، اختیار کسی اور کے پاس ہے اور آپ بھی سربہ بجود ہوتے ہیں دن رات وہاں حاضری دیتے ہو۔ جناب اسپیکر! امن و امان کی جو صورتحال ہے، ابھی ہر نائی میں زلزلہ ہوا آپ نے بھیتیت قائد ایوان کیا کیا اُس کے لئے ہر نائی کے لئے؟۔ وہ تو خود اُس کے MPA گئے وہاں منت اور زاری کی آپ نے وفاقی حکومت سے کیا کہا کہ ہر نائی میں لوگ آج بھی ٹینٹ کے لئے، صرف ٹینٹ کیلئے وہ کر رہے ہیں کہ میں صرف ٹینٹ دے دو باقی چیزیں مت دو۔ اُنکے مکانات گر گئے ہیں ان میں دراڑیں آگئی ہیں آپ نے اُس کے لیے کچھ نہیں کیا۔ آپ نے جناب اسپیکر! وفاق کے ساتھ جو معاملات ہمارے ہونے تھے NFC award کا، باقی ریکوڈ کا، سینڈک project کا اور CPEC کا حال تو یہ ہے، میں کل سیکرٹریٹ میں کسی officer سے پوچھ رہا تھا کہ CPEC کا کیا بنا؟ اُس نے مجھے کہا کہ اب اسی CPEC نے کہا جائے اسے Seal Pack کہا جائے۔ ایک ذمہ دار officer نے کہا کہ اس کو seal pack کہا جائے مکران، گواڑ سے جو CPEC کا آناز ہوتا ہے ایک بھی مکران کا MPA آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ اور جو مغربی route بنتا تھا جو subcorridors بننے تھے، جو fiber optics economic zone بنتا تھا اُن میں سے کچھ ہوا آپ کی دور حکومت میں؟۔ آپ نے اٹھایا، حالانکہ وہ سب کچھ ابھی وہ کہہ رہے ہیں نہیں NFC Award کو roll back کیا جائے جو constitution کا

172 میں لکھا ہوا ہے کہ آپ NFC award میں صوبوں کا حصہ کم نہیں کر سکتے ہو، آپ اٹھارویں ترمیم آپ کے ذریعے roll back کیا جا رہا ہے جو ہمارے صوبے کو کچھ مل رہا ہے وہ بھی پھر نہیں ملے گا۔ جناب اسپیکر! اب اس حالت میں پھر بھی کہا جا رہا ہے ”کہ مجھے رہنے دیا جائے“۔ اور کہہ رہے ہیں ”کہ مجھے کیوں نکالا؟ یا پھر مجھے کیوں نکالا جا رہا ہے؟“

جناب اسپیکر: جی اس طرح کی باتیں نہیں کریں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! بھی اس اخلاقیات کا کیا تقاضا ہے؟ اس قواعد و انضباط کا میں لکھا ہے۔ اس آئین میں لکھا ہے کہ جو شخص وزیر اعلیٰ ہو یا وزیر اعظم ہو وہ اعتماد کھو دیتا ہے، تو وہ فوری طور پر اپنا منصب چھوڑ دیتا ہے۔ اور ایک ماہ سے انہوں نے اعتماد کھو یا ہوا ہے۔ ان کے تمام فیصلے ایک ماہ میں as a Chief Minister انہوں نے جو بھی فیصلے کئے ہیں وہ سب غیر قانونی، غیر آئینی ہیں۔ جتنے بھی releases دن رات کو ہوئے ہیں اور دن رات جو یہاں پر اشتہارات جاری ہو رہے ہیں، جو کمیشن کھایا جا رہا ہے پچیس، پچیس پر سو سو۔ وہ اتنی جلدی میں ہو رہا ہے کہ آپ اندازہ نہیں لگ سکتے ہیں۔ آپ جب اخبار دیکھتے ہو تو پتہ نہیں کتنے اشتہارات ہوتے ہیں اس روڈ کا اشتہار اس روڈ کا اشتہار اور یہ کمیشن لیکر اپنی جیبوں میں ڈال رہا ہے۔ اس کمیشن کا حساب ہو گا۔ کہاں ہے NAB؟ کہاں ہیں anticorruption کے ادارے؟ مجھے بتایا جائے کہ جب ایک وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئی ہے اُس کے خلاف House کے کم و بیش 40 سے زائد لوگ اُن کے خلاف ہیں۔ آج ثابت ہو گیا، پھر بھی وہ وزیر اعلیٰ کے منصب سے جڑا ہوا ہے۔ وہ کہا جاتا ہے کہ گرسی ہے، جنازہ تو نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! لہذا میں کہتا ہوں جو صورتحال باقی ملک کی ہے، یہاں صوبے میں امن و امان کی، مہنگائی کی صورتحال، بیروزگاری کی صورتحال، وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ لہذا آج اس ایوان کا مطالبہ ہے جس طرح اکثریت نے قرارداد کے حق میں کھڑے ہو کر کہا کہ وزیر اعلیٰ کو استعفی دینا چاہیے۔ تو یقیناً مجھے امید ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی تقریر میں اپنے استعفی کا اعلان کریں گے۔ اور جا کر کے اس منصب کو چھوڑیں گے۔ اور یہ ہاؤس اگلے وزیر اعلیٰ کا انتخاب کریں گے۔ Thank you جناب اسپیکر۔

میر جام کمال غان عالیانی (قاںدا یوان): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: last میں نہیں last میں سب کریں گے پھر آپ اُس میں۔

جناب اسپیکر: میں نے کچھ وضاحت کرنی ہے۔

قاںدا یوان: last میں ہے آپ کا last speech۔ last میں سب کو سنیں پھر جواب

دیں۔۔۔ (مداخلت)

قائد ایوان: جناب اسپیکر! میں نے زیادہ وقت نہیں لینا۔

جناب اسپیکر: last میں ایک ساتھ کر لیں۔ قائد ایوان last میں بات کریں گے۔ میرے خیال سب کو سُنیں۔ زا بدل کی تو سُنیں sir۔

قائد ایوان: میں۔ جی اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: نہیں میرے خیال میں قائد ایوان کا last last میں ہوتا ہے۔

قائد ایوان: جی آپ میری صرف بات سُن لیں، باقی پھر آپ بات کر لیں۔ میں ایک بڑا مختصر انداز میں ان ساری چیزوں کا تھوڑا جواب بھی دے دوں گا اور آپ تسلی رکھیں کہ میں یہاں سے جاؤں گا نہیں آپ کی پوری بات سُن کے جاؤں گا۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: دیسے last speech میں ہوتی ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔

قائد ایوان: آپ مجھے، کیونکہ different ہے تھوڑا سا۔

جناب اسپیکر: پھر بھی آپ کا last last ہوتا ہے۔ آپ ابھی قائد ایوان ہیں ابھی تک۔۔۔ (مداخلت) ابھی تک تو قائد ایوان ہیں۔

قائد ایوان: تو یہ تم کر لیں پھر؟

جناب اسپیکر: ہاں میرے خیال میں۔

قائد ایوان: چلیں ٹھیک۔

جناب اسپیکر: ابھی مختصر please زا بدل علی ریکی صاحب۔۔۔ (مداخلت)۔ وہاں پر زیادہ بندے ہیں آپ لوگ کم ہیں۔ کر رہے ہیں کریں گے۔ دے دوں گا آپ کو بھی۔ جی زا بدل علی ریکی صاحب۔

میر زا بدل علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اللہ کا جتنا شکر ادا کریں ادا نہیں ہو رہا ہے۔ میں نہیں واشک کے مظلوم عوام کی دعاوں کی بدولت آج اسی دن کے انتظار میں تھا کہ یہ عدم اعتماد کا دن کب آئے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ رب العالمین نے آج یہ دن لایا جام صاحب کے خلاف۔ جام صاحب! آپ نے پورا بلوچستان بشمول ڈسٹرکٹ واشک، جام صاحب میں آپ اور آپ کے ایمان کو بھی جانتا ہوں کہ آپ نے واشک کے لئے کیا کیا ہے ان تین سالوں میں۔ حمد اجاتا ہے اللہ جاتا ہے جام صاحب! کہ مظلوم واشک کے عوام اکثر ما میں، بہنیں، مسجدوں میں، گھروں میں روزہ رکھے ہوئے ہیں دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس وزیر اعلیٰ سے نجات

دلائے۔ جام صاحب! آپ آگئے واشک میں نے آپ کو welcome بھی کہا۔ میں نے آپ کو اپنی جگہ بجائے اللہ کے گھر وہاں پر مدرسہ میں لے گیا جام صاحب! اُس مظلوم وہ لوگوں کی باتیں بھی آپ نے سُنی۔ سب نے اپنی آواز آپ کے اوپر تیرا کے کہ جام صاحب! کہ ہماری یہ صورتحال ہے اس ڈسٹرکٹ میں۔ تو اُس کے باوجود کچھ بھی جام صاحب! آپ نے نہیں کیا۔ آپ نے سوائے، جو بندے کو اللہ تعالیٰ نے گرایا ہے elected ہے، آپ نے اُسکو اس PSDP میں 65 کروڑ کے دور و ڈر آپ نے دیئے ہیں کہ آپ اُس کو لے لیں آپ corruption کر دیں۔ پچھلے سال آپ نے اُس کو 45 کروڑ کا ایک روڈ آپ نے اُس کو دے دیا۔ آج جام صاحب کہاں پر ہیں؟ واشک کے عوام کے ایک خالی ایک دور و ڈر جو وہ ٹھیک کردیا ہے اپ کا اپنا بھائی اٹھائے؟ آپ نے education کے حوالے سے آپ نے کیا کیا نہیں کیا ہے؟ ایک DHQ Hospital ہے جام صاحب! آپ نے خود اسکا visit بھی کیا، وہ بھی ابھی تک 11 سال ہو گئے ہیں ابھی تک نامکمل ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! 18 جون کو جب یہ مسئلہ ہوا، بکتر بندگاڑیاں چلیں۔ تو یہ رب العالمین ہے، ہم سب گئے جیل میں بیٹھ گئے FIR ہمارے اوپر ہو گیا۔ مگر اُسی دن اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ، آہستہ آہستہ کر کے آج یہ مقام ہمیں یہاں تک پہنچا دیا۔ یہ تین مہینے ہیں جام صاحب۔ تین مہینے ہیں، ہر جگہ میں ہر مظلوم کی یہی آواز تھی، ہم MPA تھے جناب اسپیکر صاحب! جام صاحب! ہم selected نہیں تھے ہمیں عوام نے vote دے کر یہاں پر بھیجا ہے۔ ہم ٹپہ والے نہیں ہیں کہ ہمیں ٹپہ مار کے یہاں پر بھیجیں۔ ہم کو عوام نے ہماری مخلصی، ایمانداری کے حوالے سے ہمیں یہاں پر vote دے کر بھیجا ہے۔ مگر جام صاحب! آپ نے بکتر بندگاڑیاں ہمارے MPA کے خلاف چلا کیں۔ اور تاریخ میں کبھی کسی وزیر اعلیٰ نے اس طرح نہیں کیا ہوا ہے کہ جو جام صاحب آپ نے کیا۔ جام صاحب ذرا غور سے بھی سن لیں۔ آپ سے دست بندگی ہے آپ ابھی قائد ایوان نہیں رہے۔ یہ زابد کی آواز آپ سن لیں آپ نواب آف سلبیلہ ہیں اکثریت آپ نے کھودی ہے۔ ہمیں امید ہے جام صاحب! آپ سے بہت بڑی امید و اوسطہ ہے کہ انشاء اللہ اگر آج آپ استعفی نہیں دیں گے کل تک انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ آپ استعفی دینگے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ واشک ہو گیا ابھی آ جائیں واپس۔ ویسے واشک ہو گیا میں آگے کیا کرنا ہے۔
اذان ہے ابھی۔

(خاموشی۔ اذان)

جناب اسپیکر: جی زابر دیکی صاحب مختصر کر دیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر! میں اس کودومنٹ مختصر کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ریڈزون جو کہتے ہیں اس کو میں کہتا ہوں یہ لاشوں کا چوک اس کو بنادیں بندے کی لاش جدھنی ہوتی ہے وہ اس کو ادھرا تے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ main point please

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب کو اگر جو مسلمان تھا اس دُنیا سے چلے گئے تھے آپ کا حق بتا کر آپ کم سے کم ان لوگوں کے پاس آ جاتے، ان لوگوں کا دردار حال پوچھ لیتے کہ آپ لوگوں کا مسئلہ کیا تھا، آپ لوگ کس حوالے سے یہ لاشیں یہاں پر لائے ہو، چھ، چھ دن سات، سات دن لاشیں رکھ رکھ کہ ماں یوس ہو کر چلے جاتے تھے۔ جناب اسپیکر! بارڈ آپ نے خود کیسے ہیں تفتان سے لے کر چمن، چمن سے لے کر ماشکیل، پنجگور بارڈ رسپ بند ہیں۔ سب عوام کا ررو بار اس وقت بارڈر کے اوپر ہے۔ مگر جام صاحب نے ایک دن توجہ نہیں دی اس بارڈر کے اوپر کم از کم اگر میں عوام کو ملازمت نہیں دیتا ہوں تو کم سے کم یہ بارڈ کو زراکھوں دوں چاہے وہ چمن ہو، چاہے وہ تفتان ہو، چاہے وہ ماشکیل، پنجگور و تربت ہو۔ جناب اسپیکر صاحب یہ حالت ہے بلوچستان کی۔ اور ہمارے ایک منسٹر صاحب انجینئر صاحب نے کہا کہ میں نے بہت ایمانداری سے اپنا agriculture کا منصب نے سنبھالا ہے، آپ گرین ٹریکٹر لائے آپ نے گرین ٹریکٹر ہر district میں اُسی اپنے اتحادی اپنے بندوں کو دیئے، آپ نے کسی حقدار زمیندار کو آپ نے ایک ٹریکٹر نہیں دیا ہے۔ سوائے آپ کو جو house CM سے کہتا ہے آپ اُسی کے مطابق آپ کا کام کرتے تھے۔ آج انجینئر زمرک صاحب اُس کی تعریف کر رہے ہیں کہ میں نے یہ کیا ہے agriculture کے حوالے سے میں نے یہ کیا ہے۔ آپ نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ آپ اور آپ کے CM صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ تین سالوں میں آپ لوگوں نے سوائے کرپشن کے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ ابھی سننے میں آ رہا ہے کہ پتہ نہیں دیئی میں expo ہے کیا ہے، expo چل رہا ہے۔ پتہ نہیں کتنے MPAs جار ہے دیئی۔ ٹیکس اس بلوچستان کی ہے پسیے اس بلوچستان کے عوام کے ہیں MPAs جار ہے ہیں دیئی میں دس دس، پندرہ پندرہ دن وہاں پر رہ رہے ہیں کس مد میں۔ 38 کروڑ ہیں کوئی کہتا ہے 40 کروڑ ہیں 46 کروڑ، یہ اندازہ آپ لگالیں۔ آپ یہ پسیے اس مظلوم بلوچستان کے پیسوں کو آپ بجائے دیئی میں کسی اور جگہ۔ ہر کوئی MPAs ہر کوئی سیکریٹری جاتا ہے وہ خود جائے اپنے ذاتی پیسوں پر جائے۔ اُسے حق نہیں ملتا ہے کہ وہ بلوچستان کے خزانے سے جا کر باہر ملک میں بیٹھ جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! جام صاحب! بس کریں خدارا آپ ہر گھر میں گئے۔ ادھر دیکھیں اسپیکر صاحب! خدارا! مجھے بچاؤ، خدارا مجھے بچاؤ جناب اسپیکر صاحب آپ نے تمام MPAs کے آپ کے جتنے BAP کے

گئے ہیں سب نے آپ کو جواب دیا ہے۔ بیشمول مولا نا واسع صاحب، ہمارے قائد بلوچستان ہیں اُس نے بھی آپ کو کہا ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہ میرا آخر point ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہتا ہوں کہ مستعفی ہو کر چلے جائیں انشاء اللہ اس میں سب کی خیر بھی ہوگی۔ thank you

جناب اسپیکر: جی میں خلجی صاحب!

جناب محمد میمن خان خلجی (پارلیمانی سیکریٹری): آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔
جناب اسپیکر صاحب! یہ جمہوری حق ہے آج اپوزیشن نے بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ مل کے عدم اعتماد کی تحریک لائے اور یہی اپوزیشن اسی بلوچستان عوامی پارٹی کے بارے میں کیا کیا بولتی رہی۔ اور یہ تاریخ گواہ ہوگی کہ بلوچستان کے اندر اپوزیشن نے جو بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ جس طرح کا کھیل کھیلا گیا اور کس طرح کی چالپوسی سے ان کے ساتھ تعلقات بنائے گئے اور میں تو یہ کہوں گا کہ جناب اسپیکر صاحب! کہ ہر پارٹی کا ایک نظریہ ہوتا ہے۔ کوئی قوم پرست ہوتا ہے، کوئی مذہب پرست ہوتا یہاں تو سارے ہی سارے اکھٹے ہو گئے صرف اور صرف اپنے مفاد میں۔ ابھی ادھراً کثر ممبران نے یہ بات کی کوہ صحیح ناشتے تک ہمارے ساتھ تھے۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ تین سال بھی وہ جام کمال کے ساتھ تھے وہ ان کے نہیں ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک ناشتے میں کیسے ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ ہماری پاکستان تحریک انصاف ہمارے قائد عمران خان صاحب نے جام صاحب کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے بلوچستان عوامی پارٹی کے جو قائد ہیں جام کمال صاحب کی حمایت کرنی ہے اور ہمارے پارلیمانی لیڈر سردار یار محمد رند صاحب اور ہمارے جو ممبران ہیں ان سب نے جام صاحب کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی شکلیلہ دہوار صاحب!

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! thank you so much کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جیسا کہ آج ایک تحریک عدم اعتماد جو گورنمنٹ لے کر آئی ہے، اس سے پہلے ہم نے بھی لانے کی کوشش کی تھیں لیکن شاید اسکو کچھ طاقتون نے روک دیا اور اس کو یہاں آنے نہیں دیا، ابھی خیر آپ نے power دیکھ لیا ہے۔ کہ جو آپ بوتے ہیں وہ کاٹیں گے۔ جناب جام کمال صاحب! with due respect آپ کو اللہ پاک نے عزت دی ہے۔ آپ ایک نواب ہیں۔ آپ کے پاس آپ کی رعایا ہے، آپ کے لوگ ہیں اللہ پاک نے اگر آپ کو بلوچستان کے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک موقع دیا تو at least ایک بہن کی حیثیت سے ایک بیٹی کی حیثیت سے کہتی ہوں کہ کاش آپ وہ serve کر سکتے۔ You are a good

administrator, you can run a project but you have no abilities as a leader. جب کوئی لیڈر ہوتا ہے تو وہ سب کو اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے آپ کو شاید آپ کے آئین میں باہمیں یا دائنیں جن لوگوں نے آپ کو جو بلوچستان نیشنل پارٹی ہے یا جتنی بھی اپوزیشن میں ہمارے ساتھ بیٹھی ہوئی پارٹیاں ہیں کہ ان کو آپ نے ماتس طرح دیا ہیں۔ اُس کے پیچے لگاتے ہوئے شاید آج آپ کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ وہ کہتے ہے نا۔ (عربی اردو ترجمہ۔ اللہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے) وہ اللہ پاک کی ذات ہے وہ ہم انسانوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے جناب اسپیکر! جب PSDP کی باری آئی تو reserve کو ایک بالکل ایک side ایک خیراتی سیٹ یا جو بھی consider کیا جاتا۔ یہاں جتنی بھی بلوچستان کی خواتین سے related issues پر اگر میں بات کرتی تو میرا خیال ہے اُس کو ایک thrash ڈال کے اُس کو ختم کر دیا جاتا۔ یہ بھی میں یہاں اس اسمبلی کا شکرگزار ہوں کہ آج کل اُس کو روپاڑ میں لکھ رہے ہیں اور ساری چیزیں تاریخ کا حصہ بنیں گی۔ جب بھی بلوچستان میں نا انصافی ہوئی ہم نے آواز اٹھائی۔ آج بلوچستان اس نئی پر آگیا ہے کہ رات ڈیڑھ بجے مجھے فون آتا تھا کہ BMC کی بچوں کے لیے بکتر بند گاڑی لائی گئی ہے اُن کو اٹھایا جا رہا ہے رات ڈیڑھ دو بجے میں نکل کے BMC کے ہائل پر پہنچ جاتی واقعی بکتر بند ہے اور پولیس کھڑی ہے اور بچیاں جو ہے سہی ہوئی ہیں۔ تعلیم ہم سے پیچھے رہ گیا۔ اسی طرح جب کوئی اپنے حق کے لیے نکلتا ہے اپنے teachers کے لیے جب وہ روڑوں پر نکلے بچوں کے ساتھ انہیں arrest کیا گیا۔ اُن کو بجائے کسی ایسے تھانے میں کہ اُن کے گھر والوں کی access ہو۔ انہوں نے الٹا کینٹ کے کسی تھانے میں ڈال دیا۔ وہ بھی اگر میں نہ پہنچتی یا مجھے پتہ نا ہوتا بہت ڈھونڈ ڈھونڈ کے میں نے کینٹ تھانہ ڈھونڈا۔ وہاں پر ان تمام teachers جو 15 سو teachers ہیں اُن کو قید و بند میں رکھا گیا تھا۔ اور اُن کو ہر اساح کیا جا رہا تھا اُن سے لکھوایا جا رہا تھا کہ آج کے بعد ہم روڑوں پر نہیں نکلیں گے۔ اُس قصے سے ہم نہیں نکلے تھے تو ہماری کی گئی۔ سیٹ ہے کوئی خدا نہیں ہے۔ جب ہم زمینی خدا بننے کی کوشش کرتے ہیں تو وہاں پر بھی کوئی بیٹھا ہے جو اس کا انصاف کرتا ہے۔ اُس کے بعد حیات مراز کو قتل کیا جاتا ہے کچھ میں بگڑتی ہوئی صورتحال۔ ریز کو قتل کیا جاتا ہے 12 سو 11 سو کلومیٹر سے اُس لاش یہاں لائی جاتی ہے انصاف کے لیے۔ کیا ہمارے جو districts ہیں ابھی وہ اتنے بے اختیار ہو گئے ہیں۔ کہ وہ کسی کو انصاف نہیں دلا سکتے۔ ہوشاب میں واقعہ ہوا اُن بچوں کی لاشیں تین دن آپ کے کچھ میں پڑی رہیں اُس کے بعد جب کوئی آئی دن رات میں وہیں پر تھی کل اُن بچوں کی مدفن پر

جونفرت جو چیز یہ میں نے دیکھیں۔ میرا خیال ہے اس تمام نقصان کی ذمہ دار وزیر اعلیٰ صاحب مذمت کے ساتھ صرف آپ ہی ہیں میں مذمت کے ساتھ اس جھے سے کہہ رہی ہوں۔ کہ آپ بڑے ہیں اور due respect کہ ان تمام چیزوں کا ملبہ آپ پر گرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ لوگ کہیں کہ پاکستان زندہ باد۔ ہر کوئی خود ہی جنڈا الہ رائے۔ لیکن آج آپ بلوچستان کے لوگوں کو اُس نجی پر لے آئے ہیں کہ نفرت کے علاوہ کل میں نے اُس تدفین میں اُن لوگوں اُن عورتوں اُن بچوں بچیوں کے آنکھوں میں نوجوانوں کے آنکھوں نفرت کے علاوہ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ اتنا عرصہ گزر اچھے ادوار پر ہم ڈالتے ہیں ہر دفعہ ہم کہتے ہیں کہ پہلی حکومتیں پہلی حکومتیں۔ اس current government میں جتنے protest چوک پر ہوئے پر لیں کلب کا آگے کبھی خالی نہیں ہے daily وہاں پر protest ہو رہا ہے daily وہاں پر لوگ نکل ہوئے ہیں۔ کبھی تاریخ میں میرا خیال ہے کسی دور حکومت میں جو ان تین سالوں میں میں نے اس پارلیمنٹ کے ممبر ہوتے ہوئے دیکھا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہوشاب کی اگر معصوم بچوں کی لاشیں جن کی عمر میں صرف ساتھ اور نوسال کی تھیں لاشوں سے کیا ڈرنا ہے ایک بات کرنا تھی۔ آپ کیونکہ آپ کو یہاں سے جیپ ریلی میں جانا تھا آپ نے جنت بازار کے چاول چھولے enjoy کرنے تھے آپ پر فرق اس وجہ سے نہیں پڑیگا۔ کیونکہ وہ بچے ایک غریب چروہا کے بچے تھے وہ بچے مسکین بھوک اور افلس زندگی گزرنے والے بچے تھے۔ وہ ہمارے بچوں سے آپ کے بچوں میں سے نہیں تھے کہ کیونکہ سالگردہ کے کیک باقاعدہ special plane جا کے اُس کو کراچی سے پک کر کے کوئٹہ لے آئے۔ وہ ایک غریب کا بچہ تھا شامداسی لئے وہ غریب کا بچہ نظر نہیں آیا۔ تین سال میں آج تک اُن لوگوں کو میں نے منہ سے ایک دفعہ بھی بات نکلتے ہوئے نہیں دیکھا، آج اپنی سیٹ بچانے کے لیے وہ ہمیں غلط ثابت کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب! آپ کی یہ نا انصافیاں یہ تاریخ کا حصہ ہوں گی۔ آپ نے death squad کو PSDP میں نے کیا میں میں نے کہا کہ آپ نے support کیا ہے۔ پھر انہی کے پارٹی کے ایک بھائی صاحب نے میرے بارے میں یہ کہا کہ یہ کون ہوتی ہے بولنے والی اس کی اوقات کیا ہیں اس کو کون لیکر آیا ہے۔ میں الحمد للہ ایک political party سے باعزت طریقے سے اس سیٹ تک پہنچی ہوں۔ مجھے death squad والے نہیں لکھ رہے۔ کچھ عرصے سے death scout جو OSD بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے NOCs جاری کروادیئے۔ وڈھ میں دن دیہاڑے لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ آپ نے اچھے کام کرنے تھے جائے در پر درس بزیل اور سریا بروڈ کے لوگوں کے جن کو 50,50 سال سے دکانیں چل رہی تھیں آپ نے سب کو آج در بر کر دیا ہے آپ اگر اسی پیسے کو کوئی

کراپی رود پر لگا لیتے تو میں آپ کو آج سلام پیش کرتی۔ جس پر آئے روز سینکڑوں لوگ مر رہے ہیں۔ جس سے آئے زور سینکڑوں کو معدور ہو رہے ہیں accident سے۔ آپ وہ بہتر کام کر سکتے تھے بجائے اس کے میرے سریاب اور سبزیل روڑ کے لوگوں کو در بر کرتے۔ یعنی کھانے کو ان کے پاس نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ اپنے ریٹ پر ان کو زمینوں کے پیسے نہیں دے رہی ہیں۔ تاریخ بہت سی چیزیں لکھے گا اور میں اس چیز پر فخر کروں گی کہ میں جس polictial party سے ہو میری جو leadership ہے اُس نے الحمد للہ بلوج سرزین کے لیے ہمیشہ مجھے آواز اٹھانے کے لیے بہت دلائی ہیں اور آج بھی میں نے کیونکہ ہم نے اس سرزین کے لیے خون دیا ہے اس سرزین کے لوگ ہمارے ہیں۔ اگر آج میں اٹھ کر بات کروں گی تو اپنے لوگوں کے لیے کروں گی۔ آپ کے ان روڑوں سے شائد آپ کے وہ جو ٹھیکیدار ہیں ان کو فائدہ ہو ان کے کمیشنر کا آپ کو فائدہ ہو۔ لیکن مجھے میرے لوگوں کا benefit چاہیے تھا۔ آپ کب ہمارے سامنے، میں تب کہتی کہ آپ ایک اچھے وزیر اعلیٰ ہو سکتے ہیں جب آپ کے چوکوں پر یہ لاشیں پڑی نا ہوتی اور آپ اپنے helicopter اور جہازوں میں گھونٹے جاتے۔ آپ ایک administrator کے طور پر بہت اچھے آپ اپنے پنسیل سیکرٹری کے بہت اچھے ideas ہیں کہ اچھے خاصے ایک development project نا کام کیسے بنانا ہے اور اس میں کرپشن کس طرح کرنی ہے۔ آپ کے پنسیل سیکرٹریز کو یہ حربے آتے ہیں کس طرح بلوچوں کو ذلیل و خوار کرنا ہے اس کو یہ سارے حربے آتے ہیں تو آپ بھی ایک دن بیٹھ کے یہ ساری چیزیں enjoy کریں۔ لیکن میرے خیال سے بلوچستان میں یہ تاریخ لکھی جائیگی اور میں as provincial assembly member شرمندگی ہوتی ہے اگر کسی کے سامنے میں کہتی کہ MPA ہوں اور میرا اس ایوان سے تعلق ہے کیونکہ آپ نے scholarships ختم کر دیے آپ laptops کی مد میں صرف ان کو لوگوں کو دینا شروع کیا جو لوگوں کو لے جاتے ہیں اور ذرا سے کچھ side areas کے سیر کروا کے اُس کے بعد ان کو لاتے آپ laptops ادادیتیے ہیں۔ ایک پیناؤں کی گولی آپ کے ہسپتال میں نہیں ملتی ہے ایک سرخ آپ ہسپتال میں نہیں ملتی ہے ہوشاب کے بچوں کی جب dead bodies ہم لے گئے کہ ان کی ڈاکٹر زذر اصفائی کر دیں۔ ان instructions تھے کہ ان کو ہاتھ نہیں لگانا۔

جناب اسپیکر: جی thank you! میڈم!

محترمہ شکلیل نوید قاضی: ان کے لیے نجکش بھی ہم نے خود لیئے اور آپ دعویدار ہیں کہ ہم نے بڑے

بڑے کام کئے ہیں۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you - حاجی نواز صاحب! مختصر کریں پھر مٹھا خان کی طرف جاتے ہیں اور بھٹو

صاحب کی طرف۔ پھر تین صاحب کا لوازمی ہے۔

حاجی محمد نواز کا کڑھ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: مجھے کیا کرنا ووٹ کو، جو چیف منستر بنے گا۔

حاجی محمد نواز کا کڑھ: شکر یہ time کا چونکہ تقریر میں کافی ہو چکی ہیں۔ جناب محترم وزیر اعلیٰ صاحب کی کافی ہو چکی ہے شاید وہ نوٹ موٹ کر کے تھک گئے ہوں گے اب جوابات بھی دینے ہوں گے پتہ نہیں صحیح تک دے دیں یا نہ دیں۔ گول مول کر کے پیش کریں یا کوئی جواب صحیح طور پر دے بھی سکیں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ دیدیں گے۔

حاجی محمد نواز کا کڑھ: یاد ہی روایتی معاملہ چلے جو پہلے وہ طڑاہنس کر پھر کہتے تھے کہ یہ اپوزیشن والے ہیں یہ تو بولتے رہتے ہیں۔ تو بات یہ ہے کہ جناب والا! جھگڑا اُس دن سے شروع ہوا جب اسمبلی گیٹ پر بکتر بند گاڑی چڑھائی گئی۔ اور جس کا نوٹس آج تک جام صاحب نہیں لیا ہے۔ کیوں نہیں لیا مجھے نہیں پتہ کیونکہ ان کے آس پاس ان کے مشیر جو ہوتے ہیں شائد ان کو غلط guide کر رہے ہیں کہ چھوڑوانکا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ اسی دورانے میں FIR کشائی گئی، تھانے میں ان کی کمیٹیاں آتی رہیں۔ اور جو لوگ اُس کمیٹی میں تھے وہ اس معاملے کو خراب کر رہے تھے۔ اور اُس کو روپرٹ پتہ نہیں کیا دے رہے تھے کہ ہم آپ کے بڑے باسی ہیں، ہم آپ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ تیسرا بات یہ کہ جام صاحب! اسی دن اسمبلی میں جو ہی بکتر بند گاڑی چڑھائی گئی۔ اور بعد میں فوراً اسمبلی میں آنایہ سوالیہ نشان ہے کہ اُس سے پوچھا جائے کہ کس نے آپ کو مشورہ دیا۔ کہ آپ ابھی اسمبلی میں آئیں آپ کے لیے حالات سازگار ہیں۔ پھر آج کی تقریر میں کہا کہ ہم پر گملے پھینکنے گئے۔ کیا لوگ بکتر بند گاڑی کے بعد آپ پر پھول بر سائیں گے۔ یہ تو گملے ہیں اللہ کا فضل یہی تھا کہ ایسے لوگ یہاں پر نہیں تھے کہ آپ پر گولیاں نہیں چلیں۔ آپ کے لوگوں نے وہ حرکت کی کہ آپ کی نظر میں تو ہمیں مار دیا۔ اللہ نے بچانا تھا تو بچا دیا۔ تیسرا بات یہ کہ کہتے ہیں کہ خیرات میں اندھے کو بڑا حصہ ملا تھا۔ وہ تو اندرھا تھا نہیں دیکھ رہا تھا یہی سوچ رہا تھا بقایا سب کو بڑا حصہ ملا ہے جو مطمئن ہیں اطمینان کی بات کرتے ہیں کہ ہم کو بڑا حصہ ملا ہے۔ ہمارے کام ہو گئے ہمارے معاملات سارے پورے ہو گئے۔ سارا ۱۱ یو ان خوش ہے چونکہ میں خوش ہوں۔ میرا ایک محترم جو ساتھی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ تین دن بعد دیکھتے ہیں کہ کون ہارتا ہے کون جیتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ابھی مشاورت نے جام کا بیڑہ غرق کر دیا۔ ابھی مشاورت نے اُس کا بیڑہ غرق کر دیا۔ کہ آپ یہ مشورہ دیتے کے تین دن بعد دیکھتے آج معلوم ہوا کہ چونتیس آپ کے مخالف ہیں چار آپ نے یغماں کر کے رکھ

دیئے ہیں اور آپ مانتے نہیں۔ کہتے ہیں کہ بلوں نے سوچو ہے ہضم کر لیے پھر حج کو چلی گئی۔ ایک جیب جالب کا شعر ہے مشاہد اللہ صاحب عام طور پر وہ جو کہا کرتے تھے۔ کسی ساختی نے مجھے منع کیا کے نہ پڑھا جائے تو لہذا میں معذرت سے یہ شعر اس لئے نہیں پڑھوں گا کہ چونکہ یہ ہماری باوقار اور عزت دار لوگ ہیں چاہے وہ ہماری عزت نہ ہی جانتے ہوں ہم عزت دینا بھی جانتے ہیں اور یہاں بھی جانتے ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you

حاجی احمد نواز کا کثر: اور میری ایک request ہے جام صاحب سے آپ کے پہلو میں ابھی بھی بیٹھا بندہ آپ کو یہی مشورہ دے رہا ہو گا کہ آپ استغفاری نہ دیں۔ خدا کے لیے ایمان سے کہہ رہا ہوں۔ توبات یہ ہے کہ آپ کو ان لوگوں نے غرق کیا آپ کا سارا معاملہ اس نے تباہ کر دیا آپ کے مشیر یہی لوگ تھے۔ آپ کے کمیٹیوں میں یہی لوگ تھے جا کے سارے معاملات آپ کے لیے انہوں نے بگاڑ دیئے اب خدار۔

جناب اسپیکر: جی thank you

حاجی احمد نواز کا کثر: اپنا کام کریں اپنے آپ کو دیکھیں کہ میں کتنا ہوں۔ اسمبلی نے سب بتا دیا۔ آپ استغفاری دیں اسمبلی کا تقدس رکھیں اور اپنا بھی تقدس رکھیں اپنا خیال رکھیں۔ چونکہ ایسے نہیں کہا کہ آپ باعزت، آپ عزت دار ہیں۔ ایک عزت دار گھرانے سے آپ تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا دادا اور آپ کا باپ اس ایوان کے بڑے رہے ہیں۔ آپ leader of the house ہے ہیں۔ آپ بھی ہیں۔ لیکن آپ نے وہ اعتماد کھو دیا جو اعتماد آپ کے باپ اور دادا پر تھا۔ لہذا آپ جا کے خاموشی سے بیٹھ جائیں، دیکھتے رہیں۔ کہتا ہے کہ: ابتدئے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا۔ والسلام۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ محترم جناب مٹھا خان صاحب۔

جناب مٹھا خان کا کثر (صوبائی وزیری لاہور اسٹاک و ذری ڈپلمٹ): أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ مہربانی اسپیکر صاحب۔ الحمد للہ آج جب میں نے دیکھا کہ اپوزیشن ہار گئی ہم جیت گئے۔ جناب اسپیکر! آج کا دن یہ دن نہیں تھا۔ آج کا دن یہ تھا کہ تیرہ بندے کھڑے ہوتے، اپنا وہ پیش کرتے۔ جو آپ کی 34 یا 33 بندے ہوتے تو وہ دن آئے گا۔ لیکن یہ کیوں آج کھڑے ہوئے کہ ہم 34 پورے ہیں۔ انہوں نے ساری سیاست آج اس 34 پر کیا ہے۔ یہ کیوں ڈر رہے ہیں اس دن سے جو دن ہے اُسی دن کے لیے یہ کیوں یہ بات نہیں چھوڑ رہے ہیں کہ 34 کا دن تو آ رہا ہے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ 34 کون ہیں یا نہیں ہیں، پتہ چل جائے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! شرم ہونی چاہیے کہ ہمارے لوگ اغوا ہو گئے۔

تمہارے کدھراغواہ ہوا ہے۔ وہ تو سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے جو لوگ ہمارے جو اپنے لوگ ہیں ہمارے ساتھ تھے ہمارے سے ٹھوڑا ناراض ہوئے ہمارے سے چلے گئے ہم کوشش کر کے منار ہے ہیں، ہم منار ہے ہیں اور جب منار ہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی مٹھا خان صاحب ایک توبات ہے۔

صوبائی وزیر لا نیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: کچھ تین دن بعد انشاء اللہ آپ دیکھیں گے وہ بھی بن جائے گا۔

جناب اسپیکر: مٹھا خان صاحب۔

صوبائی وزیر لا نیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! انشاء اللہ اس کی جو خواہش تھی یہ خاک میں مل جائے گی انشاء اللہ اس کا جو خواب ہے یہ خواب، خواب میں مل جائے گا، اس کو نہیں ملے گا جو اس کی کوشش ہے۔

جناب اسپیکر: چھوڑ دبات کرنے دو۔

صوبائی وزیر لا نیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: یہ بات، کرنے نہیں چھوڑ رہا ہے۔ آپ کے دل پر درد ہے۔ آپ کو کیوں زور دے رہا ہے مجھے یہ جواب دو۔ تو ہمارے اپنے لوگ ہیں ہمارے اپنے لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جدھر بھی ہوں آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ کہتے ہو ہمارے لوگ اغوا ہوئے ہیں۔ اور جب جناب اسپیکر! جو بندہ یوئی سے بھی ناراض ہو جاتا ہے تو وہ اداروں پر الزام لگاتا ہے کہ اداروں نے یہ کیا ہوا ہے۔

آپ گھر پر ناراض ہو جاتے ہیں، پھر اداروں پر چیک دیتے ہیں۔ بندے تو ہمارے ہیں۔

جناب اسپیکر: کسی نے نام نہیں لیا وہ رو لنگ ہوئی ہے۔ مٹھا خان صاحب! رو لنگ ہوئی ہے آپ دوسری چیزوں پر آ جائیں۔

صوبائی وزیر لا نیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! بات یہ ہے آپ کی بات یہاں تک نہ لے جاؤں۔

جناب اسپیکر: آپ کو ایک چیز بتا دوں مٹھا خان صاحب! please ایک دفعہ سین۔

صوبائی وزیر لا نیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: جیت آپ کی ہو گایا ہماری ہو گی بات ختم۔ وہ دن آئے گا آپ بھی دیکھیں گے ہم بھی دیکھیں گے اتنے باقاعدہ کی ضرورت کیا ہے کہ ہمارے چار بندے اغوا ہوئے ہیں کدھر ہوئے ہیں؟

جناب اسپیکر: مٹھا خان صاحب! ایک منٹ سین جب رو لنگ ہو گئی ہے اُس کے بعد اس پر زور نہیں دیں گے آپ اگلی بتائیں کریں۔

صوبائی وزیر لائیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: مقصود میرا یہ ہے۔

جناب اسپیکر: جو انواع ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں وہ میں نے رو لنگ دی۔ آپ کیوں اس کو متنازعہ بناتے ہو؟

صوبائی وزیر لائیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! 34 بندوں کو کھڑا کیا ابھی آپ بتائیں 34

آدمی پورا کرو میں آپ کو چیخ دوں گا ابھی پورا کرو۔ آپ بھی چوتیس پورا نہیں کر سکتے ہیں۔ آرام سے بیٹھو آرام سے کھاؤ۔

جناب اسپیکر: مٹھا خان صاحب! please اُس پر آجائیں۔

صوبائی وزیر لائیو اسٹاک وڈیری ڈولپمنٹ: مہربانی جناب اسپیکر السلام علیکم۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ جی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب، جناب اسپیکر صاحب! آج اس ایوان میں تحریک عدم اعتماد، عدم اعتماد پیش ہوئی جو منظور کی گئی ہے اور جناب اسپیکر صاحب! یہ عدم اعتماد جن ارکان نے پیش کی ہے یہ وہ ارکان تھے جو آج سے ایک مہینہ قل میسے ساتھیوں نے کہا کہ وہ حکومت کا حصہ تھے۔ بالآخر یہ کیا وجوہات ہوئیں کس بناء پر انہوں نے حکومت کے جو عہدیدار تھے جو اچھی اچھی وزارتوں پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک وزیر خزانہ، ایک وزیر جو ہے ناں فوڈ کی منسٹری، اچھی اچھی وزارتوں پر تھے۔ آج انہوں نے یہ وہ قربانی کیوں دی ہے۔ آج وہ کیوں اس بات پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اتنی اہم وزارت ہونے کے باوجود انہوں نے جو ہے نہ ان وزارتوں پر لات ماری اور وہ اس بات پر مجبور ہیں کہ آج ہم حکومت کا حصہ نہیں بنیں گے۔ جو یہ پچھلے تین سال سے رہے۔ وہ وجوہات میرا سد بلوچ صاحب نے کھیران صاحب نے اور ہمارے ساتھیوں نے یہاں پر بخوبی ایک حرف بیان کیا ہے انہوں نے آج جو قربانی دی ہے لوگ اس کو جس قسم کا نام دیں۔ لوگ بغاوت کا نام دیتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیاسی استحکام کی طرف نہیں جا رہے ہیں لوگ یہ بھی کہتے ہیں جو یہاں ایک پارٹی کے ایک بڑے منصب پر ہیں۔ ایک بڑے سمجھدار ہیں اور بڑی ب با اختیار آدمی ہیں ان کے پاس اختیار ہے وہ یہ کہتے ہیں یہ جو تحریک عدم اعتماد ہے یہ جو ہے ناں یہ خلاف قانون ہے اور یہ خلاف آئین ہے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ تو یہ جناب اسپیکر صاحب! ان لوگوں نے آج اس ہاؤس میں قربانی دی ہے وہ بے مثال ہے۔ اور وہ بلوچستان کے لیے دی ہے جناب اسپیکر صاحب۔ آج جو وہ قربانی وزارتوں کی دے رہے ہیں باقی لوگ کیوں نہیں دے رہے ہیں؟ ہم نے اپنے کانوں سے سنائے۔ کہ یہاں سے باہر نکلے تو ایک بات کرتے ہیں وزراء صاحبان لیکن جب قائد ایوان صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں کوئی اور بات کرتے ہیں۔ چند وزراء ہمارے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں

ہم کیا کریں۔ لیکن آج ان ساتھیوں نے قربانیاں دی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ یہاں جب بجٹ پیش ہوا تو یہاں باہر ہم نے کمپ لگایا ہوا تھا۔ اور تم ممبران ایم پی اے صاحبان سارے اُس میں موجود تھے کہ رات کو بھی ہم وہاں پرسویا کرتے تھے۔ تو اُس next سڑک پر گاڑی پروٹوکول کی آرہی تھی جہاں پر even وزیر صاحب آتے ہیں اور بالخصوص coalition جو آج جام صاحب کے ساتھ ہیں جو آج جام صاحب کو یہاں تک لے آئے ہیں، شاید اس میں جام صاحب اتنے قصور وار نہیں ہیں جتنے وہ coalition partners کے یا اُن کے جو ارڈر گرد لوگ ہیں جن کی ہمارے ساتھیوں نے نشاندہی کی ہے اُن کے شاید ہاتھ زیادہ ہوں کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو یہاں پر کہتا ہے کہ جی میں روایات رکھتا ہوں، میں پاسداری رکھتا ہوں، میں ممبروں کا احترام کرتا ہوں، کوئی شخص اس کمپ میں نہیں آیا۔ اور even کہ جام کمال صاحب کو خان صاحب کو یہ منع کرتے رہے کہ جی آپ اس کمپ میں نہ جائیں، چھوڑیں اپوزیشن کو، بھی بار آپ نے بجٹ دیا ہے تو وہ کورٹ چلے گئے تو یہ چلے گئے یہاں کے مشورے تھے۔ پھر جناب اسپیکر صاحب! اس ہاؤس میں کس کے کہنے پر پولیس deploy کی گئی، یعنی جنگل کا قانون ہے نہ اسپیکر سے پوچھا گیا نیکرڑی سے پوچھا گیا، آپ لوگوں نے یہاں ہزاروں deploy کیے پھر کس کے کہنے پر آپ نے گیٹ hit کیا، کس کے کہنے پر آپ نے کیا، ہمارے تین ممبران زخمی ہوئے، صدیقی صاحب زخمی ہوئے، بابور حیم صاحب، ہمارے شکلیہ نوید ہوار صاحبہ زخمی ہوئی ہیں۔ پھر اس کے بعد۔۔۔ (مداخلت شور)۔

جناب اسپیکر: جی، پلیز مٹھا خان صاحب۔ بیٹھ کے بات نہیں کریں۔۔۔ (مداخلت شور) مٹھا خان صاحب پلیز۔ آپ نے بھی بات کی۔ ٹھیک ہے۔۔۔ (مداخلت) جام صاحب! اس کو خاموش کریں۔ مٹھا خان صاحب! نہیں، مٹھا خان صاحب کسی کو اس طرح نہیں کرتے۔ جام صاحب! اس کو خاموش کریں ورنہ مجبور ہو کے ہاؤس سے نکالنا پڑیگا۔۔۔ (مداخلت) مٹھا خان صاحب پلیز۔ بس کریں بس۔۔۔ (مداخلت شور) جام صاحب پلیز سمجھائیں۔ مٹھا خان کو نکال دو، نہیں نہیں نکال دو، بہت ہو گیا۔ مٹھا خان کو نکال دو۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! اس کے باوجود کہ گیٹ کو hit کیا گیا۔ تین ہمارے ممبران کو زخمی کیا گیا اس کے باوجود جناب اسپیکر صاحب یہ مشورہ دیا گیا کہ جی آپ جو ہے ناں آپ اسمبلی کا سیشن انیٹیڈ کر رہے ہیں، آپ لازمی جائیں۔

جناب اسپیکر: بس سارجنٹ صاحب، پھر ٹھیک ہے۔ thank you

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب اس کے باوجود کہ اسمبلی کے اندر حالات سازگار تھے، تین ممبران

زخمی ہوئے، گیٹ کو hit کیا گیا، اس کے باوجود یہ مشورہ دینا قائد ایوان کوئی ایم کو کہ آپ جائیں اُس کویشن اٹینڈ کریں، اس سے بڑی غلطی ہے کوئی یہاں پر۔ اس کے باوجود یہ سب کچھ ہوا۔ یہ کہتے ہیں گملے لگے ہیں آپ کو نہیں معلوم کہ ہمیں جو بترا گاڑی لگی ہے، وہ آپ کو نظر نہیں آئی ہے؟ کیا جو ہمارے یہاں ایم پی اے زخمی ہوئے ہیں جو یہاں پر ہمارے تین ممبران زخمی ہوئے ہیں کیا آپ نے ان کی عیادت کی؟ گملہ تو آپ کو نظر آ گیا ہے لیکن جو اتنی بڑی بکتر گاڑی وہ نظر نہیں آئی ہے؟ اُس کے باوجود یہ مشورہ دینا جام کمال صاحب کہ بھائی جان آپ ان پر ایف آئی آ رکائیں، یہ اور ظلم تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! پھر ان پر اعتماد کرنا اور ان کی کمیٹی بنائے تھانے میں بھی جو ان اور تھانے میں جب وہ آتے تھے، آج میں کھل کے بات کر رہا ہوں۔ جو تھانے میں آتے تھے ان کا کوئی موڈ نہیں تھا کہ معاملات سیٹھ ہوں، ان کا یہ موڈ تھا کہ معاملات خراب ہوں، اور سیٹھ نہ ہوں۔ تو پھر آخراً ایف آئی آ رہی کی جناب اسپیکر صاحب آج یہ ساری یہ جو اسمبلی کی کارروائی ہوئی ہے یہ جو ممبران زخمی ہوئے ہیں اور یہ ہر دن یہاں پر اسمبلی کے باہر، ہم ایم سیکرٹریٹ کے باہر، ریڈزون میں ہر دن یہاں پر احتجاج ہونا، چاہیے وہ نرس کرتے ہیں چاہیے وہ زمینداران کرتے ہیں چاہیے وہ ڈاکٹرز کرتے ہیں چاہیے وہ ٹھپر ڈریٹر ہیں۔ ان کو سارے mishandling ہے۔ جھنڈا تو لگایا ہے وزارت تو ہے ان کے پاس، لیکن وہ اپنی وزارت سے نالاں ہیں، اپنی mishandling کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب یہ سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے ان ممبران نے جو آج تیرہ ممبران چودہ ممبران جو آج ان کی جو مرضی کہیں انہوں نے بالآخر اس بات کی قربانی دی ہے کہ ہمیں ابھی جا گنا چاہیے بلوچستان کے حوالے سے سوچنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: بلوچستان کے وسائل، بلوچستان کے ساحل کے بارے میں سوچنا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! حکومت اُس وقت قائم ہوتی ہے جب اس میں انصاف ہو، اصول ہو، جب حکومت کا انصاف اور اصول ختم ہو جاتا ہے تو پھر حکومتیں قائم نہیں رہتیں جناب اسپیکر صاحب! ہمیں جتنے حلقوں میں ہمارے اپوزیشن حلقوں میں ہم محسوس کر چکے ہیں کہ ہمیں جتنا ان تین سالوں میں ستایا گیا، جو غیر منتخب لوگوں کو فنڈ زدیے گئے ہیں اور جس طریقے سے ان کا بے دریغ استعمال کیا گیا شاید یہ کسی بھی وزیر کے حلقة میں اس طرح اگر ہوتا تو میرے خیال سے وہ اتنا free-hand نہ دیتا، جناب اسپیکر صاحب! مگر ہم نے برداشت کیا آج وہ دن آگیا وہی ممبران جو وزیر تھے آج وہی ممبران ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ ہیں۔ آج الحمد للہ 38 تقریباً رات کو جوڈ نہ ہوا 38 ممبران وہاں موجود تھے جو تحریک عدم اعتماد کیلئے تیار تھے۔ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ختم نہیں کر رہا ہے۔

جناب صفر علی ترین: نہیں جناب اسپیکر صاحب! بولنے کا موقع دیں۔ پھر مٹھا خان بولیں گے آپ نہیں بول سکتے۔ جناب اسپیکر صاحب دیکھئے بلوچستان کا پیسہ ہے بلوچستان کے غریب عوام پر خرچ ہونا چاہیے۔ ہم کیوں ایکسپو سینٹر کیلئے پیسے ریلیز کر رہے ہیں۔ ہم کیوں ان کو دے رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہیلٹھ میں دیں۔ ہم ایجوکیشن میں دیں۔ جناب اسپیکر صاحب یہاں پروزگاری بڑھ چکی ہے، ہر جوان ہر طبقہ نسل ہر شخص پر بیشان ہے۔ دس ہزار، بیس ہزار کا ملازم آج اس مہنگائی میں کیا خریدے گا آپ مجھے تائیں۔ آٹے کی بوری آپ کی سماڑی ہے چھ سات ہزار ہو گئی ہے۔ مجھے آپ بتائیں چینی کا بھاؤ آپ دیکھئے، پتی کا بھاؤ آپ دیکھئے، گوشت آپ دیکھیں، سبزی کا پھل کا بھاؤ دیکھیں۔ جناب اسپیکر صاحب اس حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ منصوبے لگاتے، جس سے کسی عام غریب آدمی کو کچھ فائدہ ہوتا۔ تو جناب اسپیکر صاحب میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج جو عدم اعتماد پیش کی گئی ہے یہ آج 33 ایوان جو آخر میں لا ارشید صاحب آئے، انہوں نے بھی اپنے آپ کو، 34 کا ایوان ہے 34 ممبران نے 65 کے ایوان میں 34 نے اس پر اظہار رائے دیا کہ باکل جی۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی کر کے آپ مختصر کریں۔ شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب یہ آج ان پالیسیوں کی کامیابی ہے ان باتوں کی ہماری کامیابی ہے جو یہاں تین سال میں ہم زمیندار کے حوالے سے یہاں پر ہیلٹھ کے حوالے سے ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرتے رہیں۔ آج ہماری کامیابی ہے اور جناب اسپیکر صاحب جتنا بھی کو ایلیشن پر اعتماد کیا گیا آج اس کو ایلیشن کی وجہ سے آج جام صاحب کی حکومت کو یہ دن دیکھا پڑا۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی دمڑ صاحب۔

جناب نور محمد مرزا: جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آج دوستوں کی طرف سے no confidence motion پیش ہوئی۔ تحریک عدم اعتماد، میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں استدعاء کرتا ہوں جام صاحب سے کہ جمہوریت میں فیصلے اکثریت نے کرنے ہیں۔ میرے خیال میں اسی ایوان سے آپ کو ووٹ ملے، آپ کو اسی ایوان نے اکثریت دے کر کے آپ کو وزیر اعلیٰ بنایا۔ اور آج پھر یہی ایوان آپ کے سامنے آپ کے ہوتے ہوئے یہ ایوان آپ پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہا ہے۔ اور آج کے دن جس طرح دوستوں نے کہا کہ

اکثریت ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لیکن آج کے دن بھی آپ کے خلاف پوری اکثریت نے آپ کے اوپر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ تو میرے خیال میں ابھی ہم تو جمہوری لوگ ہیں۔ ہم رواتی لوگ ہیں۔ قبائلی لوگ ہیں۔ ہماری تھوڑی بہت روایات اور اخلاقیات بھی ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ کسی کی ذات کے خلاف بات کریں یا کسی کی بے عزتی کریں، لیکن ایک چیز حق پر منی ایک بات ہے کہ آج میرے خیال میں اخلاقاً میرے خیال میں استعفی دینا چاہیے۔ وہ اس لئے کہ اس دن کا کیا انتظار کرنا ہے آپ کو اکثریت نے بنایا تھا اور اکثریت آپ کے اوپر عدم اعتماد کر رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے آج آپ نے بھی power-show کیا، آپ کے power-show میں 18 بندے آ گئے، اور آپ کے مقابلے نے بھی power-show کیا، باوجود اس کے کچھ بندے کہیں آئے نہیں ہیں، جس طرح ڈسکس ہوئی تھی آپ کی رولنگ کے بعد ابھی مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں اس پر بات کروں، ساری دنیا سمجھ گئی بہر حال اس کے باوجود بھی میرے خیال میں ابھی ایوان میں 34 بندے آ گئے۔ اور 34 اور 18 کے مقابلے میں بڑا آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ تو میرے خیال میں ابھی کس چیز کا انتظار ہے۔ جمہوریت میں تو فیصلے اکثریت کرتے ہیں۔ اور ایک بات اگر ہم نہیں بھی کرنا چاہتے ادھر، آپ کی رولنگ کے باوجود بھی لیکن بات یہ ہے کہ جب اکثریت بھی نہیں ہے۔ 18 اور 34 کے مقابلے میں بھی، یہ 18، یہ کوئی قوت ہوگی، یہ کہاں سے کوئی فرشتے اُتر کے آئیں گے کہ آپ کے 18 کو ڈبل کریں گے اور یہ 34 کو جو ہے وہ کم کر دیں گے۔ تو میرے خیال میں آپ ہی ان لوگوں پر اس اسمبلی میں گھسیٹ رہے ہو آپ ہی ان لوگوں کو بے عزت کر رہے ہو، جنہوں نے آپ کو یہاں تک پہنچایا، جنہوں نے آپ کے اوپر اعتماد کیا۔ جناب اسپیکر! یہ جمہوریت ہے جمہوریت میں اختلاف رکھنا ہر کسی کا حق ہے اختلاف جمہوریت کا ایک حسن ہے تو میرے خیال میں آج جس جمہوری طریقے سے عدم اعتماد پیش ہو رہی ہے میں تو بلوچستان کے عوام اور بلوچستان کے تمام سیاسی پارٹیوں کو داد دیتا ہوں کہ ایک improvement ہوئی ہے جمہوریت میں جمہوریت میں ایک بہتری آگئی جس جمہوری انداز سے آپ کو منتخب کیا گیا آپ کی تین سالہ کارکردگی آپ ڈیلیور نہیں کر سکے بلوچستان کے جو پسمندہ لوگ تھے جو پسمندہ علاقے تھے جو آپ سے امید کرتے تھے یا بلوچستان عوامی پارٹی سے جو امید کرتے تھے لیکن ان امیدوں پر آپ نے پانی پھیر دیا آپ نے بلوچستان کی عوام کو کچھ نہیں دیا آپ نے تین سالوں میں میرے خیال میں اپوزیشن کی باتیں تو چھوڑ آج تو اپنے گھر کے اندر آپ کا بکاڑا آ گیا آپ کے گھر اندر سے آپ کے خلاف اوازیں اٹھنا شروع ہو گئے تو میرے خیال میں ابھی اخلاقاً گارہنا وہ نہیں ہے تو جناب اسپیکر جس طرح جمہوری انداز سے آپ آئے تھے اسی طرح جمہوری

انداز سے میرے خیال میں آپ کو جانا چاہیے جناب اسپیکر یہ بتیں اپوزیشن کی نہیں ہیں یہ اختلاف کی نہیں ہیں کہ میرا ذلتی اختلاف ہے جام صاحب سے کچھ اختلاف نہیں ہے میں جناب جام صاحب کے کیبینٹ کا ممبر رہا جناب جام صاحب کے ہوتے ہوئے ہم نے بہت اچھے مشورے دیئے ہوئے لیکن ایک افسوس کی بات ہے کہ ایک بندہ جب دوسرے کا سنتا ہی نہیں ہے اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا ہے دوسرے کو ہمارے پشتون میں ایک مثال ہے کہ جتنا بھی آپ ہوشیار ہو جائیں ساتھ ایک اپنے سادہ بے وقوف کو بھی سنو کہ وہ آپ کو کیا مشورہ دیتا ہے آپ کے آئیں باہمیں آپ کے رائٹ مینڈ جو لوگ بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کوئی اچھے مشورے نہیں دیئے نا۔ بھی تک آپ کو کوئی اچھے مشورے دے رہے ہیں جناب اسپیکر۔ بلوچستان کی عوام تقاضا کرتی ہے کہ ایک نئی ڈولپمنٹ ہوئی ہے ایک نئی پارٹی بن گئی ہے ایک نیا سی ایم آئی گیا ازر جیک ہے قابل ہے تعلیم یافتہ ہے لیکن بلوچستان کی عوام جس طرح امید کرتی تھی آپ اس کے بر عکس نکلے جناب اسپیکر میں اگر اب یہ بات کہنے کو میرے خیال میں حق بجناب ہوں ہمارے بلوچستان کے دور دراز کے علاقوں میں تعلیم نہیں ہے وہاں پر صحت نہیں ہے ہماری وہاں پر روڑوں کی انفراسٹرکچر نہیں وہاں پے یہ سارے جو پسمندہ علاقے تھے انہیں کی امید تھی لیکن میں سوال کرتا ہوں اپنے جام صاحب سے کہ جب سے یہ کیبینٹ بنی میں نے جام صاحب کو ایک مشورہ دیا کہ جام صاحب ڈولپمنٹ چھوڑو روڑوں کو چھوڑو آپ نے ایک دوچیزوں پر آپ نے توجہ دینا ہے اور کام کرنا ہے جو وہ چیزیں جو عوام سے ڈائریکٹ ریلیٹیڈ ہیں۔ اگر آپ نے گڈگورننس نام دینا ہے گڈگورننس کا آپ نے اگر پیغام دینا ہے یہ دو تین ڈیپارٹمنٹ ہیں اس پر آپ فوکس کریں اس میں آپ ریفارم لائیں ایجوکیشن ہے ہیلاتھ ہے میرے خیال میں ان تین سالوں میں ایجوکیشن اور ہیلاتھ تو ہمارے کلبٹ میں ڈسکس ہی نہیں ہوئی ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے بلوچستان کو تعلیم کی ضرورت ہے لیکن کبھی تعلیم کے حوالے سے ایک بھی کوئی بہتر فیصلہ نہیں ہو سکا ہم نے کوئی ہزاروں ghoast اسکول اسی طرح بند کے بند ہی پڑئے ہیں بلڈنگوں سے تو ڈولپمنٹ ہیپارٹمنٹ آپ کے ساتھ ہے تو ہیلاتھ میں آپ دیتی ہے جناب اسپیکر اسی طرح ہمارے ہیلاتھ کا آپ دیکھیں ہیلاتھ ڈیپارٹمنٹ آپ کے ساتھ ہے تو ہیلاتھ میں آپ جا کے دیکھ لیں ہمارے ہیلاتھ کی کیا اپوزیشن ہے۔ تو جناب اسپیکر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو یہ no-confidence motion reaction ہے ایک reaction ہے ایک reaction کے طور پر یہاں پر خیال میں بلوچستان کی عوام کی ایک reaction ہے ایک reaction ہے ایک realize کردیا کہ ہم کس سمت کی طرف جا رہے ہیں بلوچستان عوامی پارٹی کے اندر بھی سارے دوستوں نے realize کردیا کہ ہم کس سمت کی طرف جا رہے ہیں اب بلوچستان کی عوام ہم سے توقع کرتے ہیں بلوچستان کی عوام ہم سے ڈولپمنٹ مانگتے ہیں بلوچستان کی عوام ہم

سے نوکریاں مانگتی ہے بلوچستان کی عوام ہم سے تعلیم مانگتی ہے لیکن ان سب کچھ کے باوجود جناب اپیکر میں تو خود گورنمنٹ کے ایک ممبر کی حیثیت سے بالکل شرمند ہوں ہم نے کچھ نہیں کیا وہ ذمہ داریاں شاید ہم پر نہیں آتی ہیں وہ ذمہ داری ٹیم کے کپتان پر آتی ہے جب آپ کا کپتان آپ کو صحیح ڈائریکشن نہیں دیتا تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔

جناب اپیکر: please - زیرے صاحب، لانگو صاحب!

جناب نور محمد مرزا: جناب اپیکر! ایک بہت اچھا ماحول ہے آج وہی دوست ہمارے تقریر پر ڈیک بجارتے ہیں جو بڑے خلاف ہوتے تھے۔

جناب اپیکر: اسی لئے آپ چارج ہو گئے۔

جناب نور محمد مرزا: جناب اپیکر! لیڈر شپ میں بہت سی کوالٹیاں ہوتی ہیں لیڈر جو ہے وہ قوم پرست نہیں ہوتا لیڈر جو ہے وہ نیوٹرل ہوتا ہے۔ لیڈر جو ہے وہ مفاد پرست نہیں ہوتا۔ لیکن میں کیا کہوں، ہماری جام سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ بلوچ، پشتو، سیلر سب کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ ایک ہم روں ادا کریں گے۔ لیکن ان تین سالوں میں جو قوم پرستی جام صاحب میں دیکھی ہے تو میں حیران ہوں کہ خدا کی قسم مجھے کیا کہ میں کیا بولوں ان کے بارے میں۔ بالکل میں تو کہتا ہوں جناب اپیکر! قوم پرستوں کو پتہ نہیں کیسے یہ سبق آپ لوگوں نے اس کو سمجھایا ہے قوم پرستی کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے ان کو۔ جناب اپیکر! میں ایک زندہ مثال پیش کرتا ہوں کہ ہر نائی میں تین سو گھر سیلاں میں بہے گئے۔ جناب کے پاس آئے کہ جناب ہمارے تین سو گھر سیلاں لے گئے۔

یہ اگر سبیلہ ہوتا میرے خیال میں فی گھرانہ کوئی ایک کروڑ روپے مل جاتے۔ ہمارے ان بیچاروں کو جن کے گھر پورے کے پورے demolish ہو گئے سیلاں لے گئے ان کو خدا کی قسم شرم کی بات ہے میں نام ہی نہیں لے سکتا ہوں سات، سات ہزار فی گھرانہ ملے۔ جناب اپیکر ابھی ہر نائی میں زنگلہ آیا کوئی ہزاروں گھر تباہ ہو گئے سینکڑوں گھر اس طرح ہیں جو کہ پورے کے پورے demolished ہو گئے ہمارے جناب گیا کوئی مٹی کے بغیر میرے خیال میں ایک روپیہ بھی ابھی تک پیکچنگ کا اعلان نہیں کیا۔ کیا وہ لوگ اپنی پوری زندگی کے پیے جو کامے تھے انہوں نے یہ گھر بنائے تھے ابھی وہ دوبارہ آسمان تلے گزارہ کر رہے ہیں ٹینٹوں میں۔ لیکن وہ اگر کوئی اور ہوتا تو شاید جام صاحب دن رات وہیں پر ہوتے تھے ایک گھنٹے کے لئے گیا جناب اپیکر لیڈر میں یہ ساری چیزیں ہوتی ہیں ہمارے جام صاحب میں یہ چیزیں تین سالوں میں ہم نے نہیں دیکھیں۔ تو اس لئے اپنے ہی سی ایم کے خلاف اٹھ کے کھڑا ہونا میرے خیال میں یہ کوئی مناسب نہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی ہمارے کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ یہ تحریک اس وقت سے چل پڑی کہ جب کوئی گیٹ پر بکتر بندی گاڑی چڑھائی۔ میں نے کہا نہیں میں یہ

کہتا ہوں کہ یہ اندر جو یز سٹنٹ چل رہی ہے یہ دو سال پہلے سے چل رہی تھی یہ دو سال پہلے سے جنہوں نے محسوس کیا جو محسوس کرنے والے تھے جن میں تھوڑی بہت احساس تھا انہوں نے دو سال پہلے محسوس کیا۔ جناب اسپیکر یہ صرف اپوزیشن کی عدم اعتماد نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کی عوام کی عدم اعتماد ہے ہمارے موجودہ سی ایم پر تو برائے مہربانی جناب جام سے یہی request ہے کہ آج بہت بہترین موقع ہے بلوچستان کے عوام کو ایک موقع دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی thank you دمڑ صاحب۔

جناب نور محمد مرزا: بلوچستان کی عوام کی تمام الیکٹریڈ پارٹیاں اپوزیشن ہمارے دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں میں معذرت چاہتا ہوں اپوزیشن کے دوستوں سے جو کچھ ان تین سالوں میں ہوا ہم سے گلہ نہ کریں، ہم سے ایک بات کی بھی نہیں پوچھیں جنہوں نے مشورے دیئے ہیں وہ آپ کو پتہ ہے۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے مشورے دیئے ہیں انہی سے گلہ نہ کریں ہم سے گلہ نہ کریں۔ نہ آپ کے فنڈ زہم نے کائلے ہیں نہ بکتر بند ہم نے چڑھائی ہے نہ ہم نے آپ کے ساتھ کچھ اور کیا ہے۔ یہ سارا ان لوگوں نے کیا ہے۔ جو آج بھی عدم اعتماد کے وقت سوئے ہوئے تھے۔

جناب نور محمد مرزا: جی جناب اسپیکر! میں ختم تو کر دوں۔

جناب اسپیکر: آپ نے ختم نہیں کیا ہے؟

جناب نور محمد مرزا: جی نہیں میں نے ختم نہیں کیا ہے۔ میں ایک دو تھوڑی باتیں ہیں جو رہتی ہیں۔ جناب اسپیکر! یہاں پر ہمارے معزز رکن انجینئر صاحب نے کہا کہ جام صاحب نے ہمارے ساتھ جو وعدے کیے تھے وہ سارے کے سارے پورے کر دیئے میں مانتا ہوں کہ بالکل اے این پی کے ساتھ جو وعدے کیئے تھے وہ سارے کے سارے پورے کر دیئے۔

جناب اسپیکر: جی thank you دیکھیں! ایک بات یہاں پر واضح کریں جو تحریک آئی ہے تحریک کو 13 بندوں کی ضرورت تھی اور 33 نے دی 34 وال آخر میں آیا۔ تو یہ چیزیں، اور ایک دوسری یہ کہ جو ممبرز ہمارے ایم پی ایز کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ تھے، ایک بجے بعد غائب ہوئے۔ تو ہم نے آئی جی پولیس کو کہا ہے وہ ان کو کہیں۔ میرے خیال میں غائب نہیں ہوئے ان سے contact کر رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اگر وہ کسی بھی تحریک کے مخالف میں آتے ہیں یا حق میں آتے ہیں، وہ ضرور آئیں گے۔ یہ چیز دوبارہ میرے خیال اُس میں ڈسکس نہ کریں، وہ غائب نہیں ہیں، ان سے، آئی جی سے رابطے میں ہیں، وہ حال و احوال کرتے ہیں۔ جی

نعت اللہ زہری صاحب۔

جناب نور محمد ذمہ: جی جناب اسپیکر! میں ختم کرلوں۔

جناب اسپیکر: آپ نے ختم نہیں کیا ہے؟

جناب نور محمد ذمہ: ایک دو تھوڑی باتیں جو رہتی ہیں۔ جناب اسپیکر! یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن انجینئر صاحب نے کہا کہ جام صاحب نے ہمارے ساتھ جو بھی وعدے کیے وہ سارے کے سارے پورے کر دیئے، میں مانتا ہوں ANP کے ساتھ جو وعدے کیے تھے وہ سارے کے سارے پورے کر دیئے، لیکن سارے کے سارے ANP کے وعدے پورے کیئے تھے لیکن اپنی ہی پارٹی کوتباہ کر دیا۔ انہی کی بھیست چڑھادیا پارٹی کو، BAP جو بلوچستان کی عوام کو ایک تھے تھا، ANP کے ساتھ سارے compromise کر کے سودا کر دیا۔ تو میں آخر میں پھر یہی request کرتا ہوں کہ جام صاحب! برائے مہربانی آپ اکثریت کو چکے ہیں۔ آپ public میں بھی اگر جائیں اگر آپ ریفرنڈم بھی کرنا چاہیں تو میرے خیال میں آپ کے ساتھ لوگ نہیں ہوں گے مزید، تو میرے خیال میں بہتر یہی ہے آپ جن سے امید کرتے ہیں اُن کو عدالتوں میں اُنکو میڈیا پر اُن کا ٹرائل ہونا یا اپنی اسمبلی کے اندر اُن کو زیر بحث لانا میرے خیال میں آپ ہی اُن کے ساتھ زیادتی کرتے ہو۔ برائے مہربانی آپ سے request ہے کہ استغفار دے دیں ہماری جانچ چھوڑیں۔

جناب اسپیکر: جی thank you، نوازدہ نعت اللہ زہری صاحب۔ آپ بات نہیں کرنا چاہتے آپ کا نام آیا ہے؟ جی خلیل جارج صاحب۔ آپ لوگ بہت زیادہ ہیں، ابھی کیا کروں۔ آپ اپنے بندوں کو کہیں نہیں بولیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شروع کرتا ہوں خداوند کریم کے با برکت نام سے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج ابھی کی باتیں سن کر مجھے ایک شعر یاد آیا۔

عجیب رشتہ رہا کچھ اس طرح اپنوں سے

نہ فرتوں کی وجہ ملی، نہ محبتوں کا صلمہ ملا

جناب اسپیکر! میرے والد صاحب کہتے تھے کہ آپ سیاست میں جا رہے ہو، سیاست بہت بے رحم چیز ہوتی ہے، کل کے دشمن آج کے دوست ہو سکتے ہیں۔ اور آج کے دوست کل کے دشمن ہو سکتے ہیں۔ اور آج میں اپوزیشن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کل جس پارٹی، جس کا نہ باپ تھا، اُس کو کہتے تھے یہ ایجنسیوں کی پارٹی ہے، آج ایجنسیوں کی یہ اپوزیشن بھی ہو گئی ہے۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج وہ بھی اُس رنگ میں رنگے گئے جس رنگ میں ہم کو رنگنا چاہتا تھا۔ جناب اسپیکر! یہاں آج۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! پلیز۔ order in the House یہ کیا بیٹھک بنایا ہوا ہے آپ لوگوں نے زیرے صاحب پلیز۔

جناب خلیل جارج بھٹو: مجھے دکھ ہوا اپنے دوست کی بات سن کر، جو ابھی بات ہوئی ابھی اپنے دل سے میں کہہ رہا ہوں، میں آج بھی جام صاحب کو اپنا قائد مانتا ہوں، اور ہمیشہ قائد مانتا ہوں گا جب تک یہ اسمنی ہے۔ اور یہاں اگر میں کر سچن ہو کر، میسیحی ہو کر اپنی بات پر قائم ہو سکتا ہوں کیا مجھے، لائچ بھی دیا گیا، میں غریب ضرور ہوں لیکن بے غیرت نہیں ہوں۔ ہاں میرا دل رنجیدہ ہے کہ آپ بلوچستان کو ایک لیبارٹری سمجھتے ہو۔ باقی صوبوں میں اُسی طرح حکومتیں چل رہی ہیں، یہاں لیبارٹری استعمال کرتے ہو۔ پہنچنیں کس ایجنسٹے پر آپ آئے ہو کہ ان حکومتوں کو آپ تباہ کرتے ہو، ہنسنے کی بات نہیں ہے، یہ پچھلی دفعہ آپ حکومت میں تھے آپ نے کیا کیا۔ پچھ نہیں کیا۔ اپنی قوم کو ما یوس کیا، میں جناب اسپیکر! ہر نالی میں گیا، میرے رکن MPA اقلیتوں کو ملنے ہی نہیں گئے، ان کا گلہ شکوہ تھا کہ ہمارے پاس کوئی نہیں آتا، ووٹ اس نے لیے، میں نے نہیں لیے، ووٹ میں reserve seat پر آیا ہوں، ووٹ ان ایوان والوں نے لیے، آج کوئی اقلیتوں کو نہیں پوچھتا، اگر کوئی وزیر اعلیٰ کوئی محسن اقلیتوں کا رہنمابنتا ہے، اقلیتوں کے لیے کام کرتا ہے تو اُس کی سزا یہ ملتی ہے، میں کہتا ہوں آج جام صاحب کو صرف سزا ان کاموں کی مل رہی ہے جو اُس نے بلوچستان میں کیئے۔ اگر وہ کام نہ کرتے، ان کی باتیں سُنْتَه، ان کو نوازتے ان کو سب کچھ کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ پھر بھی میں کہتا ہوں کہ یہ BAP پارٹی کا مسئلہ ہے، اور ہم اپنے لوگوں کو کبھی بھی چھوڑیں گے نہیں۔ ہمارے جتنے بھی لوگ ہیں، ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم BAP پارٹی کا فیصلہ کریں گے۔ استعفی لینے کی بہت جلدی ہے ابھی امتحان اور بھی ہیں، ہاں ابھی تو وقت دیکھیں۔ استعفی کوئی راہ پر پڑی چیز نہیں ہے، کسی عام کا استعفی نہیں ہے، چیف ایگزیکٹو کا استعفی ہے۔ انہی لوگوں نے جنہوں نے آج کہا ہے، انہیں لوگوں نے ہم نے سب نے اعتماد کیا ہے، آج بھی بلوچستان کی عوام کا اعتماد صرف اور صرف جام کمال خان صاحب پر ہے۔ یہ جو ریفرنڈم کی بات کرتے ہیں، ریفرنڈم آجائے گا ریفرنڈم آجائے گا دیکھ لیں گے۔ اگلا ایکشن ریفرنڈم ہو گا۔ وہ تو پھر بھی نواب ہیں، میں ابھی سے کہتا ہوں اپنے علاقے کی سیٹ جیتے گا، آپ لوگ اپنی فکر کریں۔ عوام ہی ہیں وہاں، وہاں عوام نہیں ہیں، کیا ہم لوگ عوام میں نہیں ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب!

جو آج چارج شیٹ پیش کیا گیا ہے، میں اسکو totaly طور پر مسترد کرتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ منافقت پر مبنی sheet ہے، یہ pre-planned sheet ہے۔ یہ کسی ملک کے ایجنسٹے کی sheet ہے۔ پاکستان کے ایجنسٹے کی sheet نہیں ہے۔ وہ پاکستان کا وفادار ہے جو پاکستان کی ترقی چاہتا ہے، جو بلوچستان کی ترقی

چاہتا ہے، آج بلوچستان کی ترقی ہوئی ہے آپ ہر طرف دیکھیں لوگ خوش ہیں، مہنگائی یا دوسرا چیزیں اس پر اپوزیشن کبھی اکٹھی نہیں ہوئی، لوگ مرتبے ہیں اپوزیشن اکٹھی نہیں ہوتی، اور جب استعفیٰ کی، منقاد کی باری آتی ہے تو سارے دودوہاتھ سے desk بجاتے ہیں، اتنی منافقت، اگر انہی منافقت سیاست میں آگئی ہے تو آئندہ سے ہم ایسے ایکشن میں حصہ نہیں لیں گے جس میں ناقچے کی تمیز ہے نہ بُرے کی۔ میں یہ حقیقت کہتا ہوں نہ اچھے کی تمیز ہے نہ بُرے کی تمیز ہے۔ سنیں میرے بھائی سنیں۔۔۔ (داخلت) ہم نے بھی سنایا ہے، ہم نے بھی یہاں بہت ساری چیزیں سنی ہیں۔ آج آپ سنیں، آپ آج سنیں۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! please!

جناب خلیل جارج بھٹو: ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب! انہی باتوں سے آج پھر میں کہتا ہوں، یہ ہاؤس کی دیواریں روزِ قیامت میں سب سے پوچھیں گی جنہوں نے یہاں منافقت بھی کی ہے اُن سے بھی پوچھیں گی، جنہوں نے چاپلوسی کی ہے اُن سے بھی پوچھیں گی۔ لیکن جناب اسپیکر! وقت گواہ ہے میں اس چیز کو، 24 سال سے ہماری نون سے وابستگی تھی اب باپ پارٹی میں آئے۔ آج BAP پارٹی میں مجھے جوڑ کھے آج باپ پارٹی میں PDM نے سوراخ کیا ہے۔ ان کے دماغوں کو انہوں نے بدلا ہے، یہ نہیں چاہتے کہ بلوچستان میں ترقی ہو، یہ نہیں چاہتے نوکریاں ہوں، یہ نہیں چاہتے کہ عوام کو روزگار ملے، پہلے PSDP کو بھی لے گئے، ابھی عدالت نے وہ گیٹ بند کر دیا، وہ رستہ بند کر دیا آج ان کو یہ رستہ مل گیا کہ ان کے لوگوں کو ورغلائیں۔ وزارتیں بہت دیکھی ہیں، اگر ہم نے ایسی وزارتیں کرنی ہیں کہ ہم کچھ نہ کر سکیں تو لعنت بھیجتے ہیں ایسی وزارت پر۔ آج بھی ہم وزارتوں کے لیے نہیں عوام کے لیے آتے ہیں۔ اسی ہاؤس میں ہمیں کیا کیا نہیں کہا گیا، خیراتی تک کہا گیا، اُس وقت اپوزیشن کہاں تھی، اُس وقت کسی نے بات نہیں کی کہ یہ بھی ایک اسمبلی کا ممبر ہے۔ آج کہتے ہیں آپ بھی اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔ آپ بھی اس اسمبلی کے معزز رکن ہیں، آج معزز رکن ہو گیا۔ کیونکہ میرا ووٹ اور نصر اللہ زیرے کا ووٹ ایک ہے۔ اسی لیے میں معزز ہو گیا۔ اگر میرا ووٹ ایک نہ ہوتا یہ بھی مجھے معزز نہیں کہتے۔ اقلیتوں کو میں یہ یقین دلاتا ہوں اسپیکر صاحب اقلیتوں کو جتنے حقوق جام صاحب نے دیے پاکستان اور بلوچستان کی تاریخ میں کبھی کسی نے نہیں دیے۔ یہ میرے پاس تاریخ ہے۔ ہاں! اگر۔۔۔ (داخلت)

جناب اسپیکر: زیرے صاحب پلیز۔

جناب خلیل جارج بھٹو: ابھی تو ہم بات کر رہے ہیں، ساحل و سائل کی بات بعد میں۔ جناب اسپیکر! آج جس طرح میں یہ speeches سُن رہا ہوں، یقین مانیں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جام صاحب کوئی ستر سال

سے اقتدار میں ہیں۔ تین میں پہلے کی بات ہے، اسی اسمبلی میں سب speeches سُن لیں، میری اگر اسکے speeches اگر میرا قائد تھا تو آج بھی میرا قائد ہے، میں نے اپنے رہنماؤں نہیں بدلا، تین میں پہلے کی speeches سُن لیں۔ اس ہاؤس کو خدار امداد نہ بنائیں، جمہوریت کو چلنے دیں، پھر کوئی آجاتا ہے تو آپ کہتے ہیں وہ جمہوریت پر شب خون مارا ہے۔ وہ آج بھی شب خون انہوں نے نہیں مارا ہے، شب خون آپ لوگ مار رہے ہیں۔ جمہوریت کو آپ لوگ derail کر رہے ہیں، وہ لوگ نہیں کر رہے۔ اگر ان سے آپ نے چنان ہے تو آپ نے اتفاق ویگانگت سے کام کرنا ہے۔ یہ 65 کے ہاؤس میں سب کی equal respect ہے، اور جس طرح آج ہر آدمی جام صاحب پر الراہ لگا رہا ہے، میں تو کہتا ہوں کہیں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اسی ایم ہاؤس کے دروازے گھلے رہتے ہیں۔ بہر حال مجھے اپنے قائد کی speech سننی ہے، میں اپنی بات کو windup کروں گا ایک شعر کے ساتھ کہ: ”

نہ عرون اچھا، نہ زوال اچھا، جس حال میں رکھے خدا وہ حال اچھا

اگر میرے قائد کے لیے خدا نے عزت رکھی ہے تو اس کو دنیا میں کوئی مائی کا عمل ہٹانہیں سکتا۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ بھروسہ صاحب۔ ایک بات نے یہاں پر یہ کہا کہ یہ۔۔۔ (مدخلت) ایک منٹ دے دیتا ہوں ایک منٹ۔ جی thank you بھروسہ صاحب۔ اور یہ ایک بات آپ کے knowledge میں ہو کہ پی ڈی ایم اے نے تحریک نہیں لائی، تحریک آپ کے اتحادی اور BAP پارٹی کے ممبران نے لائی ہے۔ اور بی این پی (عوامی) اس میں شامل ہے، احسان شاہ صاحب شامل ہیں۔ تو میرے خیال میں ان کو پی ڈی ایم اے کو الراہ نہیں دینا چاہئے اپنی پارٹی کی طرف دیکھ لیں۔ جی مری صاحب۔

میر نصیب اللہ مری: جناب اسپیکر صاحب! ہم نے پہلے دن پاکستان تحریک انصاف نے بلوچستان عوامی پارٹی کے ساتھ اتحاد کیا اس وقت تو ہم نے جام صاحب کو دیکھا تھا ہم نے کہا وہی ہے لیکن جب ہم نے قریب سے جام صاحب کو دیکھا تو جام صاحب کی فعل اور قول میں فرق تھا۔ کیونکہ جام صاحب نے ہمیشہ کوشش کی ہے کبھی بھی اپنے دوستوں اور اتحادیوں کو ایک کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ ہمیشہ اپنی کرسی کے ساتھ چپا رہا۔ کیونکہ ہمارے دوست جو پہلے ناراض تھے، وہ میرے پاس بھی آئے ہیں، میر اسد کے پاس بھی آئے ہیں کہ چلو جام صاحب کو نکالتے ہیں جب ان کا مسئلہ حل ہوا تو انہوں نے ابھی کہا ہے کہ سب سے زیادہ کام جام صاحب نے کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے، ہمارے لوگ کچی روڑوں پر سینکڑوں کے حساب سے landmines میں شہید ہو گئے ہیں۔ اب ہمارے علاقے میں روڑ نہیں ہے نہ سکول ہے نہ Hospital ہے، نہ بی انج یو وغیرہ ہے۔ لیکن

مجھے افسوس ہے، میں نے جام صاحب سے کتنی دفعہ کہا ہے کہ جام صاحب خدار! ہمارے علاقے کیلئے روڈ چاہئے۔ ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ ہمارے لوگ bomb blasting سے مر رہے ہیں۔ شہید ہو رہے ہیں۔ جام صاحب نے اپنے علاقے کیلئے تو 22 ارب دے سکتے تھے۔ لیکن افسوس ہمارے علاقوں کیلئے ان کے پاس ایک ارب نہیں تھا۔ جبکہ میرا پہلے دن سے یہی تھا کہ حزب اختلاف کے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں، ان کو بھی دینا چاہئے۔ لوگ میرے گواہ ہیں۔ پھر جام صاحب کے قریب جو لوگ تھے انہوں نے اُسی وقت بھی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ پھر مجھہ اور حاجی طور سے جام صاحب نے کہا کہ آپ لوگوں کے پیے، میں نے کہا سب سے کا ٹیک ان کا بھی حق بتتا ہے۔ ابھی بھی جناب اسپیکر! ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جام صاحب! ابھی لوگ آپ کے ساتھ نہیں ہیں اس 65 کے ایوان میں 34 بندوں نے ابھی آپ کے سامنے اور چار پانچ بندے missing میں ہیں۔ افسوس ہے جام صاحب سے ہمارے علاقوں میں جنگ ہوتی ہے۔ لڑائی ہے، جب لیڈر یہ جاتی ہیں تو دونوں طرف سے بندوقیں رُک جاتی ہیں۔ اور ہماری لیڈر یہ زکوخ و خاتین کواغوا کرایا گیا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے یہی ہے حکمرانی؟ کیونکہ جام صاحب آپ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ لوگ بھی خاندانی لوگ ہیں۔ خاندانی لوگ اس طرح نہیں کرتے۔ کہ جیسے کہ آپ خواتین کے ساتھ کر رہے ہیں اس طرح ہے ہمارے اختر مینگل صاحب کے خلاف عدم اعتماد آیا اس نے resign دیا نواب ثناء اللہ زہری کے خلاف آیا انہوں نے بھی استعفی دیا۔ یہ تو ایک جمہوری طریقہ سے ہم کر رہے ہیں۔ اگر ہم غیر جمہوری طریقے سے کر رہے ہیں پھر جام صاحب ہمیں کہیں۔ ہم جمہوری طریقے سے کر رہے ہیں یہ ہمارا حق بتتا ہے۔ کیونکہ اس ایوان میں 33 ووٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ٹائم ہمارے پاس اور اتحادی سارے 40 سے above ہیں۔ پھر بھی جام صاحب کو ہمیشہ میں دیکھتا ہوں ٹاک شو میں یہی کہتا ہے کہ میرے پاس 25 بندے ہیں اور بندے بھی آئیں گے۔ شاید جام صاحب کے ذہن میں یہی تھا کہ میں یہی خواتین کو بند کر کے پھر اپنے نمبر پورے کروں گا۔ لیکن وہ بند ہوں گے آپ کے نمبر بھی بھی پورے نہیں ہوں گے۔ آپ یہ ذہن سے نکال دیں جام صاحب! اس طرح نہیں ہوتا کیونکہ ہمیشہ اقتدار آنی اور جانی چیز ہے۔ عزت سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی۔ سب سے زیادہ عزیز انسان کو عزت ہوتا ہے۔ انسان اپنی عزت کو دیکھیں کیونکہ آپ کے دادا وزیر اعلیٰ رہے ہیں، آپ کے والد صاحب رہے ہیں آپ اگر اس طرح کر رہے ہیں یہ غلط کر رہے ہیں۔ جام صاحب سے ہماری یہی گزارش ہے کہ ابھی بلوچستان کے لوگوں کو مزید خوارنہ کریں مزید ان کو آزمائش میں نہ ڈالیں مہربانی کر کے آپ کے پاس ایوان میں بندے نہیں ہیں، 18 بندوں سے آپ کیا چلا کیں گے آپ استعفی دے دیں تاکہ لوگ اپنا نیا قائد ایوان منتخب کریں گے۔

انشاء اللہ نبی گورنمنٹ بنے گی۔ نبی گورنمنٹ کا ہم سب ساتھ دیں گے انشاء اللہ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔
جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ سابق صوبائی وزیر خزانہ میر خالد لانگو صاحب آفیش بکس میں بیٹھے ہیں پورے ہاؤس کی طرف سے انہیں wellcom کہتے ہیں۔ جی سید عزیز اللہ صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنِ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ - لِمَنِ الْمُلْكُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - جناب اسپیکر! آج کادن بلوچستان نہیں بلکہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا ایک اہم ترین دن ہے۔ بلوچستان اسمبلی نے جس اکثریت کے ساتھ، جس میجری کے ساتھ تحریک عدم اعتماد کو مینڈیٹ سے نوازا، جس انداز سے بلوچستان کے معزز ممبرز نے تحریک عدم اعتماد کو ویکلم کہا میں بلوچستان اسمبلی کے معزز اراکین کو اس پر مسرت موقع پر مبارکہ دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ جام صاحب وزیر اعلیٰ ہیں، لیکن میں آپ کے توسط سے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے جن 34 اور 35 اراکین نے تحریک عدم اعتماد کے حق میں ووٹ دیا ہے اُس کے بعد جام کمال وزیر اعلیٰ نہیں رہے۔ وہ مستغفی ہوں یا نہ ہوں بلوچستان کی اسمبلی نے اُن کی میجری کو مسترد کر دیا ہے۔ بلوچستان کی اسمبلی اُن کو بطور وزیر اعلیٰ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اب اُن کی مرضی ہے وہ مستغفی دیتے ہیں یا دو تین دن بعد اراکین اسمبلی اُن پر عدم اعتماد کر کے انہیں رخصت کرتے ہیں اس اسمبلی سے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے عوام بہت پس چکے ہیں بلوچستان کے عوام در بر ہو چکے ہیں بلوچستان کے عوام ظلم کی چلی میں پس رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ جام صاحب کی غلط پالیسیاں، جام صاحب کا غلط روایہ، جام صاحب کی غلط روش اُن کی غلط strategy، اُس کا سب سے بڑا عمل دخل بلوچستان کی پسمندگی میں یہی چیزیں ہیں۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج بھی اس اسمبلی کے بعض معزز ممبران اُن کے گن گار ہے ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ بلوچستان کی تاریخ کا، بہترین اور مدد بر وزیر اعلیٰ، لیکن میں کہتا ہوں اگر واقعی بلوچستان کی تاریخ کا مدد بر وزیر اعلیٰ یہی ہے تو پھر ہمیں بلوچستان کی تاریخ کا بدترین وزیر اعلیٰ بتائیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان میں اس وقت یہ روزگاری ہے بدمانی ہے، مہنگائی ہے اور بلوچستان کے تمام طبقات اس وقت protest پر ہیں آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں، آپ وکلاء کے پاس جائیں، آپ ٹیچرز کے پاس جائیں آپ جہاں بھی جائیں گے اور آپ جہاں بھی لوگوں سے پوچھیں گے لوگ یہی بات کہیں گے کہ جب تک جام وزیر اعلیٰ ہے بلوچستان کی قسمت میں یہی رونا دونا ہے۔ اسلئے ہم مزید بلوچستان کے مظلوم عوام کو جام کمال خان کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور ہم نے اسی فلور پر کہا تھا کہ جام صاحب کے خلاف طبل جنگ نج چکا ہے اور وہ طبل جنگ اب آخری مرحل میں داخل ہو چکا ہے اور آج اسمبلی کی اکثریت نے اُن پر عدم اعتماد کر دیا۔ آج ہمارے تعلیمی شعبے کو لے

لیجئے۔ ہمارے ایریبلیشن کے شعبے کو لے لیجئے، ہماری بھلی کی کیا صورتحال ہے۔ ہمارے بلوچستان میں گیس کی کیا صورتحال ہے یہاں سب کچھ ناپید ہے اگر کوئی چیز یہاں دستیاب ہے تو وہ انسانی خون ہے اور آپ کو یہاں ہر طرف انسانی خون ہی خون ملے گا۔ جناب اسپیکر! سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج جو تحریک عدم اعتماد آئی ہے پیش ہوئی ہے، وہ ان لوگوں نے پیش کی ہے جو لوگ جام صاحب کی کابینہ میں ان کے ساتھی رہے۔

جناب اسپیکر: اس کو مختصر کریں بہت ساری اور بھی بات کرنے والے ہیں۔

سید عزیز اللہ آغا: میں conclude کرتا ہوں۔ لیکن تھوڑی سی گزارشات ہیں وہ ہاؤس کے سامنے رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا بیٹا، 80 گاڑیوں کے سکواڈ کے ساتھ شکار کیلئے نکلتا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کے بیٹے کے ساتھ سرکاری وسائل کے بل بوتے پر گاڑیاں چلتی ہیں، سرکاری وسائل کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے لیکن وہ ہوشاب میں ہمارے پھول کے خون میں لست پت دیکھ وزیر اعلیٰ کے کان پر جوں بھی نہیں رہیں گی تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ آخری دم تک یہاں ہاؤس میں بیٹھتے ہماری تقاریر سننے اُس کا جواب دیتے لیکن چونکہ اُن کے پاس جواب نہیں ہے، اُن کے پاس جواز نہیں ہے۔ اُن کے پاس بولنے کے لئے کچھ نہیں ہے، اُن کے پاس دلیل نہیں ہے اُن کے پاس اکثریت نہیں ہے اسلئے وہ ہاؤس سے باہر چلے گئے۔ اسلئے ہم کہتے ہیں کہ جام صاحب آپ نے جو وقت گزار میں انہیں سابق کہتا ہوں سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان۔ جام صاحب آپ کو تین ساڑے تین سالوں کا حساب دینا ہوگا۔ آپ نے بلوچستان کے عوام کو exploit کیا ہے، آپ نے بلوچستان کو اندر ہیروں میں ڈال دیا۔ اسلئے جناب۔۔۔

جناب اسپیکر: عزیز اللہ صاحب مختصر کریں اس کے بعد قائد ایوان نے بات کرنی ہے۔ روئنگ دے دینے۔ جام صاحب کو دیکھیں۔ اچھا! آگئے۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! میں اپنی بات کو دوبارہ دہراتا چاہوں گا کہ جام صاحب آپ سابق وزیر اعلیٰ ہو چکے۔ اسمبلی آپ پر عدم اعتماد show کر چکی۔ آپ نے جو تین یا ساڑھے تین سال گزارے آپ کو اس کا حساب دینا ہوگا۔ بلوچستان کے عوام آپ سے حساب مانگتے ہیں۔

جناب اسپیکر: عزیز اللہ صاحب! شکریہ۔

سید عزیز اللہ آغا: ابھی تو وزیر اعلیٰ صاحب آئے ہیں۔

جناب اسپیکر: انہوں نے وہاں آپ کو سون لیا ہے۔

سید عزیز اللہ آغا: مجھے ایک منٹ اور دے دیں۔ کہ بلوچستان کے عوام کی قسمت سے ناکھیلا جائے اور جو بھی

وزیر اعلیٰ بتا ہے اکثریت کے فیصلے سے ہم انہیں welcome کہیں گے لیکن خدارا بلوچستان ہمارا صوبہ ہے یہ ہماری مٹی ہے اور بلوچستان کی مٹی ہمیں سب چیزوں سے عزیز ہے خدارا بلوچستان کے حال پر حرم کیجئے۔ بلوچستان کو خوشحال بنائیں۔ بلوچستان کو اُبھرتا ہوا بلوچستان بنائیں، جن لوگوں نے کہا کہ بلوچستان اُبھرتا ہوا بلوچستان ہے انہیں ورنے میں ڈوبتے ہوئے بلوچستان کو چھوڑا ہے اسلئے ہم کوشش کریں گے کہ بلوچستان کو اُٹھائیں۔ بلوچستان کی قسمت میں پیر وزگاری نہیں، بلوچستان کی قسمت میں بدامنی نہیں بلوچستان کی قسمت میں پیر وزگاری نہیں۔ بلوچستان کی قسمت میں مظلومیت نہیں۔ بلوچستان کے عوام سُرخ رو ہو گے انشاء اللہ اور اچھا مستقبل بلوچستان کا منتظر ہے، نے وزیر اعلیٰ کے انتظار میں ہیں۔

جناب اسپیکر: عزیز اللہ آغا صاحب! شکریہ۔ جی ملکھی صاحب آج کے آخری سپیکر ہیں اس کے بعد جام صاحب بات کریں گے۔

جناب ملکھی شام لال: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! مجھے بہت افسوس ہے حتیٰ کہ جام صاحب ہمارے نواب ہیں میرا آج دل نہیں کر رہا تھا اس ایوان میں، میں کچھا لفاظ بولوں مگر کچھ دوستوں کے اصرار پر مجھے کچھ بولنا پڑا پھر خاص کر کے خلیل بھٹو صاحب کے جو اتنی بڑی لمبی سی باتیں تھیں اس نے بھی مجھے تھوڑا مایوس کیا۔ ظاہر ہے اس وقت یہ جہوریت ہے جس میں یہ سٹینیں آنی جانی چیزیں ہیں ہوتا رہتا ہے کبھی کون ہیں کبھی وہ اس طرف سے ہیں کبھی ہم اس طرف سے تو یہ ایک ماحول ہی چلتا رہتا ہے۔ اصولاً تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی جس میں ایک majority-show generally صاحب کے ساتھ اکثریت اس وقت نہیں ہے رہا سوال خلیل بھٹو جو آج باتیں کر رہا ہے کہ بھتی یہاں جب ووٹ کا ظاہم آیا تو ہمیں اس کو تو اپنا حصہ مل رہا ہے پوچھیں ہمیں کہ تین سال سے جو ہم لوگوں نے تکلیف کاٹی مجھے پتا نہیں کہ خلیل بھٹو صاحب ہی خالی اقلیت میں تھے یا اس سے پہلے کوئی اور ہمارے صاحب تھے وہ تھے یہ مجھے پتا نہیں ہے صرف یہ ہمارے ٹائٹس ہم تو کسی کھاتے میں ہی نہیں ہیں ہم تو پتہ نہیں کس کھاتے میں ہیں اتنے اربوں روپے کروڑوں نہیں ہمارے دوستوں کے توسط سے بانٹے گئے ہیں دوستوں کے توسط سے اسکیمیں دی گئی ہیں ان میں خدا جانتا ہے اس میں کافی فوج ہوئے ہیں آج ہی ہر نانی میں ایک مثال دے رہا ہوں ہر نانی کا شمشان گھاٹ ڈیڑھ کروڑ روپے میں دیا گیا ہے اس کی اسکیم اگر پندرہ لاکھ سے زیادہ اوپر خرچ ہوا ہوگا اور ڈیڑھ کروڑ روپے وہاں استعمال ہو گئے اب ثابت نہیں ہو تو مجھے آپ جیل بھیج دیں اس طرح کی چیزیں جو بھی بندرباٹ ہوئی ہے کسی کے توسط سے بڑے بڑے بیزرنگتے ہیں بھی یہ لوگ تفریق گا ہوں میں جاتے ہیں کسی کو پانچ لاکھ کا چیک کسی کو چھلاکھ

کا چیک میرے اور ٹائمس کے کہنے پر تو پتہ نہیں کسی غریب پر دس ہزار کی بھی help نہیں ہوئی تو پتہ نہیں کہاں کی اقلیت کا وہ اتنا کہہ رہا ہے کہ نہیں یہ ہے وہ ہے، بہر حال جام صاحب ہمارے نواب ہیں، ہم آج بھی ان کا احترام کرتے ہیں عزت کرتے ہیں اور ہمیشہ کریں گے کیونکہ ہماری رعایا سے ہیں مگر جہاں تک اکثریت جمہوریت کا تعلق ہے اکثریت ختم ہو چکی ہے، بہتر ہے کہ جام صاحب کو جمہوریت کا ساتھ دینا چاہئے شکریہ مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ مزید ہمارے پاس اسپیکر ہیں جو بولنا چاہتے ہیں لیکن ٹائم کی کمی کی وجہ سے ملک نصیر صاحب ہیں، نواب اسلام رئیسانی صاحب ہیں، عبدالواحد صدیقی صاحب ہیں، احمد نواز، سریاب روڈ سے ہیں، وہ ہر وقت بولنا چاہتے ہیں۔ اکبر میں گل صاحب ہیں۔ جی دمڑ صاحب پوانٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب نور محمد درمذ: جی میں جناب اسپیکر point of order کیا تو ابھی میرے خیال میں اخلاقاً میں آج اس فلور پر اپنے portfolio سے اور اپنی منسری سے استغفاری دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جام کمال صاحب، قائد ایوان۔

جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ یقیناً طور پر آج کے اس عدم اعتماد کے حوالے سے جو ایک جمہوری عمل ہے، یقینی طور پر اس جمہوری عمل کے حوالے سے ہمارے ممبران نے، اور پھر خاص کر اپوزیشن کی جماعت کے لوگوں نے جو ان کا ساتھ دیا۔ اور اس عدم اعتماد کو پیش کی، اس تحریک کو۔ اس کی وجہات بہت ساری یقینی طور پر ہیں۔ اور یقینی طور پر یہاں کچھ ممبران شاید بڑی مشکل ہے۔ خود تو ہم بڑے دعویدار بنتے ہیں کہ جمہوری اقدار ہیں، ہمیں ایک دوسرے کے لئے space رکھنا چاہیے، ایک وسری کی باتوں کو برداشت کرنا چاہئے، شاید اگر کورم کے حوالے سے کوئی معلومات حاصل کرنی ہوں تو ہم بھی مد آپ کی کر سکتے ہیں۔ تو اس حوالے سے ہمیں پھر ان جمہوری چیزوں کے حوالے سے دل بھی بڑا رکھنا چاہیے، ذہن بھی بڑا رکھنا چاہیے، پھر برداشت بھی رکھنی چاہیے، پھر سننا بھی چاہیے۔ آج بہت ساری باتیں ہوئی ہیں یقینی طور پر اپوزیشن سے لوگوں نے اپنی باتیں کیں۔ اور بلوچستان عوامی پارٹی سے اور خاص کر بی این پی (عوامی) سے اسد بلوچ صاحب نے اور نصیب اللہ مری صاحب نے بھی اپنی گنگلوکی۔ میں اپنی بات جناب اسپیکر صاحب! اس حوالے سے مقرر و شروع کروں گا کہ میرا لگہ کوئی اپوزیشن سے تو بتاہی نہیں ہے۔ یقینی طور پر اپوزیشن ان ساڑھے تین سالوں میں

اسکی نہ کسی حوالے سے انہوں نے حکومت کی پالیسی ہو، ترقی ہو، کام ہو، اُس کی یقینی طور پر وہ متانج دیکھے ہیں جو شاید بیاسی طور پر اُس کا انکو فائدہ نہیں ملا ہو۔ اور یہ ان کا حق بھی ہے۔ یقینی طور پر جس حلقے کا ایم پی اے ہے ایک ووٹ لیکر آیا ہے اور وہاں سے اکثریت میں ایک ایم پی اے بناتے ہے۔ اور ان حلقوں میں کچھ ایسے کام ہو رہے ہوں جس کی ownership اُنکے پاس نہیں ہے۔ تو یقینی طور پر ایک سیاسی طور پر ایک بڑی بے چینی پھیلے گی اور بے چینی آئے گی۔ تو میرا آج ان سے تو گلہ بھی ان ساڑھے تین سال میں بھی نہیں رہا ہے میں جب آیا ہوں تو میں نے عموماً بھی بات کی ہے کہ اپوزیشن اس اپنے تعلق کو اور اس اپنی responsibility کو جس انداز میں کر رہی ہے یہ ان کے تلقنے بنتا ہے اگر وہ ہی بیٹھ کر حکومت کی تعریفیں کرنا شروع کر دیگی پھر شاید لوگوں کا اعتبار اپوزیشن سے بھی ختم ہو جائے گا۔ یہاں لگ بات ہے کہ کچھ ایسے مقرر ہیں جو لفاظی میں بہت تیز ہیں لفاظی کے معاملات میں کچھ ایسی باتیں کر جاتے ہیں جن کے facts and figures ہمیں بھی کبھی کبھی شہر ہو جاتا ہے کہ یہ معلومات ہم تک بھی نہیں ہیں، اُن کے پاس بہت زیادہ ہوں۔ کچھ حقائق پر بھی بڑی کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے حقائق کی باتیں کی ہیں ہم ان کے سنتے بھی ہیں اور ان کو weightage بھی دیتے ہیں کچھ ایسی چیزیں ہیں یقینی طور پر وہ ذاتیات پر بھی آجائی ہیں۔ خلافات میں بھی آجائی ہیں۔ ہم سیاسی لوگ ہیں کبھی ہم ناراض ہیں کبھی خوش ہیں کبھی ایک دوسرے سے ملنے کبھی نہیں ملتے ہیں کبھی بات کرتے ہیں کبھی شاید سلام دعا بھی نہیں ہوتی۔ یہ سلسہ سیاست میں چلتا رہتا ہے۔ نیزہ الحمد للہ کبھی ان سے گلنہیں رہا ہے اور میرا لگلہ اس coalition کے حوالے سے ان دوستوں کے ساتھ بھی نہیں ہو شاید آج تھوڑے نالاں ہیں تھوڑے ناراض ہیں۔ کیونکہ شاید ان سلسلوں کو، یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ آج بلوچستان میں ایک ایسا ماحول پیدا ہوا ہے کہ ہم سب بہت پریشان ہیں کہ یہ چیزیں نمودار، ہوئی ہیں یہ ماضی میں بھی ہوئی ہیں وہ دریے ماضی کا حصہ بھی رہی ہیں جہاں ہم نے no-confidence motions within the Government بہت دفعہ دیکھے ہیں اور شاید اس اسمبلی کے اندر موجود سیاسی پارٹیوں سے انفرادی طور پر یا پارٹی کے حوالے سے بہت سارے لوگ شاید آج بھی اس ہال میں موجود تھے جو اس کا حصہ بھی رہے ہیں یہ سیاست کا حصہ ہے چلتا رہے گا۔ اور ہمیں اس پر کبھی personally یا ذاتیات پر نہیں لینا چاہئے میں نے الحمد للہ تقریباً ڈریٹھ مہینے میں ان سارے معاملات کو کبھی اپنے ذاتیات پر نہیں لیا ہے۔ ٹھیک ہے حکومت کے اندر ہوتے ہوئے بہت سارے لوگ مجھ سے خوش بھی ہو سکتے ہیں بہت سارے ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک چیز ضرور ہے کہ ہم شاید بھول جاتے ہیں کہ ہم جب بات کرتے ہیں، جب کوئی پیغام دیتے ہیں سو شمل میڈیا پر، ہماری کوئی اپیچھ آتی ہے اس اسمبلی کے اندر ہماری اپیچھ آتی ہے ہم کوئی ٹویٹ کرتے ہیں ہم کوئی message convey کرتے ہیں شاید پندرہ

یہیں سال پہلے لوگ اس کو دیکھتے نہیں تھے شاید ایک خبر کی کنٹنگ بہت کم لوگ ایسے ہوتے تھے وہ اخبار کی کنٹنگ اس کا بھی رکھتے تھے اور کل ایک ریکارڈ کی صورت میں دکھاتے تھے آج کے سو شل میڈیا اور الیکٹر انک میڈیا نے اس کو اتنا واضح کیا ہوا ہے اور اس کو اتنا نمایاں کیا ہوا ہے، ہمیں خاص کر اس اسمبلی کے اندر موجود اس بات پر بار بار سوچنا چاہیے کہ میں وہ بات کہوں جو کم از کم چار مہینے بعد اس بات پر کھڑا رہ سکوں۔ اور ضروری نہیں ہے کہ بہت بڑی بڑی قریریں کریں۔ یعنی کہ ہم یہ نہیں کہتے ہیں ہم یک دوسرے کے لئے قصیدے گائیں پھر ایک دوسرے کے حوالے سے مخالفت بھی ایسی کریں۔ کیونکہ اسی اسمبلی کے اندر شاید چند دن پہلے بھی ہم نے ایک مکالمہ دیکھا تھا جس میں بات کالی گلوچ تک بھی آگئی تھی۔ بہت دُور کی بات نہیں ہے لیکن آج کی صورتحال میں اگر ہم اس کا توازن کریں تو ہمیں ڈافرق بھی نظر آئے گا۔ تو ہم اپنے سیاسی معاملات میں اس لیوں تک بات کریں ہر لحاظ سے تاکہ کل کو ہم اس کا defend کرنا اگر چاہیں گے، یہ الگ بات ہے اگر ہم نے کرنا نہیں ہے تو اس کے لئے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں تب یقینی طور پر ہمارے ماشاء اللہ یہاں دوست بیٹھے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ بہت سارے واپس آگئے ہیں۔ اور یہ سماں ہبھوریت کا ایک حُسن ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی باتیں سننی چاہئیں اور بونی بھی چاہئیں۔ اور ہر لحاظ سے بونی پاہئیں۔ اور میں اس کی بات صرف اس حوالے سے کروں گا کہ میں نے آج تک الحمد للہ کسی کی بات کو مانتہ اس طرح نہیں کیا۔ ہاں سیاسی ہماری بہت ساری ایسی چیزیں ہیں steps یہیں جو ایک حکومت کی مجبوری بھی ہے۔ ایک حکومت کے ساتھ اس کے اتحادی بھی ہیں ایک ہی حکومت کے ساتھ اس کے ممبران بھی ہیں، دوستی بھی ہے تعلق ہے بہت ساری چیزیں ہم کہتے ہیں شاید دوستوں کو پسند نہیں ہیں، یہ ساری چیزیں اس سیاست کا حصہ ہیں اور چلیں گی ہمارے ساتھ۔ لیکن ہم کم از کم سیاست میں space رکھیں اور میں یقینی طور پر مولانا صاحب کا اس کے بعد میری لاواقات نہیں ہوئی، ہرگز ہمارا کوئی ایسا مقصد نہیں تھا کہ ہم کسی کم از کم جسمانی یا کسی حوالے سے بھی نقصان کریں۔ یہ میں نہیں کہتا اور یقینی طور پر وہ چیز کی footage میں نے دیکھی مجھے وہ بذاتِ جام کمال مجھے وہ بہت ٹھیک بھی نہیں تھا۔ جس کے حوالے سے ہمارے وہاں دو تین افسران تھے اور میں نے ان سے صرف یہ سوال کیا کہ جہاں پر چھ سات لوگ موجود ہیں، تو آپ ایک ڈیڑھ سو کا شکر لے کر کیوں جا رہے ہیں۔ آپ اگر کسی افسروں کے جاتے کسی ایسے ندے کو لے جاتے جو کم از کم اُن کے ساتھ ایک اچھے انداز میں بات کرتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ بات حل بھی ہو جاتی۔ تب یہی بات ہے کہ اس کے اندر کبھی کبھی ایسی چیزیں misunderstanding ہوتی ہیں، میں نہیں کہتا کہ ہم سے پر چیز بہت صحیح ہوتی ہے۔ ہم دانستہ طور پر کوئی چیز ایسی نہیں کر رہے۔ تو میں آج اس فلور کے حوالے سے یقینی طور پر اس بات پر جہاں پر ہماری محترمہ بھی تھیں، مجھے موقع سامنے نہیں ملا لیکن ایک بہت ناگزیر واقعہ گزرا جو کہ نہیں ہوا۔

پا ہیے تھا خاص کروہ۔ باقی چیزیں اُس کی اپنی تفصیلات ہیں۔ اُس پر ہم کسی دن بعد میں بھی بحث کر سکتے ہیں۔ ہمارے کچھ ایسے دوست جنہوں نے ساڑھے تین سال لگ بھگ ہمارے ساتھ گزارے۔ تو میں ابھی اپنے دوست کو کہہ رہا تھا کہ مجھے لگتا ہے کہ اپوزیشن، اندر ورنی طور پر اُن کے دل میں یہ خاصیت ضرور ہو گی کہ انہوں نے ان ساڑھے تین سال انہیں لوگوں سے بہت ساری چیزیں سُنی ہیں۔ اور جس انداز میں سُنی ہیں وہ بھی ضرور اس ہاؤس کے حصہ ہیں اس فلور کا حصہ ہیں۔ اور آج بہت سارے لوگ کیوں ناراض ہیں؟ مجھ سے کسی نے سوال کیا کیوں ناراض ہیں؟ میں نے کہا کہ دیکھیں جی ناراضگی کا کوئی پیانہ نہیں ہے، جب کوئی ناراض ہوتا ہے تو ناراض ہوتا ہے، جب خوش ہوتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ یہ انسانی ایک تعلق ہے جس کے اندر تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ اور خاص کر انسان اگر کوئی حکومت کے اندر ہے تو وہ تبدیلیاں پھر بہت زیادہ رونما ہوتی ہیں۔ اور خاص کر اگر کچھ ایسے معاملات ہیں جو کہ یہاں کی طرف جاتے ہیں تو شاید ان میں شدت تھوڑی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ تو بہت سارے لوگ ہیں جو اس کو برداشت کر لیتے ہیں، بہت سارے لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک دوست ہیں ہمارے بہت اچھے، رہیں گے انشاء اللہ، یہ ایسے حالات نہیں ہیں کہ ہم نے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ قتل کیا ہے، ہمارے تعلقات ختم ہو گئے۔ پر زندگیاں چلیں گی یہ تعلقات بھی رہیں گے ہم ایک دوسرے کے ساتھ ملیں گے، غمی و خوشی سب کریں گے۔ تو میرے ایک دوست کا ایک بڑا چھا dialogue یاد آگیا۔ اور وہ کہہ رہے تھے کہ جام صاحب ایسا لگتا ہے کہ بلوچستان کی ستر سالہ حکومت میں حکومت آج پہلی دفعہ بنی ہے۔ تو میں نام کسی کا نہیں لوں گا لیکن یہ کچھ چیزیں ایسے ذہن میں دوں تی ہیں، جو شاید آج مجھ سے ناراض ہیں اور شاید جب وہ بات انہوں نے کی ہے تو وہ سوچ سمجھ کر کی ہو گی۔ اور اُن نہیں، ساڑھے تین سالوں کا، تین سالوں کا جو ایک تعلق یہ کا کردگی اور ساری چیزیں ہیں ان سب کو مد نظر رکھتے ہوئے لیا ہو گا۔ کہ آج شاید حکومت کام کر رہی ہے آج شائد یہ legislations بن رہی ہیں۔ آج شاید یہ قانون سازی اور رہی ہے۔ آج شاید جس طریقے سے ہر طبق کے اندر کوئی اسکول، کوئی ہسپتال، کوئی کالج، کوئی روڈ، کوئی BRC، کوئی بیم بڑے پیانے پر اگر چیزوں پر کام ہو رہا ہے تو شاید اُس کا مقصد تھا تو کسی نے ایسی بات کی ہے ورنہ میں نے تو نہیں کہا زبردستی نہیں کہا میرے خلاف یا میرے حوالے سے کوئی بات کریں۔ لیکن آج یقینی طور پھر ہمیں کچھ ایک تین کوئی گلمہ نہیں، یہ بھی سیاست کا حصہ ہے۔ اور یہ چیزیں بھی ساتھ چلتی رہیں گی۔ ایک جو بہت چیز ہے چونکہ یہ بات تج میں آگئی دیکھیں ایک بات پر میں ضرور کہوں گا کہ سیاست میں نہ کوئی کسی کواغراء کرتا ہے نہ ریمال بناتا ہے۔ ہمارا کوئی اس میں دار و مدار یا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہر انسان آزاد ہے۔ اور میرے خیال بلوچستان کی history میں

ان ڈیرہ مہینوں کو ریکارڈ پر رکھا جائے گا کہ ہم نے ایک حکومت کے ہوتے ہوئے کسی کے ساتھ بیشول اپوزیشن کے ساتھ کسی کے حلقوں میں ان ڈیرہ مہینوں کے اندر کوئی ایسا روایہ کیا ہو جو کہ show کرے کہ ہم کسی کے ساتھ عدالت کر کھتے ہیں، اپنا ایک سیاسی انتقام دیکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک استغفولوں کا تعلق ہے، ہم نے کبھی کسی سے حالانکہ محیثیت Chief Minister میں چاہتا اور ہم سارے مشاورت بھی کرتے تو ہم وہ portfolios لے بھی سکتے تھے گورنر کو بھی سکتے تھے۔ لیکن ہم نے کہا ہم کوئی ایسی بات نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ جب ہمارے دوستوں نے accept کیا ہم نے یہاں تک بھی کہا کہ یہاں منظور ہوں اور یہ applications دیں اور استغفی دیا۔ ہم نے یہاں تک بھی کہا کہ یہاں تک کہ ہم اپنے دوستوں کے ہت سارے دوست بند تھے کہ نہیں جب ہم نے پیش کیا ہے تو ان کو ہونا چاہیے۔ اور بار بار ہم اپنے دوستوں کے ساتھ اسی لیے ایک تعلق رکھ رہے تھے بار بار جارہے تھے کہ دیکھیں! ہمارا ایک تین ساڑھے تین سال کا ایک تعلق ہا ہے اور ان تعلقات کو خراب ہوتے ہوئے کوئی پارٹی نہیں دیکھنا چاہتی۔ اور انشاء اللہ ہم ان کو بنائیں گے بھی اور ان حالات پر کام بھی کریں گے اور یہ ہماری پارٹی ہے کل کوئی ناراض ہو جاتا ہے، کسی کو آپ زبردستی روک نہیں سکتے اور ایسی طرح کا سلسلہ ہے جس کو ہم بہتر کریں گے۔ اور ہم اس بات پر belief کرتے ہیں کہ ہم ایسی چیز میں کسی کو نہ کوئی گورنمنٹ کے حوالے سے کوئی ایسی چیز ہے انفرادی طور پر ہر آدمی اپنا فیصلہ رکھتا ہے اور جس طرح وہ اپنے فیصلے میں کہیں اور کسی کے پاس جاتے ہیں یا ہمارے پاس آتے ہیں یہ ہر آدمی کا حق بتتا ہے۔ ایک چیز ضرور میں کہہ پا ہوں گا کہ اعتماد کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے ہماری پارٹی کے لوگوں نے دستخط کیتے۔ آج اس اعتماد کے حوالے سے یہاں پر لوگوں نے ووٹنگ بھی کی، اس resolution table کو کرنے کے لیے۔ دیکھیں! میں شروع میں ایک چیز بڑی کی تھی، میں اس ہاؤس کے coalition leader of the house کے حوالے سے House میں اس کی تھی، یقینی طور پر اپوزیشن نے تو مجھے ووٹ نہیں کیا ہے، ہمارا جو focus ہے وہ اپنی پارٹی اور اپنے coalition partners کے اوپر ہے۔ جن کی تعداد 40 اور 41 ہے۔ اور میں نے پہلے دن کہا تھا کہ مجھے جس ان 40 اور 41 اندر اپنی اکثریت نظر نہیں آئے گی، میں ویسے ہی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ لیکن آپ کا اعتماد حاصل کرنا میرے پر لازم و ملزم اس حوالے ضرور نہیں ہے کیوں کہ یہ میری اپنی پارٹی، ہمارے اپنے coalition اور ہماری ہے۔ ہاں کل کو اگر کوئی ایسی legislation آتی ہے جو بلوچستان کے حوالے سے ہے، جو کسی خاص چیز کے حوالے سے ہے تو میں یقینی طور پر اس حوالے سے ہو سکتا ہے قانون سازی میں آپ کے ساتھ صلاح و مشورہ بھی کریں، بہت ساری چیزوں میں کوشش کریں گے کہ ہاؤس کا concensus بنا سکیں۔ اب یقینی طور پر اگر اس coalition میں، اس coalition میں ANP بھی ہے، ہزارہ ڈیموکریٹک بھی ہے، ہماری پارٹی

بھی ہے، JWP بھی ہے اور PTI کے اراکین ہیں ہم سب مشترکہ اُس کے اندر ہیں۔ آج کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اس coalition میں یہ ساری پارٹیاں ہٹ جائیں تو یہ حکومت بن سکتی ہے، قائم رہ سکتی ہے۔ بالکل نہیں رہ سکتی، اور ہمارے دوست بھی اگر آج یہ سمجھ رہے ہیں کہ let's say کل کو اتحادی کامیاب ہو جاتے ہیں اور کچھ دوست آپ کے ساتھ شامل ہو کر حکومت بنالیتے ہیں اسی 33 پر یا 34 پر، آپ کا خیال جو باقی سارے دوست اس مکرف ہیں، کس طرح کی حکومت ہو گی۔ کیا آپ اپوزیشن benches پر بیٹھیں گے یا آپ treasury benches پر بیٹھیں گے۔ اگر وہ treasury benches کے تو یہ کون سی حکومت ہو گی جو 14 لوگ ہیں اور وہ treasury benches کے اندر ہوں گے اور ماشاء اللہ جو 23 ہیں وہ اپوزیشن میں بیٹھیں گے بشمولیت بعد میں اگر ہم آپ کے ساتھ آ جاتے ہیں۔ تو یہ چیزیں اتنی آسان نہیں ہیں جس طرح ہم اس کو آسانی سے دیکھ رہے ہیں۔ یا کم از کم پہنچ لوگ اسکو بڑی آسانی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس عدم اعتماد کا ایک طریقہ ہے آج اُس کا ایک مرحلہ تھا اس سے پہلے آپ کے پاس ایک مرحلہ تھا آپ نے دستخط کیتے ہمارے دوستوں نے کیتے، پیش کیے آج وہ table ہوا اب پیکر صاحب تین دن بعد، پانچ دن بعد، سات دن بعد جب بھی ٹائم رکھیں گے اُس دن جو فیصلہ ہو گا بڑا ہم ہو گا اور قول مولانا صاحب کے بس اُس دن فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان دنوں میں میں استغفاری دوں گا زی بات بالکل نہیں ہے۔ الحمد للہ میں اُس ہار کو ضرور قبول کروں گا جو میں ادھر ہاروں گا۔ میرے لیے اس کمرے کے اندر اس ہال کے اندر مجھے شائد اگر دو ووٹ بھی میں میرے لیے وہ فخر یہ ہار ہو گی۔ جیسے آج کل کچھ ہمارے ممبر یہں جو بڑا ایک اچھا سانام دیا ہے کہ removed یا out سیاست میں میرے خیال میں اس قسم کی اگر ہار ہو وہ کوئی مستغفوں سے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ آپ ایک چیز کے لیے لڑ رہے ہیں ایک کوشش ہے اور آپ کی ایک جماعت کی ہے، یہاں جام کمال اکیلانیں ہے۔ اور میں کبھی بھی اپنے coalition اور وہ میرے دوست، میں اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہوں اور ایسے پُر عزم دوستوں کا بڑا مشکور ہوں جو ہمیشہ اس پورے سُسٹم میں پورے اس ڈیڑھ مہینے میں ہمارے ساتھ کھڑے رہے۔ اور کسی نے اس بات کی لچک بھی نہیں دکھائی کہ وہ شائد کہیں اور جانا چاہتے ہیں، بلکہ رنکس بہت سارے ہمارے ایسے دوست بھی ہیں اس ہال میں موجود ہیں جو شائد اپنی ایک سادگی کے حوالے سے پنی ایک زبان کے حوالے سے یا جیسے ہم کہتے ہیں ہمارے بلوچوں میں پشتونوں میں ہم اپنی زبان میں کبھی کبھی پھنس جاتے ہیں، وہ بھی کسی نہ کسی مجبوری کے تحت یقینی طور پر آج اُس پوری چیز کا حصہ ہیں اور اگر وہ چیز آج نہ ہوتی شائد ان میں سے بھی بہت سارے دوست ہمارے پاس اور زیادہ ہوتے۔ تو یہ سیاست ہے، تھیک ہے جی۔ اور میرے خیال اس کا سیاست میں کچھ چیزوں کا تب بھی رہنا چاہیے۔ تو یہ طریقہ کار ہے انشاء اللہ جب بھی آئے گا میں اور آپ

بھی سامنے ہو گئے۔ اور اس پر حال وحوال کریں گے اور ایک طریقہ کار بنا میں گے۔ میری بہن شاید یہاں موجود ہیں ہیں، میں یقین طور پر اونہوں نے بڑی اچھی کہی، کہ جام صاحب! ایک بڑے اچھے administrator ہیں۔ چلیں شکر ہے یہ اونہوں نے تو یہ مان لیا۔ administrator کیا کرتا ہے؟ administrator کیا ہوتی ہے؟ system governance کو چلاتا ہے، governance کیا ہوتی ہے؟

پلار ہا ہوتا ہے۔ اور صوبے کا system ہوتا کیا ہے؟ کہ جہاں آپ نظام کو ٹھیک چلا میں۔ اگر وہ چیز وہ اپنے بیان سے خود تسلیم کر رہی ہیں کیونکہ انکی ایک اور دوست نشاء بلوج صاحب جو اُس کے بالکل برعکس بات کرتے ہیں کہ آپ کو administration کا کام بھی نہیں آتا ہے۔ آپ کو governance کے بارے میں بھی چیزوں کے بحث نہیں ہے۔ اور بہت ساری ایسی چیزیں اعداد و شمار ہیں جس کے حوالے سے وہ بات کرتے ہیں۔ تو دیکھیں میں دھرنے کوئی administrator بننے آیا ہوں نہ یہ میں کسی اور چیز پر یہاں دعویدار بننے آیا ہوں۔ میری ایک زمہ داری ہے اور اس زمہ داری کی حوالے ہر انسان اپنی پوری کوشش کرتا ہے۔ اور یہ seat کوئی آسان seat نہیں ہے کہ کوئی اور تمیں جانتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن والے دوست بھی میری position سے زیادہ واقف پہنچ پر ہیں۔ کیونکہ میری ہمیشہ ایک کوشش ہوتی ہے کہ میں کسی کی امیدوں کو جتنا پورا کر سکوں میری کوشش پوری ہوتی ہے۔ اور جانبداری الحمد للہ اور ذات، نسل، علاقہ، زبان ان چیزوں پر بھی میں نے believes کہ ہمارے خاندان نے رکھا ہے اور نہ میں نے رکھا ہے۔ الحمد للہ اگر میں اپنے آپ کو ایک مسلمان کہتا ہوں تو مجھے کم از کم ان چیزوں کے برے میں یہ تصور اپنا نہیں رکھنا چاہیے۔ باقی انسان ہے اور پنج ہوتا ہے کبھی کسی ساتھ آپ کا تعلق زیادہ بتتا ہے کسی کے ساتھ کم بتتا ہے کسی کے ساتھ آپ کا قربت کے حوالے سے چیزیں مختلف ہوتی ہیں۔ تو کم از کم یہ چیزیں اُسراں والے سے انشاء اللہ یہاں نہیں ہوں گی۔ میں بڑا مشکور ہوں ویسے آج کے دن کے حوالے سے سب سے زیادہ جمل مشکور ہوں، کہوں تو تمیں leader of the opposition کا ہوں، کیونکہ آج اونہوں نے جو باتیں کی ہیں، وہ بڑی ایک سنجیدہ باتیں ہیں انکی۔ ایک وزیر اعلیٰ کو کیا ہونا چاہیے؟ وہ الگ بات ہے کہ میرا تجزیہ ہو کہ اس وزیر اعلیٰ نے یہ کام کئے ہیں کہ نہیں کئے ہیں؟ لیکن کم از کم اونہوں نے بڑی وزن دار باتیں کی ہیں۔ اور اس وزن دار اُتوں میں ایک مشورہ بھی تھا کہیں پر ان کی شکایات بھی تھی۔ تو تمیں appreciate کرتا ہوں آج وہ موجود نہیں ہیں لیکن مجھے انکی باتوں میں بہت وزن نظر آیا۔ اور ہمیشہ سے آیا ہے میں آپ لوگوں کی یہ الگ بات ہے کہ میں آپ لوگوں کی باتیں سن کے آپ لوگوں کو بتاتا نہیں ہوں لیکن بہت ساری چیزیں ایسے اچھے مشورے ہوتے ہیں ہم کے وہ کہیں نہ کہیں لگا بھی دیتے ہیں اور ان پر کہیں نہ کہیں اُس پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس کو openly

آدمی بات بھی نہیں کر سکتا۔ میرے دوست ہیں، اپنے مقرر ہیں، بلوچستان میں، اسمبلی میں اچھے بولنے والے ہیں social media پر لوگ انکو سنتے بھی ہیں ابھی شاید یہاں موجود نہیں ہیں شاء بلوج صاحب۔ اور انہوں نے پہنے بہت سارے چیزوں میں کچھ چیزوں کا یقینی طور پر بار بار بات بھی کی، میں کہوں گا جی یہاں جو 26 لوگ میٹھے ہیں، اس جماعت کے اندر، انکا بھی ایک وزن ہے، بلوچستان کا ہر ایک MPA کا وزن ہے۔ چاہے وہ اقلیت کے reserved seat پر ہو چاہے وہ seat کے public کے پاس جاتے ہیں اپنا vote لیتے ہیں سارے چیزوں پر کام کرتے ہیں لیکن بحیثیت ایک ممبر ہم سب کی عزت ہے اور اس عزت کے اندر پھر دوچار، چار چاند اور لگ جاتے ہیں کہ جب کوئی کام کرتے ہیں اپنے علاقے کیلئے کام کرتے ہیں اُنکی نمائندگی کرتا ہے کوئی پانچ ہزار vote کوئی درج، کوئی پذر، کوئی بس، کوئی تیس، کوئی چالیس ہزار vote لیکر آیا ہے، تو لوگ اُنکے پیچھے ہیں ایسی بات نہیں ہے کہ اسی کی عزت نہیں ہے۔ اُس حوالے سے میرے یہ ہے کہ خاران میں ہم نے کبھی اس طرح کا کوئی ماحول نہیں دیکھا کہ ہم وہ محسوس کریں کہ ہم صرف شاء اور خاران میں ہیں بلکہ ہم نے ہر حوالے سے جو ہمارے project جو کوئی اشک کا ہو، جو کوئی خاران کا ہو، جو کوئی پنجگور کا ہو، جو کوئی تربت کا ہو، یا کسی اور علاقے کا اُس ضلع کو بھی ہم نے اُسی طرح وہ چیزیں دی ہیں۔ یہ بھی ہم نے نہیں کیا کہ جی college میں ہمارا جو ایک umbrella اسکیمیں ہیں کانج جس نے واشک میں بننا ہے یا خضدار میں بننا ہے وہ جو ہے خاران میں نہ بنے۔ یا ایک stadium بننا ہے وہ نہ بنے یا کوئی کانج بننا ہے وہ نہ بنے یا کوئی سڑک بننی ہے وہ نہ بنے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُس کی نمائندگی ایک الگ بات ہے۔ لیکن میں اپوزیشن والوں کو بھی ایک میری ایک چھوٹی سی التجاء ہے۔ دیکھیں اس PSDP کے حوالے سے یہ وقت اس کا فیصلہ کر گی۔ ہمارے بہت سارے آج کچھ نا راض اراکین ہیں کیونکہ پہلے نہیں اس کا راض بلوج ہوتے تھے اب نا راض MPAs بھی ہیں اور ساتھ ساتھ ہم نے نام missing کا بھی لگادیا ہے جو کہ بہت نامناسب word ہے۔ جو ہم نے اس حوالے سے لگایا ہے۔ دیکھیں! میں ایک چیز آپ کو بتاؤں کہ اس کے برعکس کے PSDP کا میا ب ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس PSDP کو آپ ذرا غور سے صرف اس نظریہ سے دیکھیں کہ اس میں آپ کے ووڑوں کو کتنا فائدہ ہو گا؟۔ ہم اپنے ووڑوں کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ کانج میں اسی ایک کا ووڑ نہیں پڑھتا، ہسپتال میں کسی ایک کا علاج نہیں ہوتا، روڈ کو کوئی ایک استعمال نہیں کریگا۔ Sports Complex کو کوئی ایک استعمال نہیں کریگا، degree college medicines ہوں، BRC ہو، programs ہو اور باقی سارے ہوں ان سب کو آپ کے ووڑ بھی استعمال کریں گے۔ آپ کا ووڑ تعلیم یافتہ ہو۔

آپ کا ووٹ روہ صحت کے حوالے سے بہتر ہو گا آپ کا ووٹ کھیل گو دیں جائیگا، یہ صرف ہماری پارٹیوں کا نہیں ہو گا اگر یک آپ کا بوجھ ہم آپ کے لئے کم کر رہے ہیں۔ مثال ہے اگر آپ کا ووٹ اس کو کوئی سہولت نہیں مل رہی و frustrate ہو گا، وہ آپ سے سوال کرے گا کہ جی میرے لئے تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن اگر آپ کے ووٹ کو کچھ بیزیں ملنا شروع ہو گی اگر وہ اس روڈ پر جانے کیا تو کیا اس روڈ پر جانا بند کر دیگا؟۔ یہ صرف میں نے انوکھی بات سرف ایک جگہ میں سُنی تھی کہ پاکستان میں جہاں کسی نے ایک black-top روڈ بنایا تو انہوں نے کہا کہ جی اس black-top روڈ پر نہیں جانا یہ شیطان کی لکیر ہے۔ تو ان لوگوں نے اس روڈ پر چلانا چھوڑ دیا تو وہ پھر کیا کرتے تھے اس روڈ کے اوپر مٹی رکھتے تھے پھر اس کے اوپر چل کے جاتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ بولا ہم نے کالے پر پاؤں نہیں رکھا۔ لیکن اس روڈوں کو آپ کے لوگ بھی استعمال کریں گے۔ فائدہ کون اٹھائے گا؟ سب ٹھائیں گے۔ ہاں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو سیاسی طور پر آپ کو تھوڑا سا پریشان کریں گے جہاں آپ ایسی اسکیماتیکیں جن کا فائدہ کسی خاص جگہ کو کسی خاص لوگوں کو ہو گا۔ لیکن انشاء اللہ اگر آپ اس PSDP کو مکمل کرنے دیں اور میں آپ کو آج بھی کہتا ہوں، ٹھیک ہے جو کوئی فیصلہ ہو گا تین چار دنوں میں ہو گا یہ ساری سیاسی صورتحال کا جقسان ہو گا وہ صرف ایک شخص کو ضرور ہو گا، وہ ہو گا عوامی نمائندے اور بلوچستان کے لوگ۔ آپ دیکھنے گا کوئی اور نہیں ہو گا متاثر۔ یہ وقت بتائے گا کوئی اسکیم complete ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے کوئی project complete ہوتی ہے یا نہیں ہوتا۔ اس کا فیصلہ وقت بتایا گا ابھی کم از وقت ہے جس میں میں اور آپ debate کریں۔ میں بالکل قبول کرتا ہوں شاء بلوج صاحب کا کہ اگر 2 percent challenge ووٹ دے دیا ریفرنڈم کا تو میں زندگی بھر سیاست سے استفی دے دوں گا۔ میں اپنے بھائی کو یہ بولنا چاہتا ہوں کہ میں وہ بات بونی چاہیے جس کا وزن ہو جوچ ہو۔ آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہیے کہ صرف میرے ضلع جو ہے و بلوچستان کے population کا کوئی percent 4 ہے، تو صرف میرا ضلع ہے۔ کچھ میرے ووٹر گوادر میں بھی ہوں گے۔ یہ جو اتنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ انہوں نے ہوا میں تو ووٹ تو لئے نہیں ہے کچھ انکے بھی ووٹ ہونگے۔ تو اگر آپ اس ریفرنڈم کو بالکل من عن قبول کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس فلور پر قبول کرتے ہیں۔ اور اگر ہم جیت گئے پھر آپ کو زندگی بھر سیاست چھوڑنی پڑے گی۔ اور اگر ہم ہمارے گئے پھر ہم انشاء اللہ زندگی بھر سیاست چھوڑ دیں گے آپ کیلئے۔ لیکن آپ نے اپنی بات سے مگر نہیں ہے۔ دوسری بات zero funding in education میں اس لئے امر بار کہہ رہا ہوں کہ کبھی figure نہ دیں۔ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہو رہا ہے یہ کیا آپ تسلیم کریں percent education پر خرچ ہو رہا ہے؟ یعنی کہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہو رہا ہے یہ کیا آپ تسلیم کریں

گے؟ ایک عام انسان نہیں کرے گا، ہاں میڈیا کیلئے بڑا اچھا ہے سُننے والے جو بلوچستان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ جانتے ہیں لیکن آج کوئی امریکہ میں یورپ میں یا middle east میں سُن رہو گا انکی بات وہ بڑا خوش بولے گا zero percent یہ تو شاء صاحب کے ساتھ ظلم ہو گیا ہے۔ لیکن zero percent ہونہیں سکتا۔ ہر ضلع کے اندر بہت education کے حوالے سے کام ہو رہا ہے۔ آپ اگر اپنی list کیچھ لیں تو آپ کو بہت ساری چیزوں کے حوالے سے پتہ بھی چلے گا۔ اسدخان صاحب نے بھی اپنی باتیں کی یقین طور پر ان ساری چیزوں کے حوالے سے ہمارے ایک دوست ہیں ہمارے ساتھ ہیں انکا ایک بڑا effort بھی رہا ہے لیکن ایک بڑی ایک محنت بھی رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کی جدائی کا یا ضرور افسوس ہوتا ہے لیکن میں سمجھ رہا تھا کہ اسد بلوج صاحب ہمارے ساتھ پانچ سال پورا کریں گے۔ چونکہ اُنکے ساتھ ہم نے بہت سارے programs کئے، بہت سارے projects کئے ہیں اور جب تک ہمارے ساتھ تھے میں نے انکو بڑا اقربت میں میں بھی پایا ہے۔ یقینی طور پر انہوں نے کچھ چیزوں میں ہمیں سُنا بھی لیکن شاید جدائی کا یہ جو موڑ تھا ان یہ سمجھ سے تھوڑا باہر تھا۔ شاید انکے سمجھ کسی دن زندگی میں شاید اسکا احساس ہو۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ بر عکس اسکے کو اُنکے مزاج اور سوچ کے حوالے سے، احسان شاہ صاحب مجھ سے بہت زیادہ فریب ہیں۔ میرے والد صاحب کے cabinet میں رہے ہیں میں اُن کو ایک uncle کے نظریہ سے ہمیشہ دیکھتا ہوں۔ لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ سیاسی حوالے سے حالانکہ شاید ان بن نے وہ decision ان کی favour میں نہیں کیا، جب cabinet میں آرہے تھے۔ میں نے ان اسد بلوzen کے favour میں کیا تھا۔ تو کچھ چیزوں میں ہمیں بھی پیشیمانی ہوتی ہیں شاید آج وہ پیشیمانی اُس حوالے سے بھی ہو شاید اسد صاحب اس بات کو realise نہیں کریں گے۔ لیکن کچھ چیزیں ہیں جو ہم نے بھی احساسات کو منظر آگے بڑھ کر کچھ چیزوں کے فیصلے کیے۔

رہنمایی: جام صاحب! ایک request ہے chair کا۔

جی. جی۔

رہنمایی: یہاں پر سارے ممبرز جو بھی ہیں اُن کا حق رائے دہندگی، یہاں جو بھی وہ اپنا فیصلہ کر لیں۔

جی. جی۔

رہنمایی: آپ کو بھی پتہ ہے کہ یہ ممبر کہاں ہیں اور ہمیں بھی پتہ ہے۔

جی. جی۔

رہنمایی: تو kindly ان چیزوں کو دیکھ لیں۔

رہنمایی:

- قائد ایوان:** نہیں جی۔ جب گھل کے سب بات کر لیں تو اتنا حق ہمیں نہتا ہے کہ 25 لوگوں کو میں سنوں کر انہوں نے اپنی دل کی ساری باتیں کی ہیں۔
- ضابط اسپیکر:** نہیں نہیں اس کا میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ جو چار ممبر ہمارے missing ہیں، جو ایک بجے تک یہاں پر تھے۔ ابھی جیسے ہاؤس۔
- قائد ایوان:** دیکھیں! ان کا تو یا تو بڑا simple ہے کہ ان کے لواحقین تھانے میں جا کر ایک رپورٹ بھیجوں یں، FIR کٹوادیں۔
- ضابط اسپیکر:** پھر chair کو جائزت ہے کہ رو لنگ دے، میرا خیال میں بہتر ہے مناسب ہے کہ آجائیں۔
- قائد ایوان:** دیکھیں! لواحقین اگر دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔
- ضابط اسپیکر:** نوٹس تو میں نے تو یہ دیا آئی جی کو کہا کہ ان کا آتا پڑتے کریں۔ لیکن یہ ہے کہ وہ جام صاحب کو بھجو پڑتے ہے اور ہمیں بھی پتہ ہے کہ وہ کدھر ہیں۔
- قائد ایوان:** ایک چیز کی تحقیقات ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے۔
- ضابط اسپیکر:** تو میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ وہ ممبر آجائیں پر لیں کافرنس کریں جس طرف جاتے ہیں وہ ان کی مرضی ہے۔
- قائد ایوان:** جی جی۔ آپ کو زیادہ معلومات ہیں ویسے جی۔
- ضابط اسپیکر:** جی مجھے بھی معلومات ہیں اور آپ کو بھی معلومات ہیں۔
- قائد ایوان:** اس حوالے سے میں تھوڑا سا کہوں تو۔
- ضابط اسپیکر:** میرے خیال میں پہلی دفعہ تاریخ میں اس طرح ہوا ہے کہ ممبر زغیر حاضر کیے گئے ہیں۔
- قائد ایوان:** نہیں ایسا جی ایسا، خیر دیکھیں نہ کوئی ہوا ہے۔ دیکھیں قبل از وقت کسی چیز پر کوئی ITAL کیوں بلا کیں۔
- ضابط اسپیکر:** جام صاحب! آپ کو بھی پتہ ہے، آپ بھی مسلمان ہیں۔
- قائد ایوان:** نہیں آپ اگر اس chair سے یہ رو لنگ دے رہے ہیں بغیر investigation کے۔
- ضابط اسپیکر:** میں نے investigation کیا ہے۔ اسی لیئے بتارہا ہوں۔
- قائد ایوان:** کہ لوگوں کو انوکھا کیا ہے تو یہ تو بہت بڑی نامناسب اور غیر سنجیدہ بات ہو گی۔
- ضابط اسپیکر:** investigation کر کے بتا رہا ہوں جام صاحب۔
- قائد ایوان:** نہیں آپ کو بڑا simple یہ ایک رو لنگ دینا چاہیے کہ جی یہ ممبر کیوں نہیں آئے ہیں ان سے

پوچھا جائے۔ simple is that-

فہرست اپیکر: سرا وہ صحیح سے پوچھ رہے ہیں۔

فنا نما ایوان: میں ذرا complete کروں جی۔

فہرست اپیکر: جی kindly جام صاحب! continue کریں۔

فنا نما ایوان: اس کے ساتھ ساتھ میں جی یہ ذرا ضرور کہوں کہ آئین کے پہلو میں اگر ہم چیزوں کو دیکھیں اور اس کے تحت ہونی چاہیے۔ جیسے ہم نے کہا جی آئین کے تحت ہمیں چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ ضلعی معاملات کو بھی آئین کے تحت دیکھنا چاہیے۔ انصاف کا تقاضا پھر وہاں بھی ہونا چاہیے۔ تو یہ ممکن نہیں ہے کہ میں ایک آئین کا فلسفہ اپنے حلقوے میں اور اپنے علاقے میں دوسرا رکھوں اور اپنے department میں دوسرا رکھوں اختلافات آئیں تو میرا آئین کا تقاضا بالکل مختلف ہو جائے۔ ہمیں برابری رکھنی چاہیے۔ کہ میری پالیسی اگر، ٹھیک ہے کچھ چیزوں میں اپوزیشن کو میں یہ کریڈٹ ضرور دوں گا کہ ان کا جو ادھر ہے، ادھر ہے، آگے ہے، بڑا کھلا ہوا انداز ہے کہ جی ہے خلافت تو ہے ہی ہے، بس ناپسندی ہے، پسند ہے، جو بھی اپنی طرح سے کھلا ہے۔ لیکن double standard میں چیزوں کو way کرنا، یہ بڑا عجیب سالگرتا ہے۔ ایک musical گودارا اور بہت ساری چیزوں پر تھوڑی سی بات ہوئی۔ دیکھیں! میں Expo اور اس کے حوالے میں ایک، پتہ نہیں Expo کے بارے میں بہت سارے لوگوں کو پتہ ہے یا نہیں ہے، پہلے تو 46 کروڑ میرے خیال میں اُس figure کو ٹھیک کیا جائے و 46 کروڑ نہیں ہے۔ دوسری بات جتنا بجٹ اُسکے لیے دیا گیا ہے وہ بجٹ جتنا خرچ ہو گا واپس آیگا۔ یہ Expo چھ مہینے کا ہوتا ہے۔ یہ دنیا میں پانچ سال بعد ہوتا ہے۔ ہر پانچ سال بعد پچھے مہینے کا ایک Expo ہوتا ہے آج دئی میں ہے کبھی اٹلی میں ہوا تھا، اُس سے پہلے قازکستان میں ہوا تھا۔ اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پہلے مہینہ کے لیے Pakistan pavilion کے ساتھ انہوں نے بلوچستان کا ایک section الگ رکھا ہے جو بلوچستان کو ووگا۔ اور اس پورے ایک مہینے کے لیے بلوچستان کے جتنے بھی departments ہیں، بلوچستان کی جتنی ثقافت ہے، بلوچستان کی جتنا culture ہے، بلوچستان کی جتنی زبانیں ہیں، بلوچستان کے جو گلکار ہیں، بلوچستان کے historian ہیں، بلوچستان کے وہ hero جو شاید میرے اور آپ کے لیے hero نہیں ہیں لیکن ان کے کچھ کلام اور چیزوں کی وجہ سے دنیا اُنکو مجھ سے اور آپ سے زیادہ جانتی ہے۔ ایسے ایسے لوگ جہارے environment، ہمارے culture، ہمارے society، بلوچستان کے اندر آمد نی کہے ہیں، بلوچستان کے اندر وسائل کیا ہیں، agriculture کیا ہے، mines کیا ہے۔ یہ ایک مہینہ کا پورا انہوں نے

میں ایک جگہ دی ہے۔ اور ہم یہ تصور کریں کہ اور جہاں پڑھائی کروڑ لوگوں نے چھ مینے میں آنا ہے، ان ڈھائی کروڑ نے دنیا سے ادھر آنے ہیں۔ اور چیزوں کو دیکھنا ہے۔ اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وہاں بلوچستان کا اپنا بالکل pavilion کال دینا چاہیے تاکہ کل کو سندھ کرے، پنجاب کرے، KP کرے، گلگت کرے اور پھر ادھر ہی ایک resolution آجائے کہ یہ حکومت اتنی نالائق ہے کہ اتنا بڑا expo ہوا ہے جہاں ڈھائی کروڑ لوگ گئے ہیں بلوچستان حکومت کی نااہلی ہے کہ بلوچستان کی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے۔ پھر اسے کہیں گے کہ جناب اپنے صاحب دیکھیں! وہاں پر ہمارے ثقافت کے لوگ جاتے، وہاں ہمارے لوگ جاتے، میں تو آج کہوں گا کہ آن Parliamentarians کو جانا چاہیے، آج وہاں جتنے بھی لوگ آپ لوگوں کے صوبے کے بارے میں پوری دنیا کو بتا رہے ہیں آپ میں سے ایک ایک جائے گا وہ بڑے خوش ہو لے۔ اور میں اپوزیشن کو اس فلور پر کہتا ہوں کہ اپنے صاحب! ایک گروپ بنائیں اور ایک گروپ صرف اپوزیشن کا دس پندرہ لوگوں کا بنا کے فوراً بھیجنیں کیونکہ پندرہ دن بعد دس دن بعد وہ ختم ہو جائے گا۔ آپ کی حوصلہ افزائی اُنکے لیے بڑی ضروری ہے۔ اور دیکھیں جہاں پیسوں کا خرچ آتا ہے مثال ہے اگر اس کمرے پر میں شروع ہو جاؤں یہاں ٹیوب لائٹ چھ کیوں ہیں، یہاں کی گھریوالہ بیک ہونی چاہیے، یہاں کا صوفہ یہ ہونے چاہیے۔ اس طرح حکومت نہیں چلتی ہے۔ حکومت ہر جگہ خرچ کرتی ہے۔ حکومت منصوبوں پر بھی کرتی ہے، حکومت ایسی چیزوں پر بھی کرتی ہے، education پر بھی کرتی ہے، ہر لمحہ پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ آج ہم یہاں AC بند کر دیں، آج ہم یہاں lights بند کر دیں۔ یہ صوفہ آپ کے لیے کرسیاں والے رکھ دیں، چار دن بعد آپ دیکھیں گے یہاں احتجاج ہو گا۔ تو آپ ہر چیز کے اُپر خرچ کرتے ہیں۔ نرکار کا پیانہ ہوتا ہے ہر لحاظ پر ہر جگہ پر خرچ کرنا۔ ہم اپنے آپ کو دنیا سے بھی نہیں نکال سکتے ہیں۔ ہم اپنے participation کو بھی نہیں نکال سکتے ہیں۔ ہم ہر چیز میں حصہ دار بھی بننا چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے حوالے سے لوگوں کی آگاہی بھی ہو۔ آپ یقین کریں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ آپ کے culture کے بہت سارے لوگوں کو پہلی دفعہ وہاں لوگوں نے سنا ہے، دیکھا ہے، ان سے بات کی ہے، ان کو بلوچستان کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ بلوچستان ہے کیا۔ تو ان چیزوں کے حوالے سے ہمیں۔ ریلی کی جہاں تک بات تھی یہ ریلی دیکھیں دوسال بعد ہمارے عمل کمٹی صاحب یہاں ہیں نہیں۔ یہ بلوچستان میں ہر سال ہوتا ہے، گودر میں ہوتا تھا law and order کو جس سے دوسال نہیں ہوا۔ جمل مگسی میں ہوتا ہے۔ ابھی انشاء اللہ والبندیں کے اندر ہم کوشش کر رہے ہیں۔ اس صوبے میں sportsmen بھی ہیں۔ اس صوبے میں ہر قسم کا بندہ ہے، غریب ہے، کوئی پانی کے لیے ہے، کوئی اسکول کے لیے ہے، کوئی روڈ کے لیے ہے، کوئی youth sports چاہتا ہے آپ سریاب کے لوگوں میں آنا

لیفرنڈم کر دیں آج اسی دفعہ اور ان میں ان کی youth کو بولیں کہ آپ کو sports facilities چاہیے یا نہیں چاہیے؟ میں آپ کو بتاؤں ایک فیصد لوگ بھی نہیں بولیں گے کہ ہمیں نہیں چاہیے۔ سب بولیں بالکل چاہیے۔ تو آپ کو اپنے society کے لوگوں کی ضرورتوں کے حوالے سے بھی کچھ چیزیں دینی ہوتی ہیں۔ جو ان کی ایک شرورت ہے۔ اور ہم انکو ان سے بالکل ہٹانہیں سکتے۔ اور یہ چیز ہے اور اس سے برکس ہے دیکھیں! دو یہ واقعات وئے ہیں۔ بلکہ شاہ صاحب یہاں موجود ہیں۔ میں انکا بڑا مشکور ہوں، جب بلیدہ والا واقعہ ہوا، بہت نامناسب روپا تھا administration کا۔ تو انہوں نے مجھ سے request کی میں گھر میں تھا۔ وہ لواحقین میرے پا کر آئے۔ شاہ صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ اور تقریباً دو گھنٹے ہم ان کے ساتھ بیٹھے رہے۔ یہ بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہم سے شاید ملاقات نہیں ہوئی۔ اور جب دو گھنٹے بعد جا رہے تھے تو بہت سارے لوگوں نے یہ demand کی، کہ جی ابھی کیا دھرنا ختم کریں گے؟ میں نے کہا جی بالکل نہیں۔ شاہ صاحب، ہوم منٹر، ہوم سکریٹری، بیٹھیں سب تک یہ لوگ اطمینان نہیں کر لیتے کہ ہمارے جتنے بھی مطالبات ہیں وہ پورے نہیں ہوتے یہ اپنا دھرنا پھر بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور وہی ہوا، اگلے دن ساری چیزوں کو جب settle کیا، وہ چلے گئے۔ دیکھیں! ہمارا کوئی دھرنا ادا ہے permanent بھی نہیں ہے۔ ہوتے ہیں دھرنے۔ اور ہم نے کوئی ایسی پالیسی، یہ جو دھرنا کبھی کبھی بہت لوگ کہتے ہیں کہ یہ جی بلوچستان کی history میں اتنے دھرنے نہیں ہوئے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے لوگوں کا حق آواز کی دیتے ہیں۔ کون سا CM تھا جو اپنے گھیوں پر اتنا رکھے لوگوں کو۔ میں نے کبھی منع نہیں کیا۔ ہاں ground میں کبھی کبھی واقعات ایسے آ جاتے ہیں جو میرے اور آپ کی دسترس سے باہر ہو جاتے ہیں۔ وہاں چا students دو پولیس والوں سے لڑ پڑے، ایک reaction ہو گیا، کچھ cabinet کیا تھا کہ students خواتین لڑ گئیں، ایک reactior ہو گیا۔ اور اس کے حوالے سے کچھ واقعات بن جاتے ہیں۔ لیکن میں نے اور ہمارے cabinet کے secretariat کے میشہ یہ فیصلہ کیا بلکہ ایک time آ گیا تھا کہ cabinet میں ہم نے یہ decide کیا تھا کہ

ندر یا بلوچستان کے کسی قریبی اسی ریڈیوزن میں ہم ایک مقررہ permanent احتجاجی جگہ بنارہے تھے کہ جہاں لوگ آئیں، اپنے مسائل، اپنے ضلع کے حوالے سے، اگر ان کو کوئی نہیں سن رہا، بالکل کریں۔ تو یہ جو بار بار لوگوں کے درہ آتا ہے، بار بار ہم نے حل بھی کیے ہیں۔ آج YDA کا ہے، یہ دو آپ کے احتجاج تھے۔ یہ دونوں، ایک مکران ویژن سے تھے، یہ دونوں حل ہوئے ہیں۔ تو واپس گئے ہیں۔ کسی ناں کسی کے حوالے کوڑ نے بھی interference کی۔ کوڑ نے کیوں interference کی؟ ایک DC کے حوالے سے۔ وہ DC میں تھیں لیکر گیا تھا۔ اب میں مزید تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ اب آپ کی دوستیاں کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ ہیں

اک آپ کے شکوئے ادھر ہونے چاہیے۔ لیکن وہ شکوئے شکایت ابھی آپ کریں گے۔ کیونکہ کچھ چیزوں کی پہلا بیس اس طرف بھی نکلیں گی۔ ایک researcher پر بڑی بات ہوئی جس پر زمرک خان صاحب نے بات کی تھی۔ دیکھیں! وہ شاء بلوج صاحب نہیں ہیں، یہ academia ایک Oxford Researchers ہے پر اپاکستانی اور بلوچستان کے ڈاکٹرز ہیں۔ جن میں سے ایک یار جان بلوج ہیں، شاہزادہ نظہور صاحب ہوتے تو میں بتاتا۔ بار جان وہ بلوچستان کا scientist ہے جو NASA میں کام کرتا ہے۔ اب پہنچنے والے بلوج صاحب کو، مجھے پہنچنے ہے اُن کو یہ بات پتہ ہو گی۔ NASA میں کوئی ایرا غیر امیرے جیسا ڈگری ہو ولڈر جا کے Scientist نہیں بن سکتا۔ اُس بندے نے کچھنا کچھ ایسا کیا ہوا کہ آج ایک بلوچستان، تربت سے تعلق رکھنے والا لڑکا NASA کے اندر ہے۔ وہ اپنے 8 ڈاکٹرز کے ساتھ، مجھے اسکا بالکل پتہ نہیں ہے، پہلے ایک سادہ خط آیا۔ جس کو بہت سارے لوگوں نے کہا کہ یہ fake ہے۔ اس کا کوئی owner نہیں ہے۔ تو کسی نے یار جان کو کہا کہ بھتی یہ خالی اس کو چھوڑ دو۔ اُس نے بولا نہیں ہم own کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے 8 ڈاکٹرز کے نام اُسمیں لکھ کر دیئے۔ اب وہ اُن کا اپنا سوتھا اُن کو ہم نہیں کہا آپ letters کے بھیجیں۔ لیکن اُن کے letter کو کم از کم اتنا آپ degrade نا کریں کہ وہ Research Academia کے Cambridge University اور Oxford University سے تعلق رکھنے والے ہیں اور وہ Lecturers and Professors ہیں۔ کہ وہ کوئی چیز لکھ رہے ہیں اور میں درآپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ردی کا گند ہے یہ دونبڑھے Oxford research نے اُس کو مانا نہیں ہے۔ اُس کی بات ہوئی ہے، Oxford University کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ تو یہ kindly اگر تھوڑا سا چیزوں کو اگر clear کیا جائے۔ حرص، غیر حرص ہمیں زیرے صاحب نے کہا کہ۔ جی دیکھیں جی حرص کی بات نہیں ہے۔ حرص کی بات اُن کے لیے ہوتی ہے جو اقتدار چاہتے ہیں ہم تو اقتدار میں موجود ہیں۔ ہم تو اپنی حکومت چلا رہے ہیں۔ ہمیں پہلا اقتدار ملا 40 ممبرز تھے، ہم اپنی اقتدار چلا رہے ہیں۔ حرص تو وہاں آتا ہے، لائق وہاں آتی ہے جب اُسی کے پاس کوئی چیز ہے نہیں۔ وہ اُس کی توقع کرے، اُس کو اگر حاصل کرنا چاہے۔ agriculture university بالکل آپ کی حکومت تقریباً آپ کی نہیں بلکہ میں آپ کو ریکارڈ کھاؤں گا۔ کہ اس گورنمنٹ نے اور اس پورے coalition کو جاتا ہے بیشمول کچھ ہمارے دوست ایسے جو ہمارے ساتھ ناراض بھی ہیں کہ یہ واحد حکومت بلوچستان کی history میں ہو گی جس نے ماضی کی جتنے بھی اسکیمات ہیں اُن کو complete کرنے کا ایک plan بنایا۔ ہم اُس کے owners نہیں تھے 10 سال 15 سال سے اسکیمات، ہو سکتے ہیں آپ کی حکومتوں نے شروع کی ہوں، ہو سکتا ہے آپ کے اتحاد یوں incomplete

شروع کیا ہو۔ اور ہم پر لازم و ملزم بھی نہیں تھا کہ ہم بولتے کہ ہم ان کو complete کریں گے۔ لیکن اس governmnet کی تقریباً تین سے چار سو ایسے اسکیمات ہیں جن کو اس complete کی ہیں۔ اس agriculture unicversity کی فنڈنگ اگر ہم ناکرتے تین سال میں، یہ complete کیے کہیں اور لگا سکتے تھے۔ قلعہ سیف اللہ کا روڈ جو آپ کا شیرانی سے اوپر تاک کی طرف جاتا ہے، ہم چاہتے ہیں BDA سے complete کراتے۔ یہاں پر نواں گلی کا بائی پاس bridge بن رہا ہے BDA کا ہم نہ کرتے۔ اوسی طرح کئی اسکیمات کئی روڈ کئی اسکولز ہیں جو کہ شروع ہم نے نہیں کرائے ہیں۔ لیکن دس دس سال بعد اس حکومت نے اُن کو complete کیا ہے۔ اور اُس کا credit ہمیں نہیں جائے گا۔ اُس کا آپ کے لوگوں کے بھی جائے گا۔ آپ کے وڈر زکوبھی جائے گا۔ اور آپ کے لوگ وہاں سے مستفید ہوں گے۔ اُس کے ساتھ وہاں جائے گا، اپنا علاج کرائے گا۔ میکھیں ہر نائی کے حوالے سے میں ہر نائی پر زیادہ بات کرنا نہیں پڑا ہوں گا۔ ہر نائی کی ذمہ داریاں یقینی طور پر ہر نائی کے نمائندوں پر زیادہ بنتی ہیں۔ اور اُس حوالے سے ہم نے بہت نا آج اس فلور پر اُس پر بھی تھوڑی بہت بات آگے چلے گی۔ ساؤ تھ پیکچج اور سی پیک، بہت سارے لوگ یہ تاثریتی ہیں کہ مکران کے لوگ ناراض ہیں۔ ہم سے تو باقی لوگ ناراض ہو گئے تھے یا آپ نے مکران کی اتنی اسکیمیں رہاں دی ہیں کہ باقی بلوجستان میں کیا کام ہو گا۔ تو آج اگر کوئی یہ بات کرتا ہے کہ بشمولیت پنجگور، تربت کوادر اور بشمولیت آواران کے، آج آپ حساب لگائیں۔ اور ان ضلعوں سے اور بھی کبھی کچھ لوگوں نے یہ تاشدیہ کی کوشش کی۔ کہ جی یہ اسکیمات تو وفاق کی ہیں۔ وفاق میں کوئی اسکیم خود نہیں جاتی ہے۔ وفاق کے اندر ہر وہ اسکیم جاتی ہے جس کو صوبہ own کرتا ہے اُس کی DSC کرتا ہے اُس کی PDWP کرتا ہے اُس کے CDWP میں صوبہ پیش کرتا ہے اُس کی منظوری کے اندر اُس کا حصہ ہوتا ہے اور جب بعد اُس کو prime minister کے ساتھ اور اسد عمر صاحب کے ساتھ ہم نے مشاورتیں کیں اور ایک کمیٹی بنی تب یہ پیکچج دیکیا۔ اور اُس پیکچج کے اندر آپ سب کو پہنچتے ہے کون کون سی اسکیمات نہیں ہیں، ہر ضلع کے اندر کم از کم پندرہ، بیس رہب کی اسکیمات ہیں۔ اور اس سال جب ہم نے نئی PSDP بنائی تو ہم نے کہا جو ساؤ تھ پیکچج میں جا چکے ہیں۔ وہ اضلاع جو ساؤ تھ میں نہیں ہیں اُن کا بھی حق بتا ہے اور اُن ساری اسکیمات پھر real estate projects کے اُن میں بھی شامل کرایا ہے جہاں شاید بہت سارے ہمارے نمائندے نہیں ہیں یا شاید وہ نمائندے ہیں جو تھوڑے آج کل نالاں بھی ہیں۔ اُن سے اس حوالے سے تو ایک balance of

distribution of work کی بات ہوتی ہے وہ ہر جگہ ہم نے کی ہے اور اس کو آپ دیکھیں گے آپ کے اضلاع میں یہ کام ہو گا یہ سلسلہ جب شروع ہو گا، یہ ساری چیزیں جائیں گی۔ سی پیک کے حوالے سے میں زیرے صاحب اضافہ نہیں کھوں گا۔ لیکن سی پیک میں کام 5 سال 2013ء سے 2018ء میں ہونا تھا، وہ نہیں ہوا۔ مغربی روٹ نہیں بنایا۔ مکران کے روڈ نہیں بنے۔ گوادر کے اندر expressway نہیں بنایا۔ وہاں polytechnics نہیں بنے۔

بلوچستان میں industrial zones نہیں قائم ہوئے border markets نہیں بنے۔ قلعہ سیف اللہ ہاں سے لیکر جتنے بھی روڈز ہیں border پر نہیں بنے۔ اُس کا قصور وار تو آپ ہمیں نہیں ٹھہرا سکتے۔ لیکن اس کے credi تو کم از کم یہ دینا چاہیے کہ اس حکومت نے ان سڑھے تین سالوں میں ان سب اسکیمات کو رکھا ہے۔ اون پر کام شروع ہو گیا ہے۔ میرے ایک موصوف ہیں، ابھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس کے تفصیل میں نہیں جا پا ہتا۔ ٹھیک ہے وہ credit ناں دیں۔ لیکن کم از کم اس بات کا تو credit دے سکتے ہیں کہ اگر کوئی چیف منسٹر کسی عوالم سے کسی development کو روکنے کی طرف کوشش کریں۔ اُس میں بڑی مشکلات ضروری پڑ سکتی ہیں۔ لیکن ہم نے بڑا open field دیا کہ ہر بلوچستان کی اسکیم میرے ضلع کے اندر اگر federal اسکیم میں پر ہو برابری اگر کریں دوسری اضلاع کے اندر تو اُس کی 10% بھی نہیں ہیں۔ لیکن ہم نے اس لیے کیا کہ ایک overall ایک پیشج تھا، اس security aspect تھا اس کے اندر بہت ساری چیزیں تھیں میں نہیں کیا کہ میں میں سے آٹھ آٹھ، دس دس روڈز گزر رہے ہیں۔ کیوں گزر رہے ہیں۔ تو ایک ذہن تھا۔ تو ان سب کے لیے کیا جا شاید اس بات سے آج نالاں ہیں کہ پتہ یہ کام یا تو ہم نے کئے ہیں وہ نالاں ہیں یا ہمیں بھی مجھے نہیں آ رہا ہے اس بات کا۔ ساتھ ساتھ میں نے جی یہ انشاء اللہ یہ کسی dialogue نہیں ہو گا کہ کسی نے کہا تھا ”کہ ہمیں کیوں نکالا؟“ یہ کسی اور دوسرے لوگوں کے dialogue ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس میدان میں گودے ہیں اور اڑکرنکیں گے چاہے رہ ہو یا جیت ہو۔ یہ حصہ ہے۔ دیکھیں! یہ ایک سیاسی آدمی جو ہے، یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی بہت ساری چیزیں آپ وگوں کے ساتھ share نہیں کرتے۔ یہ سیاسی میدان میں ہم الیشن لڑتے ہیں، سیٹیں جنتے ہیں، ہارتے ہیں، کوئی میں ووٹ دیتا ہے کوئی نہیں دیتا ہے، مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ part of history ہے۔ یہ part of politics ہے۔ اور ہم اس کا قصور بھی کسی پر نہیں ڈالنا پاہتے۔ ٹھیک ہے اگر وہ number-game اگر پورا نہیں ہے، good enough لیکن اگر ہو جاتا ہے پھر کہتے ہیں کہ برداشت کریں ساتھ ساتھ زابد صاحب، چلیں پہچھا ہوا آپ نے آج 45 کروڑ اور 65 کروڑ مان تو لیا، کہ آپ نے 45 کروڑ کا روڈ دیا ہے، ایک 65 کا دیا ہے۔ چلیں یہ کم از کم شروعات ایک اچھی ہوئی۔ حالانکہ یہ اس سے زیادہ ہے۔ ابھی بھی آپ دیکھیں تو میرے خیال ایک

وکنڈی سے مانشیل روڈ بھی جائے گا۔ بلکہ اس کا کام شروع بھی ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح اس فیڈرل PSDP میں کچھ اور بھی projects ہیں جو واشک کو کسی نہ کسی حوالے سے facilitate ضرور کریں گے۔ باقی دیکھیں ٹرکیٹس کس طرح ہٹے ہیں، کس طرح نہیں ہٹے ہیں، جس کو دیا گیا ہے، نہیں دیا گیا ہے، کم از کم آج شاہو اونی صاحب بھی بیٹھے ہیں، ایک شروعات اچھی ہوئی ہیں اس کو appriciate ہونا چاہیے۔ یعنی کہ آج بلوچستان میں چہ، سارے پڑھ سو ٹرکیٹ را گر کئے ہیں اور لوگوں کو ملے ہیں، 100% میں نہیں کھوں گا، لیکن میں یہ امید ضرور رکھوں گا کہ اُس bench میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے جانے والوں کو بھی ملے ہوں گے۔ اُس کا دیکھیں بڑا آسان طریقہ ہے کہ اُس کا بڑا آسان طریقہ ہے، اُس کی کچھ requirements تھیں، کسی کے پاس زمینداری ہو، اُس کے پاس کے زمین ہو۔ میں صرف میں finish ہوں گی۔

نواب اپنے: please cross talk نہیں کریں۔

فائدہ ایوان: چلیں وہ ٹرکیٹ بھی ابھی آپ کے پاس آدھے آجائیں گے۔ وہ آدھے، دیکھیں میڈیم! میری ہن نے ایک بات کی جو میں نے پہلے بھی تھوڑی سی کی thank you کہ آپ نے مجھے ایک اچھا defination کی میں نے تھوڑی administration کہا، administrator کی میں نے تھوڑی defination کی۔ دیکھیں لیڈر کوئی نہیں ہوتا۔ یہم نے ایک لیڈر کا concept ہے۔ ہم ایک concept ہے، ہر لیڈر ایک درکر ہوتا ہے۔ کوئی لیڈر ایک اچھا و رکرنہیں ہے، وہ لیڈر بن نہیں سکتا، ہاں نام آپ لگالیں، ایک stigma لگالیں، بس میں لیڈر ہوں تو ٹھیک ہے۔ لیڈر کا کام اپنی رعایا کے ساتھ بڑا مختلف ہوتا ہے۔ اُس کی details میں میں نہیں جانا چاہتا۔ کہ اس کی تفصیل کیا ہے۔ لیڈر کی qualities کیا ہیں۔ اُس کا access کیا ہونا چاہیے۔ اُس کا decision کیا ہونا چاہیے۔ لیڈر کے decision سے چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ کہ لیڈر نے اپنی پارٹی کے لیے کیا decide کرتا ہے۔ لیڈر اپنے پارٹی کے نمائندگی کے لیے کیا decide کرتا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی بات کھوں۔ ہم سے نہ احساب لیا جاتا ہے کہ آپ لوگ حساب دیں۔ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے۔ یہ ایجمنڈ ابھی اسی پر ہے۔ آپ کی پارٹی کو ابھی پہلے سال 10 ارب روپے ملے، ٹھیک ہے۔ ہمیں تو governance آتی نہیں۔ ہمیں تو کچھ نہیں پتہ GDP-growth کیا ہے۔ social economic indicator کیا جا رہا ہے۔

لیا ہے۔ آپ اس دس ارب کا ذرا detailing خود کر لیں۔ اگر اس دس ارب میں میں اگر لیڈر کی بہ ہوتا۔ میں بہت بولتا جی۔ آپ اس دس ارب ایک ایک BRC ہر اس اضلاع کے اندر میں دیتے جہاں میرا ممبر ہے۔ دے سکتے تھے۔ کہ مثلاً۔۔۔ (مداخلت) lapse کچھ نہیں ہوا ہے، وہ پیسے موجود ہیں میں

نکو--- (مداخلت) نہیں وہ گئے نہیں ہیں۔ میں ایک بات کرلوں، میں complete کرلوں۔ جی میر complete کرلوں۔

نکاں اپسیکر: جی please please

نکاں اپسیکر: دیکھیں میری بات سن لیں۔ دیکھیں نامناسب، دیکھیں۔

نکاں اپسیکر: آپ please interrupt کریں۔

نکاں اپسیکر: جی جی، میں بات complete کرلوں۔ وہ آپ بالکل کر لیجئے گا جو بھی ہے پسی بات نہیں آپ ایک بات بتا دیں۔ (مداخلت) چلیں آپ ایک بات بتا دیں۔ بلکہ آپ تو سریاب کے ہیں۔ اگر یہ روڑ بن بائے کبھی۔ (مداخلت) نہیں، نہیں آپ بات سن لینا۔

نکاں اپسیکر: جی please

نکاں اپسیکر: نہیں، میں آپ سے آج اسی ادھر ہی اسی فورم پر پوچھ لیتا ہوں۔ کیا آپ کے خیال سے سریاب روڑ ایک اچھا اقدام ہے یا نہیں؟ نہیں بول دن ناکہ نہیں ہے یا ہاں۔ نہیں سریاب کا روڑ ایک اچھا اقدام ہے نہیں ہے۔ (مداخلت) نہیں ہے، چلیں ٹھیک ہے۔ آپ own کرتے ہیں کہ سریاب کا روڑ ایک اچھا اقدام نہیں ہے۔ ریڈ یو پاکستان کا روڑ اچھا اقدام نہیں ہے۔ لنک بادینی ایک اچھا اقدام نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اور جو سپورٹر کمپلیکس آپ کے وہاں بن رہا ہے وہ بھی ایک اچھا اقدام نہیں ہے۔ ٹھیک ہے سریاب کے لوگوں کو سننا چاہیے پھر۔ دیکھیں! کوئی بائی پاس تو بعد کی بات ہے۔ میرے خیال سے وہ بھی شاید ٹھیک نہیں ہے۔ اسی طرح نواں کلی بھی ملٹر روڑ بن رہا ہے۔ پتہ نہیں بزرگ روڑ کیوں بن چکا ہے۔ دیکھیں نقصان کچھ روزگار، کچھ دوکانوں کا، آج آپ بتیں ساڑھے تین سال پہلے آپ چلے جائیں سریاب کے اندر land-rate جو ایک بیچارہ غریب آدمی کا plot موتا تھا، اُس زمانے میں اور آج کے زمانے میں اُس کا کیا فرق ہے۔ وہ فائدہ کس کو ملے گا؟ وہ اُس کو ملے گا جب بیچ جائے گا۔ اُس بیچارے کی زمین کوئی میرے خیال شاید ایک کروڑ میں بھی نہیں لے رہا ہوں آج اُس کے لئے تمیر کروڑ کا اگر ایک بھی ہے۔ ایک مثال ہے۔ روڑ، دیکھیں یہ ترقی لے جائے گی۔ آپ کے لئے لے جائے گی۔ و

غوشہ ایک آپ انشاء اللہ دوسال بعد جیسا آپ نے اقرار تو کیا کم از کم ویسے، اس کا credit آپ کو بھی دینا چاہیے۔ لکھا کہ آپ اس کو دوسال میں اسکو complete کر لیں، تو آپ دوسال ہمیں دیکھنا بھی چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم ہر complete کر سکتے ہیں باقی کوئی نہیں کرے گا۔ یہ بات کامیں آپ کا بہت شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ دیکھنے بلیں۔ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میڈیم آپ نے بات کی تھی، میں نے اُس کو بڑی تفصیل سے سنائے۔

س کی گھرائیوں میں ایک JIT ہم نے بنائی ہے، اُس JIT میں ان دونوں کی رپورٹ آئیں گی۔ اس incident کی بھی آئے گی اور بلیدہ والی کی بھی آئے گی۔ بلیدہ والی کی بڑی تفصیل سے آئے گی اور ہر پہلو کو ہم انشاء اللہ بتائیں گے اُس کی کیا پہلو تھے۔ وہ لوگ کون تھے ان کا تعلق کس سے تھا؟۔ یہ جو CID کی ٹیم کیوں گئی تھی۔ یہ سول برائے الون نے حملہ وہاں کیوں کیا؟۔ وہ لڑکا جو تربت کے گرامر اسکول میں پڑھتا تھا، اُس کو وہاں سے بھی اٹھایا جاسکتا تھا۔ یا اُس سے اُدھر بھی ملا جاسکتا تھا تو انشاء اللہ JIT report کی جیسی ہم تو کم از کم لائیں گے پتے نہیں کل کو اگر آپ لوگ حکومت میں آگئے آپ لوگ لا کیں گے یا نہیں لا کیں گے۔ ہم انشاء اللہ ضرور لا کیں گے۔ دوسرا بات آپ کی ایک بات تھی کہ دوست ہیں ہمارے دو مر صاحب ہیں، میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا میں صرف یہ کہوں گا کہ مجھے بڑی حرمت اس بات کی ہے کہ آج ان کی تقریر، خیران کا اپنا ایک جذبہ ہوگا، وہ جذباتی ہیں، ویسے ہمارے دوست ہیں بھی کبھی اپنے خیالات کا کھل کے اظہار کرتے ہیں۔ لیکن آج انہوں نے کھل کے اظہار کیا، جو وہ کیا ہے، کیا نہیں ہے لیکن میں ایک چیز ضرور بتاؤں گا کہ وہ آج جس گروپ کے ساتھ انہوں نے تھوڑے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اُس گروپ کے اندر آج بھی ہم اگر حلفیہ ان لوگوں سے پوچھیں، جو آج بھی ان لوگوں کے ساتھ موجود ہیں، کہ پر خوش تھے یا خفیا تھے؟ کیا وہ ان کی شکایت کرتے تھے کیا وہ ان سے نالاں تھے؟ یا ان کے اقدامات جو ان کے ضلع کے اندر تھے ان سے خوش تھے؟ یہ میں نہیں بولنا چاہتا ہوں۔ یہ بلکہ جو آپ کے ساتھ ابھی کچھ دوست ہیں، یہ اپنے سال کا راز آپ سے خود ہی بیان کریں گے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے بڑی باتیں کیں پارٹی کے دوالے سے بحیثیت سی ایم کے حوالے سے چیزوں کے حوالے سے کیا ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے یہ تقریریں کہیں نہیں باتی ہیں۔ آج میں سو شل میڈیا میں صرف دس منٹ بیٹھ کے یہ ساری ویڈیو یوں نکل سکتے ہیں کہ میرے خیالات پہلے کہ تھے اور میرے خیالات آج کیا ہیں۔ تو ہمیں وہ خیالات پر fair کرنا چاہئے جس پر کم از کم کل کو کھڑے بھی رہیں۔ بالکل مولانا صاحب آپ نے ایک بڑی اچھی بات کی۔ کہ تین سال کا بالکل حساب لیں آج۔ میں، ہم ہمیشہ ہماری حکومت نے بلکہ اپنے کوتین سال کے لئے پیش کیا اور میں وہی باتیں میرے قریبی دوست چاہ رہے تھے، کہ ہمارے جب بجٹ پیش کیا تو بجٹ کی performance کے حوالے سے ظہور صاحب ہی تھے جنہوں نے چار مہینے پہلے اور بڑی تفصیل تقریر اور وہ تقریر میرے خیال وہ اسمبلی کا حصہ بھی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے سماڑھے تین سال میں کیا کیا ہے۔ ہماری کارکردگی کیا تھی۔ ہمارے steps کیا تھے۔ ہمارے کتنے روزگار ہم نے یہ کن کن چیزوں پر ہم لوگوں نے کام کیے ہیں۔ جو میری تقریر نہیں تھی۔ وہ تقریر ہمارے فناں منظر کی اپنی تھی۔ اور

بآج اگر ہماری گورننس خراب ہے اگر آج اچانک سے پورا بلوچستان خراب ہو گیا ہے وہ ایک الگ بات ہے لیکن مارے دوستوں نے اُس تین سال کی جو آپ بات کریں performance کی۔ وہ ج بھی موجود ہے اور وہ آپ کے ساتھ share بھی ہوگی۔ اور اس کے حوالے سے بہت ساری چیزیں اچھی بھی ہیں، بہت ساری چیزیں غلط بھی ہیں لیکن ایک بات جو مئیں اُس کو correct کرنا چاہتا ہوں کیونکہ سو شل میڈیا میں ہت ساری چیزوں میں بھی آیا ہے۔ کہ یہ fudge fraud budget ہے میرے خیال یہ کم از کم ہمارے ایک عزز شخص کو نہیں بولنا چاہئے۔ کیونکہ آپ نے تو اسکو پیش کیا ہے۔ تو ہم کیا، یا تو ہم یہ تسلیم کر لیں کہ پہلے ہم ٹھیک ہیں تھے ہم نے غلطیاں کی ہیں۔ سرکار کے پاس guaranteed-budget ہے۔ سرکار ہمیشہ receipts پر چلتی ہے۔ ہاں کبھی کبھی آپ اپنے estimations بڑھادیتے ہیں کبھی اپنے expectations کو بڑھادیتے ہیں آپ کی ڈولپمنٹ کا پول بڑھادیتے ہیں۔ آپ اپنی ڈولپمنٹ کے لئے چلتے ہیں۔ وفاقی حکومت کا آج لگائیں، کہ کوئی چارٹر بیلین کے ان کا تو پیس ڈی پی میں پیے ہوں گے جا کے کمپلیٹ ہو گا۔ وہ پیئے نہیں ہو سکتے لیکن سرکار اپنے پروگرام کو چلاتی رہتی ہے۔ پھر ٹھیک ہے ہم اپنے پروگرام کو ختم نہیں کریں ایک شروعات کریں۔ ٹھیک ہے تمیں اضلاع میں نہیں ہو سکتا پانچ میں کریں گے۔ جہاں ہم نے وہ پروگرام امبریلا میں رکھے ہوئے ہیں جو ہر ضلع کے وہ اندر ہونا ہیں ہم پندرہ پر آئیں گے کے پندرہ کو اگلے سال لے جائیں گے۔ یہاں پر ہم کی بیشی کر سکتے ہیں سرکار کے ہاتھ میں یہ ہے۔ ایک ستر کا ہے ٹھیک ہے ہم کوشش کر کے نیچے کی طرف بھی لے آئیں گے۔ لیکن نہیں ہو سکتا کہ وہ جتنے بھی پروگرام اسکے اندر ہیں وہ بالکل غیر طریقے سے بنے ہیں اُس کی کوئی اصلاح اور دلیل نہیں ہے۔ دیکھیں ایک چیز میں مگر ہمیشہ شام لال صاحب نے یقینی طور پر کہا کہ انہوں نے کہ یہ جو ایک اپوزیشن کا ہمیشہ سے ایک رہا ہے کہ ہم نے اپوزیشن کو ہمیشہ neglect کیا ہے۔ وہ کسی سیاسی ماحول میں فنڈر کے حوالے سے ہوا ہو گا باقی چیزوں میں ہم نے لوئی مداخلت نہیں کی ہے کہ ہم اُس ضلع کے اندر ایک پلان لے کے جائیں کہ جی وہاں پر۔۔۔ (مدخلت)۔ جو

١٢٧

حناہ اپنے: جی thank you آپ پلیز یہ بات نہیں کریں۔ چھوڑیں آپ بیٹھ کے بات نہیں کریں
فناکم اپوناں بات کر رہے ہیں۔

فائدہ اپوان: اُن میں سے مولا ناصاحب ابھی کچھ آپ لوگوں نے لے لیئے ہم سے واپس۔

ختاب اسپیکر: یہ اس کو چھوڑیں صد یقینی صاحب جی جام صاحب continue کریں۔

قائد ایوان: سیاست ہے۔ اس میں آخر میں ۔۔۔ (مدخلت)

نعتاب اپیکر: جی قائد ایوان صاحب بات کریں گے۔ شاء صاحب!

قائد ایوان: شاء صاحب ایک منٹ جی۔ جناب شاء صاحب! پلیز اگر آپ، اگر میں کروں پھر آپ بعد میں کر لیجئے گا۔ اس میں اپیکر صاحب! میں end میں صرف یہ کہوں گا بالکل جمہوری حق ہے، میرے دوست ہیں کوئی دوسرے سے ضرور ہر آدمی خوش بھی رہتا ہے بلکہ کچھ دوستوں نے بڑی اچھی بات کی کہ حکومتیں جو ہیں نا وہ ملنے یا ملنے پر نہیں ہوتیں اس کا base جو ہے وہ performance پر ہوتا ہے۔ لیکن الحمد للہ ہمارا تعلق بھی رہا ہے بڑا کہرا تعلق رہا ہے۔ سارے ممبروں کے ساتھ رہا ہے۔ اور یہ سٹیج بھی چل تھی، سیاست کا ایک حصہ ہے۔ جونار اضگیار ہیں بالکل ہر انسان اپنی رکھ بھی سکتا ہے اور یہ ناراضگیاں ٹھیک بھی ہو جاتی ہیں۔ اس پر کوئی، یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو زندگی بھر جس نے جانی ہے۔ آج ہم نے ان لوگوں کو بھی قریب سے دیکھا ہے جو شاید ایک ٹائم میں ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت بھی نہ کرنا چاہیں۔ کل کو یہی اسمبلی ہوگی، یہ طریقہ ہوگا یہی ہمارا اٹھنا بیٹھنا ہوگا۔ ہماری کوشش لوگی بلوچستان عوامی پارٹی اپنی coalitions کے ساتھ intact رہے۔ اور ہماری ابھی بھی کوشش ہوگی کہ ہم پنے سارے وہ دوست جو ہم سے ناراض ہیں، یا جن کے گلے شکوئے ہیں یا جن کی کسی وجوہات سے اختلافات بڑھ گئے ہیں۔ دیکھیں یہ ہمارا ایک مسئلہ ہے۔ لیکن چونکہ اس مسئلے پر آپ نے ایک بڑا سمجھیدہ کردار add distances کیا ہے۔ as a opposition۔ جہاں آپ نے ہمارے دوستوں کو یہ کہا ہے کہ اپوزیشن ہر اس اقدام کا حصہ آپ کیسا تھے بنے گی۔ اگر یہ حکومت minus-one formula پر جاتی ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی آپ کا ایک democratic rights ہے۔ لیکن یہ چیزیں مستقبل میں بھی یہ سوالیہ بن سکتی ہیں۔ تو آخر میں بڑا، سب سے زیادہ مشکور میں اپنے coalition بلوچستان عوامی پارٹی کے نمبر زکا جن کا اعتماد ہے۔ اور بلوچستان کے لوگوں کا جنہوں نے اپنا اعتماد ہم سب پر کسی حوالے سے رکھا ہے۔ یہ الگ امت ہے کہ میں اس بات پر ڈیبیٹ میں جاؤں کہ آپ کے کتنے favour کے لوگ ہیں۔ میرے کتنےavour کے لوگ ہیں۔ یہ ہمیشہ اس کا فیصلہ ہمارا لیکیش کریگا۔ اور ہماری اگلی گورنمنٹ کریگی یا آنے والا وقت کریگا۔ اور شاء اللہ یہ آنے والے تین یا پانچ دن جب بھی اپیکر صاحب date رکھے گا، یہ بھی زیادہ دور نہیں ہے۔ وہاں وٹنگ ہوگی، چیزیں بڑی ظاہر ہو جائیں گی۔ ہمیں کامیابی ملی، ہم اپنی حکومت چلا کیں گے، نہیں ملی، ہم بھی ایک پوزیشن کا پھر انشاء اللہ اچھا کردار ادا کریں گے۔

نعتاب اپیکر: جی شکر یہ۔ جام صاحب۔ جی شاء بلوج صاحب!

وزیر راعت و کوآ پریوز: یہ دوبارہ تقریر میں شروع کرے گے؟

ضابط اپیکر: تقریر نہیں ہے، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ تقریر نہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی۔

ضابط شاء اللہ بلوچ: وزیر اعلیٰ صاحب! جن لوگوں کیسا تھا آئے ہیں ابھی دس ممبر ان اُن کے ساتھ بیٹھے ہیں کئے اپنے دوست جو ان کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی کی تقریر نہیں سنی۔ یہ تو مرہون منٹ ہوں ابھی بھی پوزیشن کے کوہہ بیٹھ کے اُن کے اب تقریر میں رہے ہیں۔ ورنہ تو کورم کا مسئلہ ہو جاتا، ورنہ تو کورم کی نشاندہی ہوتی، تو تقریر بھی نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

ضابط اپیکر: جی شکریہ۔ قرارداد نمبر 115 پر بحث مکمل کر لی گئی۔

ضابط اپیکر: تمام معزز اکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قرارداد نمبر 115 پر رائے شماری کی بابت طریقہ کار آپ کے تمام معزز اکین اسمبلی کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا گیا ہے۔ میں قاعدہ انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی محریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 19 (ب) 5 کے تحت وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی قرارداد کی قرارداد نمبر 115 پر رائے شماری کیلئے بروز سوموار مورخہ 25 اکتوبر 2021ء بوقت صبح گیارہ بجے دن مقرر کرتا ہوں۔

ضابط اپیکر: آب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 25 اکتوبر 2021ء بوقت گیارہ بجے صبح تک ملتوی کہ جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

